وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ (سورہ مریم)

مخدوم العلماء

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

(۱۸۹۵ء ۱۹۶۸)

www.KitaboSunnat.com

ترتیب و تالیف:

محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب

۱۹۸۹ء میں ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) کے لیے لکھا گیا مقالہ

دار الدعوة السلفیة
۳ شیش محل روڈ
لاہور ۵۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ (سورہ مریم)

مخدوم العلماء

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

(۱۸۹۵ء ۱۹۶۸)

ترتیب و تالیف

محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب

۱۹۸۹ء میں ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) کے لیے لکھا گیا مقالہ

www.KitaboSunnat.com

ناشر

دار الدعوۃ السلفیۃ

31 - شیش محل روڈ لاہور پاکستان

ملنے کا پتہ

انجمن اسلامیہ سلفیہ

مسجد المکرم ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام	---------	مولانا محمد اسماعیل سلفی
جمع وترتیب	---------	سعدیہ ارشد
باہتمام	---------	احمد شاکر المکتبۃ السلفیۃ لاہور
مطبع	---------	پرنٹ یارڈ پرنٹرز
طبع اول	---------	نومبر 2002ء
ناشر	---------	دار الدعوۃ السلفیۃ' لاھور
قیمت	---------	/- روپے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

"تنزل الرحمة عند ذکر الابرار" ایک مشہور عربی مقولہ/محاورہ ہے۔ لیکن افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد جماعت اہل حدیث اس انداز کے نزول رحمت سے محروم ہی رہی۔ گزرنے والی نصف صدی میں بھی ہمیشہ کی طرح جماعت اہل حدیث کا دامن ہر قسم کے شعبہ ہائے حیات کے گنج ہائے گرانمایہ سے بھرا رہا' منبر خطابت ہو یا فن مناظرہ' میدان تحقیق ہو یا درس و تدریس' شرح احادیث ہوں یا علمائے متقدمین کے جواہر پاروں کی ترتیب وتدوین' تبلیغ دین ہو یا جماعت کی تنظیم' ملکی سیاسیات ہوں' یا عوامی بہبود کے رفاہی کام' اگر یوں کہا جائے کہ خیالات و آراء کی جکڑ بندیوں سے آزادی کے باعث اہل حدیث نے جس ذمہ داری کو بھی اٹھایا یا ان پر جو ذمہ داری بھی ڈالی گئی وہ ہم عصروں سے بہت بہتر اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے' لیکن من حیث الجماعت ہم نے نہ ان کے حالات اکٹھے کیے اور نہ ان کی خدمات مرتب کیں حالانکہ اسلاف کے حالات وخدمات ہی اخلاف کے لیے مینارۂ نور ہوتے ہیں۔

ان اعاظمِ رجال میں سے ہر فرد اپنی ذات میں ایک انجمن اور ان کی چھوٹی سے چھوٹی مسجد بھی ایک ادارہ اور علم وعمل کی ایک آبشار ہوتی تھی۔ جان جوکھوں میں ڈال کر جن اکابر نے جماعت کو منظم کیا' ایک متشکل جماعت وجود میں لائے' ہم نے ان کو مقابر میں محدود کر دیا۔ جن بزرگوں نے خونِ جگر سے جماعت کی آبیاری کی ہم ان سے بے خبر ہو گئے۔

آسودگیوں کے متلاشی اور نعروں سے توانائی پانے والوں کو کیا علم کہ کس اکیلی شخصیت نے' کن حالات اور کن کن مصائب وآلام سے گذر کر مرکزی جمعیت اہل حدیث تشکیل دی۔ فردِ لخت لخت کو کس طرح اکٹھا کیا۔ قریہ قریہ' بستی بستی جا کر تبلیغ کس نے کی اور تنظیم کیسے کی۔ قیام پاکستان کے اولین دنوں میں لٹُ لٹا ہوئے جماعت کو اکٹھا بھی کیا اور غریب الوطن علماء و افرادِ جماعت کو حوصلہ بھی دیا۔ جس مردِ درویش نے ایک ہی شہر کی ایک ہی مسجد کے ایک ہی حجرے میں کم وبیش نصف صدی گزار دی! وہ شخص کون تھا؟ زندہ باد کو حاصلِ حیات سمجھنے والے دورِ حاضر کے قائد بھی غالباً جماعت کی اولین اراکین مجلس عاملہ کے نام تک نہ جانتے ہوں گے چہ جائیکہ وہ پہلی مجلس شوریٰ سے واقف ہوں۔ متقدمین زعماء کی خدمات نوجوان نسل کو بتانے کی کبھی کسی نے ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ جب کہ جماعت کی پہلی کابینہ کے ایک ایک محترم رکن کے حالاتِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی پر الگ الگ کتابیں چھپنی چاہیے تھیں۔ سالانہ تربیتی نشستوں میں خطابت کا ایک عنوان یہ بھی ہونا چاہیے تھا کہ اپنی نئی پود کو اپنی پہلی تنظیم کے بانی ارکان سے ہم متعارف کراتے تو اسلاف کی اخلاف کو پہچان ہوتی جس سے نئی پود کے دل میں اپنے اسلاف اور پیش رووں سے محبت وعقیدت کے چراغ جلے ہوتے۔۔۔

اس کوتاہی، غفلت اور جرم میں درجہ بدرجہ ہم سب شریک ہیں۔ جمعیتیں، جماعتیں، تنظیمیں، ادارے اور افراد سب ہی اس میں شامل ہیں۔ حسنِ اتفاق کہیے یا حصولِ سعادت کہ مولانا سلفی رحمہ اللہ کے بارے ہم سب کی اجتماعی کوتاہی کی تلافی اس عزیزہ کے حصے میں آئی کہ جس کے دنیا میں آنے کا وہی دن تھا جس دن مولانا سلفی رحمہ اللہ دنیا سے جا رہے تھے۔

جیسا کہ عزیزہ نے ابتدائیہ میں بیان کیا ہے کہ مولانا سلفیؒ سے ہمارے گھرانے کی اجتماعی عقیدت اس مقالے کا محرک بنی گویا کہ یہ گھرانہ تنزل الرحمة عند ذکر الابرار کی نعمت سے بہرہ ور ہو گیا۔

عزیزہ کے والد گرامی حافظ محمد ارشد صاحب حفظہ اللہ نے مکمل راہ نمائی بھی کی اور حوصلہ افزائی بھی کہ ان کی علمی نشو ونما اور ارتقاء میں مولانا علیہ الرحمہ کا حصہ یقیناً ہو گا۔ محترم حافظ صاحب حفظہ اللہ نے مقالے کی منظوری اور مواد کے حصول سے لے کر یونیورسٹی سے اس کی اشاعت کی اجازت تک تمام مراحل طے کر کے جماعت اہل حدیث پر احسان فرمایا جس کی جزا ان کو اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔

علمی حلقوں میں جماعت کی معروف شخصیت اور جماعت کے مایہ ناز سوانح نگار مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ، یکے از تلامذہ حضرت سلفی رحمہ اللہ نے آخر میں حرفے چند کے عنوان پر مولانا رحمہ اللہ کے مزید بیس شاگردوں کے حالات قلم بند کر کے اضافہ کر دیا ہے۔ جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

الاعتصام کے ناظم عزیزم ابو فیصل محمد سلیم نے اس کی تصحیح کرنے اور اس کی فہرست ترتیب دینے میں بھرپور تعاون کیا۔ جزاهم الله احسن الجزاء۔

حضرت مولانا کی اولاد و احفاد نے تعاون فرما کر طباعت کی سعادت سے دارالدعوۃ السلفیہ کو بہرہ ور فرمایا، جس پر اراکین دارالدعوۃ السلفیہ ان کے شکر گزار ہیں۔

افسوس ہے کہ اس اثناء میں اس کتاب کے مقدمہ نگار یعنی مولانا رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد بن اسماعیل بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور وہ کتاب طبع شدہ حالت میں نہ دیکھ سکے۔

ماشاء الله کان وما لم یشالم یکن

حافظ احمد شاکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

فہرست مضامین ۳
گفتنی و ناگفتنی ۷
مختصر حالات مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ۱۱
عرض ناشر ۱۵
آغازِ سخن ۱۷
تقسیم ابواب ۲۱
باب اول ۲۲
خاندان کا اجمالی تعارف ۲۳
استاذِ پنجاب حافظ عبدالمنانؒ سے رابطہ ۲۴
حضرت سلفی کی ولادت باسعادت ۲۴
مولانا محمد ابراہیم اور مسلک اہل حدیث ۲۵
حضرت سلفیؒ کا آغازِ تعلیم ۲۶
باقاعدہ تعلیم ۲۶
دلی روانگی ۲۶
امرتسر میں آمد ۲۶
سیالکوٹ آمد ۲۷
گوجرانوالہ میں تقرر ۲۷
قومی و جماعتی خدمات ۲۸
حضرت سلفیؒ کا ایک سوانحی مکتوب ۲۹
عام معمولاتِ زندگی ۳۱
خطابت ۳۱
حضرت سلفیؒ کی عادات ۳۲
اخلاص اور بے مثال مستقل مزاجی ۳۲
بیماری اور وفات ۳۲
باب دوم ۳۴
قومی پریس کا خراجِ عقیدت ۳۵
نوائے وقت ۳۵
روزنامہ کوہستان ۳۶
شورش کاشمیریؒ کا ہفت روزہ چٹان ۳۷
قراردادہائے تعزیت ۳۷
مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ ۳۷
مولانا محمد یحییٰ از نیو دہلی ۳۷
مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری ۳۷
مولانا ابو مرتضیٰ گل حسن خان ۳۸
قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی ۳۸
حضرت مولانا عبداللہ ثانی کا مکتوب ۳۹
جنازے کا آنکھوں دیکھا حال ۴۰
حافظ عبدالحق صدیقیؒ کا تبصرہ ۴۰
یادیں اور تاثرات ۴۱
شارحِ نسائی حضرت مولانا عطاءاللہ
حنیف کے تاثرات ۴۲
علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے تاثرات ۴۳
عبدالغفار اثر کا خراجِ تحسین ۴۶
مولانا سلفی کی چند اہم خصوصیات ۴۷
مضمون حافظ احمد شاکر صاحب۔ مدیر
مکتبہ سلفیہ لاہور ۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے ہند کے تاثرات	۵۱	درسِ نظامی کے اساتذہ	۸۱
مولانا عبدالحمید رحمانی (دہلی) خراج تحسین	۵۵	**الجامعة السلفية**	۸۳
منظوم ہدیۂ عقیدت	۵۵	تجویز و تاسیس	۸۳
مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلویؒ	۵۷	مختصر تاریخ	۸۳
منظور احمد منظور	۵۷	جامعہ کی موجودہ عمارت	۸۴
طاہر قریشی کے تاثرات	۵۹	جامعہ سلفیہ کے مقاصد	۸۵
راسخ عرفانی	۵۹	جامعہ سلفیہ کے مقاصد	۸۵
علیم ناصری صاحب	۶۰	مسلک	۸۵
عبداللہ کوثر کا نذرانۂ شعر	۶۱	حکومتِ سعودیہ کا تعاون	۸۶
جناب منظور حسین	۶۱	جامعہ کے شعبہ جات	۸۷
علامہ خالد اختر افغانی	۶۲	طلبا کی غیر نصابی سرگرمیاں	۸۸
راز کاشمیریؒ	۶۳	**جامعہ تعلیم القرآن والحدیث گوجرانوالہ**	۸۹
باب سوم	۶۴	سنگِ بنیاد	۸۹
حضرت مولانا کے خطبات جمعہ	۶۵	جامعہ کے اغراض ومقاصد	۹۰
مولانا سلفیؒ کا درسِ قرآن	۶۸	طریق کار	۹۰
حضرت سلفی کے فتاوٰی	۶۹	نصاب تعلیم	۹۰
ایک نصیحت آمیز مکتوب	۷۳	شعبہ تعمیر	۹۰
مکتوب بنام مولانا عبدالجلیل رحمانی	۷۴	طالبات کی تعداد	۹۱
ہفت روزہ الاعتصام کا اجراء	۷۶	اساتذہ کرام	۹۱
اہل حدیث کانفرنسیں	۷۷	نظامِ امتحان	۹۲
الجامعة المحمدية	۷۸	**باب چہارم**	۹۳
جامعہ کی تاسیس	۷۸	**حضرت مولانا سلفی کا انداز تحریر**	۹۴
امتیازی خصوصیات	۷۹	”مشکوٰۃ المصابیح“	۹۶
جامعہ کی جدید عمارت	۸۰	مشکوٰۃ المصابیح کا تعارف	۹۶
مجمل خاکہ	۸۱	مشکوٰۃ کی شروح	۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب ہذا کا منفرد انداز ۹۷

اہم خصوصیت ۹۷

مبسوط حواشی ۹۸

''رسولِ کریمؐ کی نماز'' (کتاب) ۹۹

''تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی'' ۱۰۱

''فقہ الحدیث کے اصول'' ۱۰۲

''زیارتِ قبور'' ۱۰۴

''حدیث کی تشریعی اہمیت'' ۱۰۷

''مسئلہ حیات النبیؐ'' ۱۱۱

''جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث'' ۱۱۴

مولانا سلفی کی وسعتِ ظرفی ۱۱۷

امام بخاریؒ کا مسلک ۱۱۸

حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں ۱۲۰

اسلامی نظامِ حکومت کا مختصر خاکہ ۱۲۳

حضرت سلفیؒ کی کتابوں کے عربی تراجم ۱۲۵

باب پنجم ۱۲۷

آپ کے اساتذہ ۱۲۷

استاذِ پنجاب حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی ۱۲۸

امام العصر مولانا محمد ابراہیمؒ سیالکوٹی ۱۳۳

مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ ۱۳۸

مولانا حافظ عبدالجبار عمر پوریؒ ۱۴۲

مولانا سلفیؒ کے تلامذہ ۱۴۳

فاضلِ جلیل مولانا محمد حنیف ندویؒ ۱۴۳

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ ۱۴۶

مولانا محمد خالد گھرجاکھی ۱۴۶

مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری ۱۴۹

مولانا حافظ احمد اللہؒ ۱۵۰

حضرت مولانا ثناء اللہ ۱۵۱

مولانا محمد ادریس بڈھیمالوی ۱۵۲

مولانا ابوالکلیم محمد اشرف سلیم ۱۵۲

حکیم قاری محمد اسماعیل اسد ۱۵۳

مولانا ابورضا ثناء اللہ ربانی ۱۵۳

مولانا محمد حنیف یزدانی ۱۵۳

حافظ سیف الرحمٰن الفلاح ۱۵۳

مولانا محمد صدیق (سرگودھا) ۱۵۳

مولانا عزیز الرحمٰن لکھوی ۱۵۴

مولانا عبدالعزیز نورستانی ۱۵۴

مولانا محمد بشیر نعمانی ۱۵۴

مولانا محمد صادق صدیق ۱۵۴

حرفے چند ۱۵۵

کتابیات ۱۶۳

رسائل واخبارات ۱۶۵

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفتنی و ناگفتنی

مولانا محمد اسماعیل السلفی تادم واپسیں جمیعت اہل حدیث کے صدر رہے۔ آپ نے فروری ۱۹۶۸ء میں داعی اجل کو لبیک کہا اور عالم جاوداں کی طرف کوچ کر گئے رحمہ اللہ تعالیٰ و ارضاہ وجعل الجنۃ ماواہ۔ ان کے سانحہ ارتحال کے بعد جمیعت اہل حدیث تشتت و افتراق کا شکار ہوگئی۔ جمیعت کو جب بھی متحد کرنے کی کوشش کی گئی وہ سعی ناتمام ثابت ہوئی اور خلیج مزید وسعت اختیار کرتی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب احزاب کا تصادم ہو تو شخصی اہداف ابھرتے ہیں اور اجتماعی مقاصد پس پشت ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں محسنین کو طاق نسیاں کی زینت بنا دیا جاتا ہے۔ ان احوال کا منطقی نتیجہ تھا کہ مولانا موصوف کی حیات و خدمات کو محفوظ کرنے کی جماعت نے کوئی کوشش نہ کی اور یہ مسئلہ تعویق کا شکار رہا۔ اولاد و احفاد نے جو کوششیں کیں وہ بھی بارآور نہ ہو سکیں۔

امر حقیقی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لکل اجل کتاب کے اصول کے مطابق ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ جب وہ وقت آ پہنچتا ہے تو سارے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں۔ یوم ازل سے ہی یہ اعزاز سیدہ سعدیہ ارشد (زادھا اللہ عزاو شرفاً) کو حاصل ہونا تھا۔ سیدہ کا سال پیدائش وہی ہے جو جناب مولانا سلفی " کا سال ارتحال ہے۔ موصوفہ نے ان کو دیکھا نہ استفادہ کیا مگر جو کام باوسیلہ لوگ نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے ایک ناتوان کے ہاتھوں سے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم۔

سیدہ کے دادا جان جناب ملک اشرف خان صاحب مرحوم و مغفور ایک تاجر تھے۔ ذہنی طور پر دیندار اور متقی تھے۔ یہ اس ذہنی رجحان کا ہی نتیجہ تھا کہ انہوں نے اپنے سعادت مند بیٹوں حافظ محمد ارشد صاحب اور حافظ امجد صاحب کو قرآن مجید حفظ کرایا۔ جناب حافظ محمد ارشد صاحب ان دنوں گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے پرنسپل ہیں اور حافظ محمد امجد صاحب کامیاب ایڈووکیٹ ہیں۔ اس بات کو قسام ازل کی حسن تدبیر کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے کہ ملک اشرف خان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب اپنے گھر میں صرف سلفی صاحب کی خوبیوں کا ہی تذکرہ کیا کرتے تھے۔ ان کے ذہن رسا میں اور کوئی نابغہ روزگا شخصیت نہ تھی جس کے تذکرے وہ اپنی اولاد و احفاد کے سامنے کرتے۔ ملک صاحب موصوف کے اس ذکر نے ایک تحریک کی صورت اختیار کی اور حافظ محمد ارشد صاحب کی راہ نمائی میں یہ مقالہ تیار ہوا۔ راقم الحروف اپنی ناکامی کے اعتراف کے ساتھ سیدہ سعدیہ ارشد' حافظ محمد ارشد اور ملک اشرف خان صاحب کو صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہے۔ بتوفیق ایزدی انہوں نے ایک خلا کو پر کرایا ہے جس کی اشد ضرورت تھی اور وسائل ناپید تھے۔ فجزاھم الجزاء فی الدارین خیراً۔ سیدہ سعدیہ ارشد نے اپنے معاونت کنندگان میں جناب ضیاء اللہ کھوکھر' جناب حکیم محمود صاحب بن مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ' جناب حافظ احمد شاکر صاحب' جناب علیم ناصری صاحب' جناب حافظ امجد صاحب' جناب ملک محمد ضیاء اللہ صاحب' کے نام گرامی درج فرمائے ہیں الدال علی الخیر کفا علہ کے مطابق یہ سب اصحاب خیر اجر جزیل کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے۔ ان سے جو بقید حیات ہیں ان کو مامون و مصئون رکھے اور جو دار بقا کو سدھار گئے ہیں ان کی سئیات سے درگزر فرمائے اور ان کو جنت الفردوس سے نوازے۔ (آمین)

قارئین کرام نے جناب مولانا سلفیؒ کے آباء واجداد کا ذکر خیر تو سن ہی لیا ہے۔ اگر جناب سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد و احفاد کا ذکر کر دیا جائے تو نسب کی تشنگی دور ہو جائے گی۔

جناب سلفیؒ کے پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے ہیں بیٹی عمر میں سب بھائیوں سے چھوٹی ہے۔ ماشاء اللہ بقید حیات ہے اور اپنے گھر میں خوش حال ہے۔

بیٹوں میں سب سے بڑے بیٹے کا نام محمد' منجھلے بیٹے کا نام حکیم محمودؒ صاحب اور سب سے چھوٹے بیٹے کا نام داؤد صاحب ہے۔

داؤد صاحب مرحوم ومغفور

آپ مولانا سلفیؒ کے تیسرے اور چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ نے تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ آپ نے اپنی عمر کی صرف پچاس بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ تین شادی شدہ ہیں اور تین ابھی کنواری ہیں' بیٹے کا نام سلمان ہے اور وہ طبیہ کالج لاہور میں سال دوم کا طالب علم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ موصوف کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ آپ نے طبیہ کالج سے زبدۃ الحکماء کی ڈگری حاصل کی تھی۔ والد گرامی کی وفات کے بعد مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں آپ نے درس نظامی مکمل کیا۔ حکیم صاحب جسمانی طور پر قوی الجثہ تو نہیں تھے مگر پہاڑ جیسا عزم رکھتے تھے۔ آپ کی قیادت میں ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی جس کا نام مسجد مکرم ہے۔ تادم واپسیں مطب کے ساتھ اس مسجد کی خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ آپ نے ۱۹۹۴ء کو سفر آخرت اختیار کیا۔

آپ کے پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور چھ بیٹے ہیں۔ سب بیٹیاں شادی شدہ ہیں اور اپنے گھروں میں خوش ہیں۔ بیٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ سعود صاحب: آپ حکیم صاحب موصوف کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ طبیہ کالج سے فارغ التحصیل ہیں اپنا کامیاب مطب چلاتے ہیں۔

۲۔ اسعد صاحب: آپ مرحوم کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ ماشاءاللہ حافظ قرآن ہیں۔ درس نظامی سے فارغ التحصیل ہیں۔ اپنی دوکان کے ساتھ مسجد مکرم میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔

۳۔ احمد صاحب: آپ حکیم صاحب کے تیسرے بیٹے ہیں۔ بی۔ ایس۔ سی ہیں۔ ایک ہائی سکول چلاتے ہیں سکول کا شاف دودرجن معلمات پر مشتمل ہے۔

۴۔ سعد صاحب: بھائیوں میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ آپ طبیہ کالج لاہور سے فارغ التحصیل ہیں اور حکیم صاحب مرحوم ومغفور کے مطب میں بیٹھتے ہیں ماشاءاللہ ایک کامیاب طبیب ہیں۔

۵۔ جواد صاحب: بھائیوں میں آپ کا نمبر پانچواں ہے۔ آپ علم الادویہ کے سال دوم کے طالب علم ہیں۔ ایم۔ ڈی کی ڈگری کے لیے کوشاں ہیں۔

۶۔ اویس: آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں اور بی۔ ایس۔ سی کے طالب علم ہیں۔

محمد بن اسماعیل السّلفی

راقم الحروف حضرت سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بڑا بیٹا۔ ہے۔ میں نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا مرحوم جناب مولانا ابراہیمؒ سے حاصل کی۔ عربی کی ابتدائی صرف ونحو سے منتہیٰ کتبِ حدیث تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے استاد جناب والد محترم مولانا ا ِاعیل السّلفی ہیں۔ جس سال آنجناب نے انتقال فرمایا ان کی زیر نگرانی مباحث فی علم القرآن تالیف ' کتور صبحی الصالح اور علوم الحدیث تالیف الدکتور صبحی الصالح کا مطالعہ جاری تھا۔ راقم نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (عربی) اور ایم اے (اسلامیات) کی سندات حاصل کیں۔ راقم الحروف ایک عرصے تک سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں عربی اور علوم اسلامیہ کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔

۱۔ شعیب صاحب: میرے اکلوتے بیٹے ہیں۔ ماشاءاللہ حافظ قرآن ہیں۔ آنکھوں کی سرجری کی منتہی ڈگری ایف۔ آر۔ سی۔ ایس (ایڈنبرا) سے ان کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔

ماشاء الله لاقوة الا بالله يوفقه الله بما يحب ويرضىٰ. ذٰلك فضل الله علينا.

محمد بن اسماعیل السّلفی

۶۲ سی سیٹلائٹ ٹاؤن' گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر حالات مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گوجرانوالہ

ولادت باسعادت: معتبر روایت کے مطابق ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۵ء میں وزیر آباد کے نواح موضع ''ڈھونے کی'' میں ہوئی' حضرت کے والد گرامی مولانا محمد ابراہیم بھی ایک صاحب علم بزرگ اور اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے۔ چنانچہ تحفۃ الاحوذی اور مولانا وحید الزماں کا مترجم قرآن مجید (طبع لاہور) آپ ہی کے فن خوشنویسی کے شاہکار ہیں۔

ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کی درخواست پر مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی نے دعا فرمائی جو مولانا کی ولادت کی صورت میں مستجاب ہوئی۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تربیت اور تعلیم حضرت کے والد گرامیؒ نے خود کی اس کے بعد اپنے ہادی و مرشد محدث شہیر حضرت مولانا حافظ عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں اسی مدرسہ کے مدرس مولانا عمر دین مرحوم۔ (م ۱۳۴۲ھ) سے پڑھیں اور بڑی کتابیں مثلاً ابن عقیل' شرح جامی' الفیہ اور میر قطبی وغیرہ حضرت حافظ صاحب سے پڑھیں۔ حدیث از اول تا صحیحین حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ ہی سے پڑھی۔ اس کے بعد امرتسر میں حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ دہلی میں مولانا عبدالجبار صاحب عمر پوریؒ اور سیالکوٹ میں مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی علیہ الرحمہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور ۲۳۔۲۴ برس کی عمر میں جملہ علوم سے فراغت پانے کے بعد ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی علیہ الرحمہ کی تجویز کے مطابق گوجرانوالہ میں تشریف لے آئے اور تادم واپسیں ۔۔۔ تقریباً نصف صدی ۔۔۔ اسی شہر میں قرآن و حدیث کی شمع کو فروزاں رکھا۔ اللھم نور قبرہ ووسع مدخلہ۔"

مولانا جب گوجرانوالہ تشریف لائے تھے۔ تو صرف ایک مسجد تھی اور سات آدمیوں کے وجود کا نام جماعت اہل حدیث تھا' لیکن ۶۸ء میں اپنی وفات سے چند روز پیشتر ۵۴ ویں مسجد کی بنیاد رکھی۔

درس قرآن: گوجرانوالہ میں آتے ہی مولانا نے فجر کے بعد درس قرآن شروع کر دیا تھا' جو ستائیس برس تک تواتر کے ساتھ جاری رہا۔ درس کے یومیہ سامعین دو اڈھائی سو سے کم نہ ہوتے تھے۔ رمضان المبارک میں یہ تعداد پانچ چھ سو کے قریب ہو جایا کرتی تھی۔ درس قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجیداور خطبہ میں بھی ترتیب کے ساتھ دوسرے دور کا ۱۸واں پارہ قریب الختم تھا۔

خطابت: خطابت میں پوری کی پوری تقریر حشو وزوائد سے پاک، بے ربط جملوں، غلط تلفظ اور حکایتوں سے مبرا ہوتی تھی۔ تقریر میں اپنے موضوع کے ہر پہلو اور ہر گوشے پر اس طرح روشنی ڈالتے کہ اس کا تمام سیاق وسباق سمجھ میں آ جاتا۔

تصنیف وتالیف: تفسیر قرآن حکیم کے بعد حضرت کا پسندیدہ موضوع حدیث، حجیت حدیث، تدوین حدیث اور محدثین کرام کے کارنامے تھا۔ اسی بناء پر مولانا کو محدثین کرامؒ اور مسلک اہل حدیث سے محبت اور شیفتگی تھی، جس کا بین ثبوت حضرت کی مؤلفات اور زیر تصنیف تالیفات ہیں۔ اردو انشاء پردازی میں صاحب طرز تھے، جس میں روانی، سلاست بیانی، الفاظ کا چناؤ، ان کا جڑاؤ، طنز کی پھوار اور پھر محل کے مطابق اشعار کی آمد اور شگفتگی بدرجہ اتم موجود ہوتی تھی۔ باوجودیکہ حضرت کثیر الاشغال تھے اور ایک ہی نشست میں شاید ہی کوئی مضمون رقم فرمایا ہو لیکن پھر بھی موضوع سے ربط اور تسلسل بدستور قائم رہتا تھا۔ شاید بہت کم حضرات کو علم ہو کہ اردو انشاء پردازی کے ساتھ ساتھ آپ کو عربی زبان اور اس کے لب ولہجہ پر بھی پورا عبور حاصل تھا۔ اس کی لطافتوں، نزاکتوں اور شیرینی کو برقرار رکھتے ہوئے اہل زبان سے ہمیشہ خط وکتابت رکھتے تھے۔۔ مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ (۱) اسلامی حکومت کا مختصر خاکہ (۲) مسئلہ حیات النبیؐ (۳) جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث (۴) تحریک آزادی فکر (۵) حدیث کی تشریعی اہمیت (۶) مقام حدیث قرآن کی روشنی میں (۷) مسئلہ زیارت قبور (۸) سبعہ معلقہ کا مکمل ترجمہ مع حل لغات اور اس کا پرمغز مقدمہ (۹) رسول اکرم کی نماز اور درجنوں مقالات ومضامین (۱۰) مشکوۃ المصابیح کے تقریباً نصف اول کا ترجمہ۔

تدریس: گوجرانوالہ میں وارد ہوتے ہی خطابت کے ساتھ مدرسہ محمدیہ بھی قائم فرمایا۔ چنانچہ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ آپ کے اولین تلامذہ سے ہیں اس کے علاوہ سینکڑوں طلباء مستفید ہوئے۔ جماعت کو منظم کرنے کی حضرت کو جنون کی حد تک دھن تھی جسے اگر فطرت ثانیہ سے تعبیر کیا جائے تو شاید بے جانہ ہو۔ ۱۹۲۴ء میں گوجرانوالہ میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا سالانہ اجلاس کرا ڈالا۔ اس کے بعد ۱۹۲۴ء کے جس اجلاس میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم کو جماعت کا سربراہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس میں اپنے رفقاء سمیت شریک ہوئے۔ بعد ازاں ۱۳۴۹ھ کے جس تاریخی اجلاس میں مولانا سید محمد شریف صاحب کو امیر منتخب کیا گیا تھا اور جمعیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیم اہل حدیث وجود میں آئی تھی اس کو متحرک کرنے میں بھی مرحوم کا کردار بہت نمایاں تھا بلکہ آپ ہی روح رواں تھے۔اہتمام وانصرام حضرت ہی کے سپرد تھا۔

قیام پاکستان سے قبل: ۱۹۴۷ء کے بعد حالات کے اعتدال پر آتے ہی حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کو آمادہ کیا۔آپ کی تجویز کو حضرت غزنویؒ نے شرف قبولیت بخشا اور تمام علمی، عملی اور تنظیمی صلاحیتیں تادم واپسیں (۱۹۶۳ء) تنظیم جماعت کے لیے صرف فرمادیں۔

چنانچہ ۱۹۴۹ء میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور کے ہال میں جماعت کے منعقدہ اجتماع میں جس میں حضرت مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی علیہ الرحمہ صدر منتخب ہوئے اور پروفیسر عبدالقیوم صاحب ناظم اعلیٰ' کچھ مدت بعد محترم پروفیسر نے جب اپنی ملازمتی مجبوریوں کے باعث استعفاء دے دیا تو تھوڑی مدت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف عارضی ناظم اعلیٰ رہے۔بعد میں مستقل طور پر مرکزی جمعیت میں نظامت علیا کی ذمہ داری حضرت مرحوم کے کندھوں پر آپڑی۔ جس کو کئی سال تک نبھایا۔

ہفت روزہ الاعتصام کو از اول تا آخر مولانا محمد اسماعیل کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔

الجامعۃ السلفیہ بھی حضرت ہی کی شب وروز کی محنت کا ثمر ہے۔

سیاسیات: ۱۹۲۱ء میں برصغیر' سیاسی لحاظ سے ایک فیصلہ کن جنگ آزادی کے موڑ پر تھا اور پورے برصغیر میں انگریزی سامراج کے خلاف ہنگامہ بپا تھا۔مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد ''تحریک مجاہدین'' کا عنوان اختیار کر چکی تھی۔مولانا نے چونکہ عمر کا ابتدائی حصہ وزیر آباد ہی کے مجاہدانہ ماحول میں گزارا تھا' اس بنا پر حضرت کو بھی تحریک مجاہدین سے گہری وابستگی تھی۔ان کے قائدین اور علماء سے گہرے مراسم تھے اور انگریز دشمنی گویا گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔اس جذبۂ جہاد سے سرشار ۱۹۲۱ء میں جب مولانا آزاد علیہ الرحمۃ اپنی جماعت ''حزب اللہ'' کی بیعت کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے تو مولانا لاہور آئے اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور اور آزادی کی تحریکوں مثلاً تحریک خلافت' تحریک عدم تعاون' جمعیۃ علمائے ہند میں خوب کھل کر کام کیا اور جب تک ان کوششوں اور کاوشوں کا ثمرہ ۔۔۔انگریز کو وطن عزیز سے نکال باہر کرنا ۔۔۔نہ پایا اسی وادی پرخار میں ہمت' جرات اور استقلال سے رہے۔اس کی پاداش میں مولانا نے جہاں قید وبند کی صعوبتیں اٹھائیں۔وہاں اپنوں اور بیگانوں کی شکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلود جبینوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ کے عزم اور ارادے میں کیا مجال جو ذرہ برابر بھی لچک آئی ہو۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں مرزائیوں کے خلاف جو ملک گیر تحریک اٹھی تھی، اس میں ''مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان'' نے بھی بھرپور حصہ لیا تھا۔ اس وقت بھی رفقاء میں سے زنجیر و سلاسل کے لیے حضرت ہی کے نام قرعہ فال نکلا۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

شخصیت: میانہ قد، فکر و تدبر کی لکیروں سے مزین پیشانی، بشرہ علمی وجاہت اور موروثی نجابت کا آئینہ دار، ذہانت و ذکاوت کی غماز آنکھیں، متانت و خوش مزاجی کے عمدہ پیکر، لباس سادہ مگر باوقار، چال میں تمکنت بھی ہوتی تھی لیکن مسکنت کا پہلو نمایاں تھا۔ دل کے غنی اور طبیعت کے فقیر تھے۔

یارب! وہ ہستیاں اب کس دیس بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

اخلاق و عادات: سیاسی مشغولیتوں اور جماعتی مصروفیتوں کے باوجود حضرت مرحوم نے تقریباً نصف صدی قرآن و حدیث کی شمع اسی جگہ فروزاں رکھی، جہاں ایک مرتبہ حضرت کے بزرگ روشن کر گئے تھے۔ اگرچہ مختلف اوقات میں بیرونی احباب کی طرف سے اور آخر میں مدینہ منورہ سے گراں قدر پیش کشیں بھی ہوئیں۔ لیکن ابتدائی معاشی مشکلات کے باوجود قناعت و استقلال سے دو تہائی سے زیادہ زندگی ایک ہی جگہ گزار کر خدمت دین کی درخشاں مثال چھوڑ گئے۔

لیکن ان سب کے باوجود مولانا مرحوم طبعاً ''عوامی'' مزاج رکھتے تھے۔ اکثر عوام کے ساتھ ہی بود و باش رکھتے اور غربا کے درد میں فوراً اور برابر کے شریک ہوتے، نمود و نمائش اور لیڈر رکھ رکھاؤ نام کو نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو محدثین کرام، ائمہ عظام، مجاہدین ملت شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن قیم، شاہ ولی اللہ اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزمِ عشق یک دانائے راز آید برون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرِ کارواں!

(حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کی وفات حسرت آیات پر چند آنسو)

اے دلِ اندوہگیں اے دیدۂ حسرت شعار
جس قدر چاہے پرولے آج تو اشکوں کے ہار

بُجھ گئی ہے بزمِ دیں کی آخری قندیل بھی
چل دیا منہ موڑ کر محفل سے اسماعیلؒ بھی

ہے زمیں ہنگامہ پرور آسماں خاموش ہے
آہ اہلِ حق کا میرِ کارواں خاموش ہے

مخزنِ دُرہائے قرآن معدنِ علمِ حدیث
عاشقِ دینِ محمدؐ عبدِ ربِّ مستغیث

آہ وہ رجلِ رشید و مردِ حق بطلِ جلیل
علم میں وہ بے نظیر و حلم میں وہ بے عدیل

وہ سلف کی سیرت و صورت کی زندہ یادگار
پیکرِ اخلاص و احساں وہ شفیق و غمگسار

جس کی فطرت ہر طرح بیم و رجا سے پاک تھی
حق بیانی میں زباں جس کی سدا بے باک تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ہمیں نظم و اخوت کا سبق دیتا رہا
عصرِ نو کے سیل میں بھی ناؤ کو کھیتا رہا

عصرِ نو بحرِ بلا ہے علم نو طوفاں خیز
شرک و بدعت کے بھنور تہذیب نو کی رستخیز

چل بسا ہے نا خدا اور ناؤ ہے ظلمات میں
مَل رہے ہیں ہم کھڑے آنکھیں اندھیری رات میں

اے سلف کے جانشینو! اے گروہِ اہلِ حق
خوفِ طوفانِ بلا سے دل ہوئے جاتے ہیں شق

پھر کہیں سے ڈھونڈ کر لاؤ کوئی روشن چراغ
کھو نہ جائے ظلمتوں میں اپنی منزل کا سراغ

اعتصام اے اہلِ توحید اعتصام الاعتصام
ہے امیرِ کارواں خلد آشیاں کا یہ پیام

۱۲/اپریل ۱۹۶۸ء .... علیم ناصری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ سخن

حافظ ابن قیم علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مفتاح دارالسعادۃ میں ایک فصل علم وعلماء کے فضائل پر لکھی ہے جس میں کتاب وسنت اور علمی و عقلی دلائل سے علماء کی فضیلت ظاہر کی ہے۔ علامہ موصوف نے پہلے قرآن سے استدلال کیا ہے اور پھر حدیث نبویؐ سے علماء کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

شھداللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط ط لا الہ الا ھوالعزیز الحکیم. (۱)

اس آیت کریمہ سے اہل علم کی برتری متعدد وجوہ سے ثابت ہورہی ہے۔

۱۔ تمام بنی نوع انسان کوصرف اہل علم کی گواہی کے لیے منتخب کیا ہے۔

۲۔ اہل علم کی گواہی کوخدائے پاک نے اپنی شہادت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۳۔ فرشتوں کی گواہی کے ساتھ اہل علم کی شہادت کوملا دیا ہے۔

۴۔ اہل علم کی اس گواہی سے مقصود دراصل ان کی عدالت وثقاہت ثابت کرنا ہے۔

۵۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل علم کو وصف علم سے متصف اس لیے کیا ہے کہ علم ان کا امتیازی اور لازمی وصف ہے۔ عارضی نہیں۔

۶۔ اہل علم کی اس گواہی کو اللہ تعالیٰ نے منکرین توحید پر بطور حجت پیش کیا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دوسرے ادلہ میں سے اہل علم کی شہادت بھی بہترین دلیل ہے۔ (۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کی شہادت کا ذکر کر کے یہ بتلا دیا ہے کہ انہوں نے اللہ کے بندوں کے سامنے شہادت توحید دے کر حق عبودیت ادا کر دیا ہے۔ اوران کی یہ شہادت دوسرے موحدین کے لیے اقرار توحید کا سبب ہوئی ہے۔ جب دوسرے لوگوں نے

۱۔ آل عمران:۱۸ ۲۔ فضائل علم وعلماء: حافظ ابن قیم ص ۹، ۱۰، ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کا اقرار کر لیا اور سعادت عظمیٰ کو پالیا۔ اس بنا پر علماء اجر جزیل کے مستحق ہو گئے۔

دراصل اس سعادت کی طرف راہنمائی انہیں اصل علم کی وساطت سے ہوئی۔ اس لیے ان کے ساتھ اہل علم بھی ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔

اسی طرح بخاری شریف میں حضرت معاویہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

"من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین."

اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ (۱)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ لوگ لباس وخوراک سے بڑھ کر علم کے محتاج ہیں۔ اس لیے کہ لباس کی کبھی کبھار اور کھانے کی دن میں ایک دو بار ضرورت پڑتی ہے۔ مگر علم تو ہر سانس پر ضروری ہے۔ انزل من السماء ماء ..... (۲) اسی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے علم کو آسمان سے بارش سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں (بارش۔علم) منافع اور معاش میں ممد ہیں۔ پھر دلوں کو وادیوں سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح وسیع وادی میں پانی کی مقدار بہ نسبت چھوٹی کے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح جس قدر دل بڑا ہوگا وہ زیادہ علمی مقدار کو محیط ہوگا۔

مسلم شریف میں حضرت سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ "لان یھدی اللہ بک رجلاً واحداً خیر لک من حمر النعم" (۳) یعنی اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت نصیب فرمادے تو یہ بات تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

اسی حدیث شریف میں بڑے شاندار الفاظ سے علم کی توصیف فرمائی گئی ہے نیز اس سے عالم کی فضیلت بھی متشرح ہو رہی ہے کہ ایک آدمی کی ہدایت ان سرخ اونٹوں سے بہتر ہے جو عربوں کی متاع عزیز ہے۔ تو اندازہ لگایئے کہ اس عالم کے درجات مراتب کس قدر بلند ہوں گے جس کے ہاتھ پر سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بندگانِ خدا تائب ہو کر ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

میں (راقمہ) حافظ ابن قیم کی العلم والعلماء سے ہی از حد درجہ متاثر تھی اور اکثر علماء کے تذکرے زیر مطالعہ رکھتی۔ لیکن میرے دادا جان مرحوم ومغفور (جناب ملک محمد اشرف خان)

۱۔ بخاری: کتاب العلم ۲۔ الرعد: ۱۷ ۳۔ مسلم: کتاب العلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا کے ذاتی دوست تھے۔ وہ اکثر مولانا کا تذکرہ گھر میں کیا کرتے تھے کہ (گوجرانوالہ) میں ایک ایسی شخصیت ہے جس کے کارناموں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ وہ مصنف بھی ہے۔ مناظر بھی' مفسر بھی' اعلیٰ درجہ کے مفتی بھی۔ واعظِ خوش بیاں بھی اور نہایت سلیقہ شعار طناز بھی۔ عالی کردار بھی اور اخلاق حسنہ کی دولت سے مالا مال بھی وہ ہمہ اوصاف سے موصوف تھے اور جامع الحیثیات شخصیت کے مالک تھے۔ جماعت کے علما میں وہ واحد شخصیت تھے جن کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں نہایت حسن ترتیب سے جمع فرمادی تھیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ جو مولانا کا سن وفات ہے وہ میرا سن پیدائش ہے۔ اس لیے میں حضرت مولاناؒ کی نہ تو زیارت سے مشرف ہوسکی اور نہ براہِ راست ان کی زبان مبارک سے کچھ سن سکی۔ اب بڑی زبردست خواہش تھی کہ ایسے نابغہ روزگار شخصیت کے حالاتِ زندگی میسر آئیں تو ان سے استفادہ کروں۔ مگر بسا آرزو کہ خاک شدہ کے مصداق اتنی بڑی جماعت ایسی جامع شخصیت کے بارے میں ایک کتابچہ بھی شائع نہیں کرسکی۔ بس یہ جذبہ محرکہ تھا کہ میں نے ایم۔ اے علوم اسلامیہ کے لیے مقالہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی حیات و خدمات پر تحریر کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

مواد کی فراہمی کے لیے مقالہ نگار کو جن مشکلات سے گزرنا پڑا یہ تفصیل بیان کرنے کا موقع نہیں۔ اسلامی گھرانے سے تعلق کی وجہ سے میں براہ راست مولانا کے اعزہ واقربا' ان کے تلامذہ اور ان کے عزیز دوستوں سے بالمشافہ معلومات حاصل نہ کرسکتی تھی۔ چنانچہ میں نے جماعت اہل حدیث کے جرائد ورسائل کی طرف توجہ کی۔ اپنے والدگرامی جناب پروفیسر محمد ارشد جو اس مقالہ کے لیے میرے گائیڈ بھی تھے ان کی رہنمائی میں بعض سوانحی خاکے اور تذکرے اکٹھے کیے۔ ان میں بہت سی کتابیں ایسی تھیں جو مارکیٹ میں دستیاب نہیں۔ میں اپنے والدگرامی کے دوست جناب ضیاء اللہ کھوکھر صاحب کی تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے کمال شفقت و مہربانی سے پاکستان و ہندوستان کے جرائد کی فائلیں استفادہ کے لیے میرے حوالے کردیں اور مولانا کے قائم کردہ مدارس کے متعلق مطبوعہ مواد بھی مرحمت فرمایا۔

میں شکر گزار ہوں مولانا کے صاحبزادہ جناب حکیم محمود صاحب کی جنھوں نے مولانا کے خاندان کے حالات کے بارے میں معلومات فراہم کیں اور بعض سوانحی تذکرے بھی مہیا کیے۔ میں ادارہ الاعتصام کے جناب حافظ احمد شاکر صاحب' علیم ناصری صاحب' ودیگر بزرگوں کی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر گزار ہوں جنہوں نے حضرت موصوف کی حیات پر انوار کے لیے کتب ورسائل فراہم کیے۔

یہ تمام مواد کی فراہمی میرے لیے ناممکن تھی اگر میرے عم محترم جناب حافظ محمد امجد صاحب ایڈووکیٹ اور جناب ملک محمد ضیاء اللہ مالک ہارون ٹیکسٹائل میرے ساتھ تعاون نہ فرماتے۔ مجھے جو بھی سوانحی مواد حاصل ہوا وہ انہی کی سعی عمل سے فراہم ہوسکا وگرنہ ایک پردہ دار خاتون سے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اتنی قلیل مدت میں ایک عظیم الشان شخصیت کی حیات وخدمات پر قلم اٹھائے۔ میں ان کی ممنونِ احسان ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان کا ستارۂ اقبال بلند فرمائے۔ آمین۔

یہ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں برادر عزیز محمد عبداللہ نعمان اور اپنی ہمشیرہ صائمہ ارشد کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے شب وروز میرے ساتھ تعاون کیا اور میرے کام کو آسان بنایا۔ میں اپنی دادی جان اور والدہ ماجدہ کی بھی شکر گزار ہوں جن کی دعائے نیم شبی میرے لیے دین ودنیا کی سعادت کا باعث ہے۔

علماء کا تذکرہ صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط

سعدیہ ارشد

طالبہ ایم۔ اے۔ علوم اسلامیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم ابواب

باب اول:

خاندان کا اجمالی تعارف' حضرت سلفیؒ کی ولادت باسعادت' تعلیم وتربیت کے مراحل' وزیر آباد' دہلی' امرتسر اور سیالکوٹ میں حصول علم' گوجرانوالہ میں تقرر' قومی و جماعتی خدمات کا خاکہ' آپ کا سوانحی مکتوب' عام معمولات زندگی' حضرت کے عادات وخصائل' بیماری اور وفات۔

باب دوم:

قومی پریس کا خراج عقیدت' تعزیت کی قراردادیں' جنازہ کا آنکھوں دیکھا حال یادیں اور تاثرات' پاکستانی زعما کی آرا' علمائے ہند کے تاثرات' منظوم خراج عقیدت۔

باب سوم:

تبلیغی خدمات' خطبات جمعہ' دروس قرآن' تبلیغی مکاتیب' فتاویٰ' جماعتی اخبار کا اجراء' اہل حدیث کانفرنسوں کا انعقاد' جامعہ محمدیہ' جامعہ سلفیہ اور جامعہ تعلیم القرآن والحدیث کا قیام۔

باب چہارم:

حضرت سلفیؒ کا انداز تحریر اور علمی کتب پر تبصرہ

باب پنجم:

حضرت سلفیؒ کے شیوخ' اساتذہ کرام وتلامذہ کا تذکرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول:

خاندان کا اجمالی تعارف' حضرت سلفیؒ کی ولادت باسعادت' تعلیم و تربیت کے مراحل' وزیر آباد' دہلی' امرتسر اور سیالکوٹ میں حصول علم' گوجرانوالہ میں تقرر' قومی و جماعتی خدمات کا خاکہ' آپ کا سوانحی مکتوب' عام معمولاتِ زندگی' حضرت کے عادات و خصائل' بیماری اور وفات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاندان کا اجمالی تعارف

حضرت مولانا محمد اسماعیل السلفیؒ کا خانوادہ برصغیر پاک و ہند کے قدیم باشندگان سے تعلق رکھتا ہے۔ دس بارہ پشت قبل یہ خاندان دولتِ اسلام سے مالا مال ہوا اور "وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ" کے مصداق اس خاندان کا تعلق راجپوتوں کی جنجوعہ شاخ سے ہے۔

مرورِ ایام کے ساتھ یہ خاندان حوادثاتِ زمانہ کا شکار رہا۔ حکومتوں کے ردو بدل سے متاثر ہوا۔ آخر کار مولانا کے جدامجد مولانا محکم دین موضع ڈھونیکے تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اس خاندان کی خاص علمی وجاہت تھی۔ فن کتابت و حکمت کی بدولت انہیں خاصی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

حکیم عبداللہ (حضرت سلفیؒ کے دادا جان)

حضرت مولانا محکم دین کے اکلوتے صاحبزادے حکیم عبداللہ تھے۔ یہ بڑے پائے کے طبیب تھے۔ اپنے زمانے کے بہت بڑے نباض تھے۔ رب العزت نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ مخلوق خدا کو ان کی حکمت سے بہت فائدہ پہنچا۔ ان کی شہرت اور ہر دلعزیزی سے جل کر کسی حاسد نے حکیم عبداللہ صاحب کو کوئی زہریلی چیز کھلا دی جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔

حکیم عبداللہ صاحب کے چار صاحبزادے تھے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) مولانا محمد ابراہیم صاحب (۲) مولانا احمد دین صاحب (۳) مولانا عبدالعزیز صاحب (۴) مولانا محمد عالم صاحب۔ مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد عالم لاولد فوت ہوئے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب (حضرت سلفیؒ کے والد گرامی)

حضرت مولانا محمد ابراہیم بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے۔ اپنے خاندانی ورثہ یعنی فن کتابت و حکمت میں ید طولی رکھتے تھے۔ فن نسخ اور نستعلیق دونوں میں ماہر تھے۔ آپ نے خاندانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات کے پیش نظر کتابت اور حکمت کو ہی اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ چونکہ آپ نے صغرسنی میں ہی کتابت میں مہارت حاصل کر لی تھی اس وجہ سے آپ نے حکمت پر کتابت کو ترجیح دی اور آغاز جوانی میں فن کتابت سے منسلک ہو گئے۔

اسی زمانے میں شیخ محی الدین صاحب دلی دروازہ لاہور میں اشاعت کتب کا کاروبار کرتے تھے۔ جناب محی الدین نومسلم تھے اور سکھ مت ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ مولانا محمد ابراہیم فرمایا کرتے تھے کہ آذان کے بعد شیخ موصوف اپنا کاروبار بند کر دیتے تھے اور نماز کی اُدائیگی کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ ان شیخ محی الدین صاحب کے پاس مولانا محمد ابراہیم خوش نویسی کا کام کرتے تھے۔

استاذِ پنجاب حافظ عبدالمنانؒ صاحب سے رابطہ

جناب صاحبزادہ فیض الحسن صاحب مرحوم کے اجداد میں سے کوئی صاحب اس علاقہ کے پیر تھے یہ پیر صاحب اکثر حکیم عبداللہ صاحب مرحوم کے گھر قیام فرماتے۔ جب حکیم عبداللہ صاحب کی وفات کے بعد یہ خاندان معاشی تنگ دستی کا شکار ہوا تو حکیم صاحب کے صاحبزادے پیر صاحب کی کفالت سے دست کش ہو گئے۔ اس وجہ سے حضرت پیر صاحب سخت ناراض ہو گئے۔ انہوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار اس انداز سے کیا کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب دل برداشتہ ہو گئے اور وزیر آباد تشریف لے آئے۔

اسی زمانے میں استاذِ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ وزیر آباد ہی میں متمکن تھے۔ سارا علاقہ ان کی علمی ضیا پاشیوں کی وجہ سے بقعہ نور بن رہا تھا۔ خوش نصیبی سے مولانا محمد ابراہیم بھی ان کے حلقہ درس میں بیٹھنے لگے۔ پھر باقاعدہ زانوئے تلمذ طے کیے اور استاذِ پنجاب سے علم حدیث میں دسترس حاصل کی۔ پھر اسی تلمذ نے اتنی قربت حاصل کی کہ گھریلو معاملات بھی استاد اور شاگرد کے درمیان زیر بحث آنے لگے۔

حضرت سلفیؒ کی ولادت باسعادت

اس وقت تک مولانا محمد ابراہیم کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ نے اپنے استاد گرامی حضرت مولانا حافظ عبدالمنانؒ صاحب سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ رب العزت اولاد عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حافظ صاحب کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور حافظ صاحب کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ابراہیم کے ہاں ایک فرزند ارجمند کی ولادت کی بشارت دی گئی۔ اس بشارت کا ذکر حضرت حافظ صاحب نے اس سند میں بھی کیا ہے جو تحصیل علم کے بعد انہوں نے مولانا محمد اسماعیلؒ کو عطا فرمائی تھی۔ اس سند میں حافظ صاحب نے مولانا کو ''الولد الصالح'' کے نام سے یاد کیا ہے۔

مولانا سلفیؒ کی پیدائش ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۵ء تحصیل وزیر آباد کے قریب ایک گاؤں ڈھونیکے میں ہوئی۔

مولانا محمد ابراہیم اور مسلک اہل حدیث

استاذِ پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنانؒ وزیر آبادی سے تلمذ اور مجالست کا اثر یہ ہوا کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے حنفیت کی بجائے مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا۔ ان کے سلفی العقیدہ ہونے کی بنا پر ان کو گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ وہ کئی برس اپنے گھر میں نماز ادا فرماتے رہے اللہ تعالیٰ نے ان کو عزیمت سے نوازا تھا اور متوکل تھے۔ توحید کی برکات کی وجہ سے انہوں نے اس ناروا مقاطعے کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ آپ صاحب حیثیت زمیندار تھے۔ صاحبِ فن کاتب تھے اور اعلیٰ پائے کے طبیب بھی تھے۔ طبیب حاذق ہونے کی وجہ سے گاؤں والے آپ کے محتاج تھے۔ آخر کار یہ مقاطعہ اپنی موت آپ ہی مر گیا اور آپ گاؤں کی مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے لگے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب پر تعلیمِ حدیث کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے اپنی کتابت کو صرف قرآن و حدیث تک محدود کر دیا۔ ان کی کتابت کے شاہ کاروں میں ایک مولانا وحید الزمان کے ترجمہ والا قرآن مجید ہے۔ دوسرا متداول شہکار تحفۃ الاحوذی ہے۔ یہ ترمذی شریف کی شرح ہے۔ یہ شرح جناب مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے لکھی ہے۔ اس کے چار حصے ہیں۔ مسودات ان کے پاس مبارکپور سے آئے تھے۔ پھر وہ کتابت شدہ کاپیاں بذریعہ ڈاک واپس بھیجتے تھے۔ مبارک پور (یو۔ پی۔ انڈیا) سے مسودات کی ڈھونیکے آمد کی صرف ایک وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب عالم بھی تھے اور کاتب بھی۔ اس وجہ سے کتابت کی غلطیاں نہیں ہوتی تھیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو مؤلف کی فروگزاشت کو درست کر دیتے تھے۔ ان کی کتابت کے نمونے کے طور پر تحفۃ الاحوذی کے ایک صفحہ کا فوٹو سٹیٹ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ اسی صفحہ پر انہوں نے اپنا نام بھی تحریر کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلفیؒ کا آغازِ تعلیم

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹھے تھے انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مولانا محمد ابراہیم سے حاصل کی۔ اسی گھریلو ماحول میں ایک عالم باعمل حضرت مولانا عمرالدین وزیرآبادی سے استفادہ کا موقع بھی آیا۔ آپ نے چھوٹی عمر میں صرف ونحو کی ابتدائی کتب پر عبور حاصل کرلیا۔ صرف ونحو کی ان ابتدائی کتب کے ساتھ آپ نے گلستان۔ بوستان اور دیگر فارسی کتب بھی پڑھیں۔

باقاعدہ تعلیم کا آغاز

اس ابتدائی اور بنیادی تعلیم کے بعد آپ نے حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی کی خدمت میں باقاعدہ زانوئے تلمذ طے کیا۔ حضرت حافظ صاحب نے بڑی محبت اور شفقت سے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ استاد موصوف نے تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ مولانا سلفیؒ نے استاذ پنجاب سے صحاح ستہ مکمل اور اصولِ حدیث میں شرح نخبۃ الفکر اور تفسیر جلالین پڑھی۔ حضرت حافظؒ صاحب نے بکمال مہربانی وتلطف مولانا سلفیؒ کو روایت کی اجازت دی اور سند بھی عطا فرمائی۔ یہ سند آپ کو ۱۳۲۳ھ میں دی گئی۔

دلی روانگی

وزیرآباد سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ دلی تشریف لے گئے۔ دلی ان دنوں علوم وفنون کا مرکز تھا۔ یہاں پر حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کی تحریک علمی کے گہرے نقوش تھے۔ آپ نے پھاٹک حبش خان میں مدرسہ نذیریہ میں قیام کیا۔ یہ مدرسہ شیخ الکل سید نذیر حسینؒ دھلوی کی یادگار تھا۔ اس مدرسہ میں آپ نے شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار عمرپوریؒ اور بعض دوسرے شیوخ سے علمی جواہر اکٹھے کیے۔

امرتسر میں آمد

ان دنوں امرتسر میں علوم وفنون کا چرچا تھا۔ اکابرین خاندان غزنویہ علوم وفنون کا منبع بن چکے تھے۔ مدرسہ غزنویہ میں آپ نے حضرت مولانا عبدالغفور غزنویؒ اور حضرت مولانا عبدالرحیم غزنویؒ سے استفادہ کیا۔ قیام امرتسر کے دوران آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ (جو قیام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی ہوئے) سے فنون کی کتابیں پڑھیں۔ آپ مفتی صاحب موصوف سے بہت متاثر تھے۔ فنون میں ان کے ذوق اور طریق تدریس کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فنون میں میری دلچسپی اور درک حضرت مفتی صاحب کے طریق تدریس کا فیض ہے۔

سیالکوٹ میں آمد

سیالکوٹ زمانہ قدیم سے علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے۔ اس سرزمین میں علامہ عبدالحکیمؒ سیالکوٹی اور نابغہ روزگار علامہ اقبال جیسی ہستیاں ہوئی ہیں۔ چنانچہ امرتسر سے فراغت کے بعد حضرت سلفیؒ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ ان دنوں وہاں حضرت علامہ محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کی علمیت کا چرچا تھا۔ مولانا سلفی نے ان سے بھی کسب فیض کیا۔

جس طرح زمانہ قدیم کے علماء علمی تشنگی کی سیرابی کے لیے دور دراز کا سفر کرتے تھے اسی طرح حضرت سلفیؒ نے کئی قدیم دینی مراکز کے سفر کیے اور ان سب مدارس سے علمی جواہر اکٹھے کیے۔ حضرت سلفی کا سلسلۂ علم سند کے لحاظ سے چوبیں واسطوں سے جناب شارع علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم سیالکوٹیؒ مولانا سلفیؒ کے والد کے ہم نام تھے انہوں نے حضرت سلفیؒ کی ذہانت و فطانت کو آن واحد میں پہچان لیا اور انہیں اپنا روحانی بیٹا قرار دیا۔ علامہ سیالکوٹی مرحوم نے اپنی عظیم الشان لائبریری مولانا سلفی کی تحویل میں دیدی اور اس طرح مولانا مرحوم کو قدیم تفاسیر اور نادر علمی کتابوں سے استفادہ کا موقعہ حاصل ہوا۔

گوجرانوالہ میں تقرر

آپ ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۲۱ء میں بمعیت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ گوجرانوالہ آئے۔ ان ایام میں گوجرانوالہ کی جماعت اہل حدیث چند نفوس پر مشتمل تھی۔ حضرت سیالکوٹی نے جماعت کے اراکین سے کہا کہ میں ایک در شہوار تمہارے سپرد کرنے آیا ہوں اس کو حفاظت سے رکھنا۔ اس کے بعد آپ نے شہر گوجرانوالہ کو ایسا وطن بنالیا کہ اس شہر میں منبر و محراب کو الحمدللہ چار چاند لگا دیئے۔ گزشتہ نصف صدی میں کئی انقلاب آئے۔ مگر آپ اپنے جادہ مستقیم پر رواں دواں رہے۔ آپ کے پائے عزیمت میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ مقام و مرتبہ کی چاہت اور دولت کی طلب آپ کو اپنے مقام سے نہ ہلا سکی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز علیہ الرحمۃ نے شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد کی معرفت آپ کو مدینہ منورہ بلوا بھیجا۔مگر آپ نے گوجرانوالہ میں قیام کو ترجیح دی اور اپنی جگہ حضرت العلام جناب مولانا حافظ محمد گوندلویؒ کو بھجوا دیا۔(۱)

گوجرانوالہ کی جامع اہل حدیث میں آپ نے مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔یہ مدرسہ نصف صدی تک نہ صرف گوجرانوالہ اور اس کے مضافات بلکہ متحدہ پنجاب کے دور دراز کے طلبہ کو علوم اسلامیہ اور ادب عربی سے لبریز کرتا رہا۔اس مدرسہ میں موصوف نہ صرف خود پڑھاتے تھے بلکہ وقت کے بہترین اساتذہ متعین فرماتے تھے۔ملک کے بڑے بڑے فاضل یگانہ لوگ اس مدرسہ محمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔حضرت کے تلامذہ کے عنوان سے ان کے حالات زندگی اس مقالہ میں تفصیل سے دیئے گئے ہیں۔

قومی و جماعتی خدمات

اسی سلسلہ میں مناسب ہوگا کہ جریدہ الاعتصام لاہور کے اداریہ کا ایک ٹکڑا نقل کر دیا جائے جو یکم مارچ ۱۹۶۸ کو شائع ہوا۔

''گزشتہ نصف صدی میں جماعت اہل حدیث کی کسی بھی قسم کی مذہبی و سیاسی سرگرمی میں مولانا محمد اسماعیل صاحب بدستور ایک اہم عنصر کی حیثیت سے شامل رہے۔نوجوانی میں سعی و ہمت کا یہ حال تھا کہ ۱۹۲۴ء میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا سالانہ اجلاس کراڈالا جس کے صدر استقبالیہ ہمارے بزرگ مولانا حافظ محمد گوندلویؒ تھے۔ہمارے مولانا کو جماعت منظم کرنے کی بڑی دھن تھی۔انجمن اہل حدیث پنجاب کا قیام عمل میں آیا تو اس میں مولانا مرحوم کا بہت دخل تھا۔۱۹۳۱ء میں شاہ محمد شریف گھڑالویؒ کی سربراہی میں جمعیت تنظیم اہل حدیث پنجاب وجود میں آئی تو اس کے روح رواں آپ ہی تھے۔چنانچہ اس کا دفتر بھی مولانا کی سرپرستی میں گوجرانوالہ میں تھا' ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاضی عبدالرحیم تھے۔۱۹۴۶ء میں اہل حدیث کانفرنس دہلی میں بلائی گئی تو آپ اس کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔قیام پاکستان کے بعد جہاں تک مغربی پاکستان کی جمعیت اہل حدیث کا تعلق ہے'یہ مولانا سلفیؒ کی مساعی وشبانہ روز محنت وہمت کی رہین منت ہے' مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کو ملکی سیاست کی دلدل سے نکال کر جماعت کی سربراہی کے لیے مولانا نے ہی آمادہ کیا تھا۔پھر آخر تک حضرت موصوف کا ساتھ نبھایا۔

۱۔ مجلہ ''مہک'' گوجرانوالہ ص ۳۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے مطالبے میں ہر قدم پر مولانا غزنوی کے ساتھ جماعت کی نمائندگی کی۔ چنانچہ اسی کمیٹی کے آپ رکن تھے جو ۱۹۵۲ء میں اسلامی آئین کی تشکیل کے لیے بنائی گئی تھی۔ ۱۹۵۳ء کی تاریخی تحریک ختم نبوت کے دوران مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں جمعیت کے تین نمائندے تھے۔ (۱) مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (۲) مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ (۳) مولانا عطاء اللہ حنیف۔ تاہم اس سلسلے میں قید و بند کا شرف حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کے حصے میں آیا۔ (۱)

۱۹۲۴ء میں ہندوستان میں شدھی تحریک شروع ہوئی اور مسلمانوں کو ہندو بنانے پر زور دیا جانے لگا تو پنجاب سے ایک تبلیغی وفد ملکانوں کے علاقہ میں تبلیغ کے لیے گیا۔ اس وفد میں حضرت مولانا سرفہرست تھے۔ (۲)

حضرت سلفیؒ کا ایک سوانحی مکتوب

مرکزی اسلامی لائبریری نور پور متصل بہاولپور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ سے تعلق رکھنے والے پانچ سو مستند اکابر علماء کے سوانح حیات بنام ''تذکرہ علمائے ربانیین'' مرتب کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں مولانا محمد رشید احمد صاحب نے جو اس لائبریری کے ناظم ہیں انہوں نے حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے بھی رابطہ پیدا کیا۔ چنانچہ حضرت سلفیؒ نے ۶۷۔۹۔۸ کو رشید صاحب کے نام ایک سوانحی مکتوب ارسال کیا۔ ذیل میں وہ مکتوب گرامی پیش کیا جا رہا ہے۔

محترم مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب علماء کا تعارف کرانا چاہتے ہیں اور میں شائد ان میں سے نہیں ہوں۔ یہاں تو چار پائے وکتابے چند کی صورت پر عبداللہ بن سہل کا ارشاد ہے۔ "من لم یعمل فلیس عالم" البتہ ان لوگوں سے محبت ہے جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے عمل کی توفیق مرحمت فرمائی۔

احب الصالحین ولست منهم
لعل الله یرزقنی صلاحاً

تعمیل ارشاد میں چند حروف لکھ رہا ہوں۔ مسقط راس ڈھونیکی از مضافات وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ ہے۔ ابتدائی تعلیم وزیر آباد میں پائی۔ وزیر آباد میں حضرت الامام حافظ عبدالمنان

۱۔ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور ۱۔ مارچ ۱۹۶۸ء

۲۔ مجلہ ''مہک'' ص ۴۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب محدث نے نصرت العلوم (نصرۃ الاسلام) کے نام سے مدرسہ جاری فرمایا۔ (۱) صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں مولوی عمرالدین صاحب مرحوم سے پڑھیں جو اسی مدرسہ میں پڑھاتے تھے۔ نحو کی اوپر کی کتابیں' ابن عقیل' شرح جامی' الفیہ۔ آجرومیہ حضرت حافظ صاحب سے پڑھیں۔ حدیث از اول تا صحیحین حضرت حافظ صاحب سے پڑھی۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم سید نذیر حسین دہلویؒ کے اکابر تلامذہ میں سے تھے۔ شیخ حسین بن محسن انصاریؒ سے بھی آپ کو اجازت حدیث تھی۔ مولانا عبدالحق بنارسیؒ شاگرد امام شوکانیؒ سے بھی شرف تلمذ تھا۔ تفسیر بیضاوی حضرت مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی سے پڑھی۔ ادب اور معقولات کی کتابیں مولانا محمد حسن (امرتسری) کے مدرسہ: ٰ مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔ شرح وقایہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب سے پڑھی۔ مطول' مختصر المعانی' ہدایہ اولین و آخرین علامہ محمد حسین ہزاروی سے پڑھی جو مدرسہ غزنویہ امرتسر میں پڑھاتے تھے۔

۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۰ء تک حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے حسب حکم مناظرات کی طرف توجہ رہی۔ قادیانی' عیسائی اور چکڑالوی حضرات سے کئی جگہ گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے نجات دیدی۔ رسمی مناظرات بالکل ترک کر دیئے۔ اب طبیعت کی ان مناظرات کے ساتھ قطعاً موزونیت نہیں۔ اور اس راہ کو باعث تسکین سمجھتا ہوں۔

۱۹۲۱ء گوجرانوالہ جامع مسجد میں مقیم ہوں۔ درس و تدریس کا مشغلہ مسلسل چل رہا ہے۔ مدرسہ محمدیہ کے نام سے جاری ہے۔ اس کے ساتھ شعبہ حفظ و تجوید بھی ہے۔ اس وقت مدرسین کی تعداد تقریباً ۹ ہے۔ حجیت حدیث کے متعلق چند رسائل لکھے ہیں۔۔۔ (۱) حدیث کی تشریعی اہمیت (۲) جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث (۳) مقام حدیث قرآن کی روشنی میں نیز تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی وغیرہ۔ ایڈیٹری بالکل نہیں کی۔ خطابت کا سلسلہ گوجرانوالہ جامع اہل حدیث میں مسلسل جاری ہے۔ جمعیت کی تاسیس ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔ اس وقت سے اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اب بھی "کبرنی موت الکبری" کے مصداق تعلق قائم ہے۔ دعا ہے کہ اسی راہ سے اللہ دین کی خدمت اور کتاب و سنت کی اشاعت کا موقع بہم پہنچا دے اور انجام بخیر ہو۔ (۲) والسلام

فقط

(محمد اسماعیل کان اللہ لہ)

۱۔ ایک روایت میں نصرۃ العلوم اور تذکرہ علمائے حدیث میں نصرۃ الاسلام مدرسہ کا نام مذکور ہے۔

۲۔ ماخوذ ہفت روزہ الاعتصام ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام معمولات زندگی

حضرت مولانا اتنی مصروف زندگی گزارتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے کہ آپ ان فرائض سے کیسے عہدہ برآ ہوتے تھے۔ مسجد کے خطیب اور پانچوں نمازوں کے امام بھی تھے۔ آپ نے مدت العمر قرآن کا درس اس اہتمام سے دیا کہ ناغہ شاذ و نادر ہی ہوا ہو۔ تبلیغی اور تنظیمی سفر پر تشریف لے جاتے تو کوشش یہی فرماتے کہ سفر جلد ختم ہو تا کہ درس قرآنِ حکیم کے تسلسل میں فرق نہ پڑے۔ اس درس کے بعد تجار اور کاروباری لوگوں کی ایک جماعت آپ سے باترجمہ قرآن مجید پڑھتی تھی۔ بعد ازاں مدرسہ محمدیہ کے اسباق شروع ہو جاتے تھے اور آپ بہت اہم کتابیں خود پڑھاتے تھے۔

اثنائے مصروفیت میں ہی مضمون نویسی' مقالہ نگاری' خطوط کے جواب اور فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔ شہر کی سیاسی و معاشرتی تحریکوں میں حصہ بھی لیا جاتا تھا۔ ملک کی تحریکوں میں پورے انہماک کے ساتھ حصہ لیتے تھے اور حوادث میں باحسن وجوہ خدمات سرانجام دیتے تھے۔ (۱)

خطابت

میدان خطابت کے آپ ایسے شاہسوار تھے جن کی نظیر ہماری دینی جماعتوں میں شاید کوئی پیش نہ کر سکے۔ آپ کی تقریر کا اسلوب ابتدا ہی سے یگانہ اور منفرد تھا۔ ۱۹۲۱ء کے بعض سامعین اسی بات کے شاہد ہیں کہ اس وقت بھی آپ کا اندازِ بیان نرالا تھا۔ آخری دور میں تو خصوصاً پوری کی پوری تقریر حشو و زوائید سے پاک نیز بے ربط جملوں' غلط تلفظ اور وضعی حکایتوں سے پاک ہوتی تھی۔ دوران تقریر آواز کا زیر و بم موزوں الفاظ کا انتخاب اور پھر عربی و فارسی اشعار کی ایسی آمد کہ عوام و خواص جھوم جھوم جاتے تھے۔ (۲)

۱۔ روایت پروفیسر محمد صاحب ابن شیخ سلفیؒ

۲۔ مجلہ الاعتصام۔ مضمون حافظ احمد شاکر بعنوان مخدوم العلماء ۲۲/اگست ۱۹۶۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلفیؒ کی عادات وخصائل

حضرت کی وفات کے بعد گوجرانوالہ کے موقر جریدہ قومی دلیر کی ایک خصوصی اشاعت مورخہ یکم مارچ ۶۸ء میں مولانا کے صاحبزادے جناب محمود بن اسماعیل نے ''آں قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند'' کے عنوان سے آپ کی عادات وخصائل اور محاسن اخلاق پر روشنی ڈالی تھی۔ حضرت کی قناعت کے متعلق فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضرت کی تنخواہ صرف پچیس روپے تھی مگر کبھی تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ نہیں فرمایا۔ بارہا زیادہ تنخواہ پر ملک وبیرون ملک سے پیشکش ہوئی تو فرماتے کے منڈی یا مارکیٹ میں نہیں آیا ہوں کہ میری قیمت مقرر کی جائے۔

علم کے ساتھ حلم کا جوہر بھی حضرت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایک دفعہ مولانا حاجیوں کو رخصت کرنے کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہوگیا۔ سٹیشن کے بالا میدان میں جماعت کرانے لگے تو ایک بوڑھے نے کہا کہ میری نماز آپ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ آپ نے رومال اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور پیچھے ہٹ گئے اور کہا بابا جی آپ جماعت کرائیں میری نماز آپ کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ وہ بوڑھا شرمندہ ہوگیا اور معافی مانگی اور پھر اصرار کر کے حضرت کی اقتدا میں جماعت ادا کی۔ ہم عصر علماء سے آپ کا برتاؤ مثالی تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھے اور اثر قبول نہ کرے۔ دوران جیل آپ کی معیت مولانا ابوالحسنات کو نصیب ہوئی۔ آپ مسجد وزیر خان کے امام اور پکے بریلوی تھے اور اہل حدیث کو کافر تک کہنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ مگر جب والد گرامی سے ملاقات ہوئی تو ایسے گرویدہ ہوئے کہ کئی دفعہ گوجرانوالہ میں ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

حضرت میں بعض جواہر ایسے تھے جو ہم عصر علماء میں نہ تھے۔ مردم شناس ایسے تھے کہ دیکھتے ہی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ خود پسندی اور نخوت سے نفرت تھی۔ (۱)

اخلاص اور بے مثال مستقل مزاجی

گوجرانوالہ تشریف لانے پر اہل حدیث ہونے کی پاداش میں ہر طرح کی مخالفت کا سابقہ پیش آیا۔ اور بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا' لیکن آپ نے استقلال' قناعت' جرأت اور اخلاص سے پوری نصف صدی گزار کر علماء کے سامنے ایک درخشاں مثال قائم کی۔ آپ کی برکات اور

۱۔ ہفت روزہ قومی دلیر یکم مارچ ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیض کا اندازہ اس سے فرمایئے کہ جب حضرت گوجرانوالہ تشریف لائے تھے تو شہر میں صرف ایک مسجد تھی اور سات آدمیوں کے وجود کا نام جماعت اہل حدیث تھا۔ لیکن اپنی وفات سے چند دن پیشتر ۵۴ ویں مسجد کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا اور آبادی کے تناسب سے تو جماعت شاید پورے پاکستان میں بے مثال ہو۔(۱)

بہرحال اگر اختصار کے ساتھ آپ کے محاسن پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مولانا کو اپنے زمانے کے اکثر معاصرین پر برتری حاصل تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ درویشی، سادگی، فروتنی اور تواضع کا مرقع تھے۔ قدرت نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور وہ انسانیت کی اعلیٰ ترین اقدار کے حامل تھے۔ ان کا آئینۂ قلب صاف تھا۔ مومنانہ زندگی گزار کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ گمنامی کی صفوں سے اٹھے اور اپنی سعی و جستجو، عمل پیہم، خلوص، مسلسل محنت، لیاقت و قابلیت اور علمی لگن سے شہرت کے آسمان تک گئے۔

بیماری اور وفات

حضرت مولانا کے فرزند ارجمند پروفیسر محمد صاحب رقمطراز ہیں کہ والد گرامی چند سالوں سے اعصابی مریض چلے آ رہے تھے۔ تاہم حالت کچھ ایسی تشویشناک نہ تھی پس ۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء منگل کے دن نماز عصر کے بعد یکایک طبیعت بگڑی اور راہ گزر عالم جاوداں ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۲۵ ذیقعدہ کو امام ابن تیمیہؒ کی وفات ہوئی تھی۔(۲)

۱۔ تاریخ اہل حدیث، گوجرانوالہ، بابا عبداللہ اہل حدیث ص ۲۵۔

۲۔ مجلہ مہک گوجرانوالہ ص ۴۳۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم:

قومی پریس کا خراج عقیدت' تعزیت کی قراردادیں' جنازہ کا آنکھوں دیکھا حال' یادیں اور تاثرات' پاکستان زعما کی آرا' علمائے ہند کے تاثرات' منظوم خراج عقیدت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی پریس کا خراجِ عقیدت

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ایک ایسا قیمتی وجود ہے جنہیں دیکھ کر اسلاف کے تقدس، فقر، علو کردار اور رفعت فکر ونظر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مولانا سلفی گوجرانوالہ کے افق پر دمکنے والے ایسے ستارے تھے جس نے ایک مدت تک بہکے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو حرم کا راستہ دکھایا۔ عمل کا ذوق پیدا کیا۔ اتقاء کا شعور ابھارا اور سوزِ نوا سے زخم خیال کو بھی نغمہ سرا کر دیا ۲۰ رفروری ۶۸ء کو کس کس نے ان کا ماتم نہیں کیا۔ علم ونظر اشکبار تھے اور زہد وعبادت کے سلسلے سوگوار۔ عروس خطابت نوحہ کناں تھی کہ اس کے ماتھے کا جھومر منوں مٹی کے نیچے اتر گیا تھا۔ (۱)

نوائے وقت

نوائے وقت نے ادارتی نوٹ میں لکھا "مرحوم صرف جید عالم دین، باکمال خطیب اور جادو بیان مقرر ہی نہ تھے بلکہ وہ ایک خاموش سیاسی کارکن اور اتحاد اسلامی کے زبردست داعی تھے۔ ضبط وتحمل رواداری ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ وہ نہ صرف فرقہ ورانہ منافرت کے خلاف تھے بلکہ انہوں نے مختلف فرقوں کے مابین فروعی اختلافات ختم کرنے کی کوشش کی۔ وہ دین کو سیاست سے الگ نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے زندگی بھر دینی خدمت کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست کو اسلامی رنگ دینے کی مخلصانہ کوشش کی۔" (۲)

روزنامہ کوہستان

روزنامہ کوہستان کے ادارتی نوٹ میں مولانا کے محاسن کا تذکرہ کرنے کے بعد ایڈیٹر نے لکھا کہ بڑا المیہ ہے کہ رشد وہدایت کے ایک ایک چراغ بجھتے جا رہے ہیں لیکن ان کی جگہ پر

۱۔ مجلّہ مہک گوجرانوالہ ص ۴۲۹۔ ۲۔ روزنامہ نوائے وقت ۲۱ فروری ۱۹۶۸ء

۳۔ روزنامہ کوہستان ۲۱ فروری ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے اس علم وبصیرت اور اس اخلاص وتفقہ کے لوگ تیار نہیں ہو رہے۔ (۳)

شورش کاشمیری نے چٹان میں یوں صف ماتم بچھائی

''یہ خبر سنتے ہی دل کانپ اٹھا کہ امیر جماعت اہل حدیث حضرت مولانا سلفیؒ ۲۰ رفروری کو انتقال فرما گئے۔ موت سے مفر نہیں۔ ہر انسان جو اس دنیا میں آیا ہے۔ ایک نہ ایک دن ضرور اسے اللہ کے ہاں جانا ہے۔ لیکن جب کوئی منفرد ہستی داغ مفارقت دے جاتی ہے تو اس کی سیرت کے نقوش دل و دماغ میں متحرک ہو کر خلا کا ایک عجیب احساس پیدا کرتے ہیں۔ مولانا محمد اسماعیلؒ یقیناً قرن اول کے مسلمانوں کی جیتی جاگتی تصویر تھے جن کے وجود میں علم وفقر اور غیرت وحمیت سمٹ آئے تھے۔ معاشرے کے افلاس پر طبیعت جھنجلاتی ہے کہ علم اوباشوں کے نرغے میں اور دین پیشہ وروں کے جھرمٹ میں ہے تو دل کہتا ہے کہ اس آبادی سے تو ویرانہ اچھا۔ لیکن جب نگاہیں اس وجاہت سے خال خال انسانوں پر اٹھی ہیں جس وجاہت کا نمونہ مولانا اسماعیل تھے تو طبیعت کو اطمینان ہوتا ہے کہ خدا کی زمین ابھی اللہ والوں سے خالی نہیں ہوئی۔ مولانا بظاہر ایک دھان پان اور منکسر المزاج انسان تھے لیکن حقیقتاً وہ علم کا سرچشمہ اور غیرت کا پہاڑ تھے۔ بادشاہوں کو خاطر میں لانے والے نہیں تھے۔ انہوں نے مسجدوں اور مدارس کے وقار کو دوچند کیا۔ وہ بادشاہوں کی ثناخوانی کو اپنے سجادے کی آبرو نہیں گردانتے تھے۔

۲۱ رفروری کو ۲ بجے جب ان کا جنازہ اٹھا تو گردوپیش کی چھتوں اور چوباروں سے عورتوں سے نالہ ہائے ماتم کے علاوہ تقریباً ایک لاکھ ماتم گساروں کے چہرے اشکبار تھے۔ نظر کے سامنے تھا کہ اللہ والوں کا جنازہ یونہی اٹھا کرتا ہے۔ ایک خاص احساس جو دل پر نقش ہوتا رہا وہ نئی نسل کے نوجوانوں کا درد تھا۔ کتنے ہی کالجسٹس تھے جو اس فقیر کجکلاہ کے غم میں نڈھال چلے جا رہے تھے اور بیشتر کے تو آنسو ہی نہ تھمتے تھے۔ پھر جس درد سے نماز جنازہ پڑھائی گئی اور جس گداز سے جنازہ پڑھا گیا وہ انتہائی رقت انگیز تھا۔ خدا گواہ اس قسم کے جنازے ان حاکموں اور شاہوں کو بھی میسر نہیں آئے جو انا ربکم الاعلیٰ کا ناقوس پھونکتے اور خدا کی مخلوق میں اپنی خدائی کا اعلان کرتے ہیں۔ (۱)

....

ا۔ ہفت روزہ چٹان ۲۶ ضروری ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلفیؒ کے سانحہ ارتحال پر قرار داد ہائے تعزیت

حضرت مولانا محمد چراغ صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ وصدر جمعیۃ اتحاد العلماء پاکستان نے فرمایا:

''مولانا محمد اسماعیل کی وفات حسرت آیات عالم اسلام کے لیے بہت بڑا المیہ ہے۔ ان کی وفات سے مسلمانانِ پاکستان کے دل فگار ہیں۔ وہ ایک نہایت ہی بلند علمی شخصیت تھے۔ اور تمام علوم دینیہ میں گہری بصیرت رکھتے تھے۔ وہ ہمارے معاملہ میں پوری متانت وسنجیدگی سے گفتگو فرماتے تھے اور ان کی رائے ہمیشہ صائب ہوتی تھی۔ وہ حق گوئی و بیباکی کا مکمل نمونہ تھے۔ ان کی وفات سے اب جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کا پر ہونا محال نظر آتا ہے۔ مولانا مرحوم سے میرے تعلقات کا عرصہ نصف صدی پر حاوی ہے۔ اختلاف مسلک کے باوجود اس سارے عرصے میں کبھی شکایت اور شکر رنجی کا موقعہ نہیں آیا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ میرے اتنے دیرینہ رفیق مجھے داغ مفارقت دے کر غم واندوہ کے حوالے کر گئے ہیں۔''

اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی دار النعیم. (آمین)

مولانا محمد یحییٰ از نیو دہلی

ابھی ابھی بذریعہ ٹیلی گرام یہ اندوہناک خبر ملی کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس غیر متوقع خبر سے دل کو کچھ ایسا دھچکا لگا جیسے کسی قریبی عزیز، سرپرست یا مربی سے محروم ہونے پر رفقاء کو لگتا ہے۔ مولانا سے ۲۴ء میں دہلی میں ملاقات ہوئی تھی۔ پھر تقسیم ملک سے اب تک خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس پیکر اخلاص اور مجسمہ ایثار کی خوبیوں کے نقوش کچھ اس طرح ابھر کر سامنے آئے ہیں کہ میں خود کو مزید کچھ لکھنے کے قابل نہیں پاتا۔

مولانا مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری

ایسے دور میں ''جب آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا'' اور پھر امیر کارواں کا پردہ خاک میں نہاں ہوجانا عظیم حادثہ ہے۔ ابھی تو داؤد کی مسند خالی تھی کہ اسماعیل بھی فردوس بریں ہوگئے۔ مرحوم اسماعیل علم کے اس مقام پر فائز تھے۔

کائنات علم جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو ان کا نام ہو کے رہ گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الاذکیا میں ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ایک دانشمند کی ایسے شخص کے پاس سے گزرا جو راستے میں کھڑا تھا۔ دانشمند نے پوچھا کیوں کھڑے ہو۔ اس نے جواب دیا ایک انسان کا انتظار ہے۔ دانشمند نے کہا پھر تمہیں بڑا طویل انتظار کرنا پڑے گا۔ اگر انسان کا انتظار اس قدر طویل ہے تو امیر کارواں کے لیے نرگس کو اپنی بے نوری کے لیے کتنے ہزار سال تک آنسو بہانے پڑیں گے۔ اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه وعافه۔

مولانا ابو مرتضیٰ گل حسن خان

اخبار الاعتصام کل عصر کے وقت موصول ہوا۔ پہلے صفحے پر خبر وحشت اثر وفات حسرت آیات حضرت مولانا امیر جماعت اہل حدیث پڑھ کر دل کو اتنا صدمہ ہوا کہ بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ خویش و اقارب کو صبر جمیل دے اور دین اسلام کے لیے آپ کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی کا مکتوب بنام ایڈیٹر الاعتصام

مکرمی ومحترمی جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مولانا محمد اسماعیل کی وفات سے دل کو سخت رنج وغم ہوا مرحوم برصغیر کے ممتاز عالم، وسیع النظر محقق، مفکر اور مصنف تھے۔ درس وتدریس اور خطابت کے ذریعہ آپ نے دین وملت کی طویل عرصہ تک جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ وحدتِ امت کے زبردست داعی تھے اور فرقہ وارانہ تنگ نظری کے شدید مخالف تھے۔ ان کے انتقال سے علماء کی صفوں میں شدید خلا محسوس کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے دامان رحمت میں جگہ دے اور آپ کی جماعت کے صاحبان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام

مخلص

سجاد میرٹھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم کی قربانی قبول ہوگئی

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے ہم مکتب اور ہم درس ایک تعزیتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''استاذنا حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ سے میں نے سنا کہ حضرت سلفیؒ کے والد ماجد جناب میاں محمد ابراہیم کے ہاں اولاد نہ تھی۔ انہوں نے حضرت حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی اور یہ نیت ظاہر کی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عطا کرے تو میں اس کو دینی خدمت کے لیے وقف کر دوں گا اور دنیا کا کوئی کام نہ لوں گا۔

چنانچہ اس کے بعد اللہ کریم نے انہیں یہ فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ میاں محمد ابراہیم صاحب نے بھی اپنی نذر پوری کی اور استاذ پنجاب کی خدمت میں چھوڑ دیا۔ فتقبلها ربها بقبول حسنٍ وانبتها نباتاً حسناً۔ (۱)

وہی اسماعیل جمعیت اہل حدیث پاکستان کا امیر ہو کر اپنی دینی و جماعتی خدمات سرانجام دیتا ہوا ہمیشہ کے لیے اپنی یاد ہمارے دلوں میں چھوڑ کر منزل مقصود پر پہنچ گیا اس طرح ابراہیم کی قربانی قبول ہوئی ہے اور پوری مذہبی دنیا اس کی شہادت پر صدائیں بلند کر رہی ہے۔ ونحن علیٰ ذالک من الشاھدین۔ اللہ تعالیٰ اس فقیر دل انسان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور ہمیں اس مصیبت میں اجر اور صبر دے اور اس کا بدل عطا کرے۔ آمین۔

(غمزدہ۔ عبداللہ ثانی۔ جڑانوالہ)(۲)

www.KitaboSunnat.com

۱۔ آل عمران: ۳۷ ۲۔ مولانا سلفیؒ مرحوم کے گھر والوں کو تعزیتی خط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واذکر فی الکتاب اسماعیل

جنازے کا آنکھوں دیکھا حال

مولانا حافظ عبدالحق صدیقی " خطیب اعظم ساہیوال ۱۹/ اپریل ۶۸ء کو ایڈیٹر الاعتصام کے نام تحریر فرماتے ہیں۔

''یہ جانکاہ خبر شام کو فون پر میاں فضل حق صاحب نے سنائی جس کے سنتے ہی میں سکتے میں آ گیا۔ چند لمحے بعد عازم (گوجرانوالہ) ہوا۔ گیارہ بجے کے قریب پہنچا تو (گوجرانوالہ) کے درو دیوار بھی گریہ کناں معلوم ہوئے۔ صبح ہوتے ہی عاشقان توحید وسنت کا ایک سیلاب تھا جو ملک کے ہر جانب سے چلا آ رہا تھا۔ گھر کے سامنے ہی مدرسہ میں دیدار عام کے لیے چارپائی رکھ دی گئی۔ جس کی بھی نظر پڑی دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ جن لوگوں کو بہت صابر سمجھتے تھے وہ بھی صبر کا دامن چھوڑنے لگے۔ ہر طرف سے آہ وزاری' سسکیوں اور دعائے مغفرت کی آوازیں آ رہی تھیں۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو گردونواح سے دلدوز نالہ وشیون کی صدائیں سنی گئیں۔ چھوٹے بچے بھی بلک بلک کر رو رہے تھے۔ شہر میں کاروبار بالکل بند تھا۔ مولانا کے پروانوں کا ایک سمندر تھا جو جنازے کے ہمراہ سٹیڈیم کی طرف جا رہا تھا۔ اسٹیڈیم پہنچ کر نماز سے پیشتر صبر و شکر و نظم وضبط کی تلقین کے ساتھ میں نے کہا اے لوگو! عاشقان توحید وسنت ہونے کا ڈھب اس اللہ کے ولی سے سیکھو۔ اس دنیا سے جا رہا ہے۔ کسی کو نہ اس کے ہاتھ سے شکایت ہے نہ زبان سے نہ جیب پر خیانت کا شبہ ہے۔ یہ دیکھو اس کے لبوں پر تبسم ہے اور ہم آہ وفغاں میں مشغول' گلستان مصطفیٰ کا ایک پھول اور ٹوٹ گیا ہے۔

(گوجرانوالہ) کے وسیع وعریض سٹیڈیم میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ اردگرد کی سڑکوں پر ٹریفک رکی ہوئی تھی۔ قبرستان تک ابھی پہنچے بھی نہ تھے کہ دو تین مختلف مضامین کے مطبوعہ پمفلٹ راستے ہی میں اسماعیلی شمع کے پروانے تقسیم کر رہے تھے جن کو پڑھ کر سنگ دل سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگدل آدمی کا دامن صبر بھی ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تقریباً چار بجے اللہ کے اس ولی کامل کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

اللهم اغفرله وارحمه ووسع مدخله واكرم نزله. آمین۔(۱)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر ۴۰ نیک آدمی کسی شخص کے جنازے کے ساتھ جا کر بخشش کی سفارش کریں تو اللہ قبول فرما لیتے ہیں۔ مگر جس شخصیت کے جنازے میں ہزاروں علما اور ولی شامل ہوں اور وہ رو رو کر اللہ سے التجائیں کر رہے ہوں کہ اے اللہ اس کے گناہوں سے درگزر فرما۔ اس کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرما۔ اس میں اور اس کی خطاؤں میں اتنا فاصلہ کردے جتنا مشرق و مغرب میں ہے۔ اے اللہ اس کی مہمانی فرما۔ تو ایسے خوش نصیب کی بخشش میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

نوٹ: اسی انداز کے بہت سے خطوط سعودی عرب' انڈیا' عرب امارات اور ملک کے گوشے گوشے سے موصول ہوئے۔ صرف اہل علم کے خطوط پر اکتفا کیا گیا ہے۔

یادیں اور تاثرات

یادیں اور تاثرات کے باب میں مختلف اہل علم و قلم اور اصحاب دانش و بینش نے حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے بارے میں اپنے تاثرات اور یادیں قلمبند کی ہیں۔ ان تاثرات سے ان کی زندگی کے گوناگوں پہلو۔ شخصی محامد اور کمالات کا تنوع نمایاں ہوتا ہے۔

ان میں یادوں کے شگفتہ تذکرے ہیں اور مولانا مرحوم کے اخلاقی محاسن کا حسن بیان بھی ہے۔ گو ان کی علمی و تصنیفی خدمات آگے مستقل عنوان کے تحت آ رہی ہیں تاہم زیر نظر باب میں مولانا ممدوح کے کردار کی ایک نظر نواز جھلک دکھانا مقصود ہے۔ یادوں اور تاثرات کا سلسلہ ایسا ہے کہ ایک شخصیت کے بارے میں اگرچہ اظہار رائے کرنے والے مختلف ہوں تاہم ان میں توارد و توافق کا امکان ناگزیر ہوتا ہے۔ اس لیے مضامین تکرار کو ہی قند مکرر کی حیثیت دیتی ہوں۔

اگرچہ کسی عالم فاضل شخصیت کا اصل کمال اس کی علمی خدمات ہوتی ہیں جن کو چھوڑ کر وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ زندگی میں کسی طرز عمل کا عادی تھا۔ اس کے مراسم اپنے ہم عصر احباب و رفقاء کے ساتھ کیسے تھے۔ چنانچہ ان کی وفات

۱۔ الاعتصام ۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسرت آیات پر ان کے رفقاء۔ ہم عصر علماء‘ تلامذہ و دیگر جید شخصیات کے خراج عقیدت‘ منثور و منظوم دونوں طرح جمع کر دیئے گئے ہیں۔

ان میں سے بعض شخصیات تو پاکستانی میں‘ بعض اہل ہند ہیں مولانا کی وفات حسرت آیات پر بعض تعزیت نامے انگلستان سے بھی آئے تھے۔ ان تاثرات کو اکٹھا کرنے کے لیے الاعتصام کے متعدد شمارے‘ بعض قومی اخبارات کے تراشے‘ ہندوستان کے سلفی مکتبہ فکر کے مجلات‘ مولانا کے اہل خانہ کے نام مکاتیب۔ اس تمام مواد سے استفادہ کر کے یادیں اور تاثرات کے عنوان سے حضرت کے لیے عقیدت کے پھول جمع کیے ہیں۔

شارح نسائی مولانا عطاءاللہ حنیفؒ کے تاثرات

جماعت کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام کے ایک خصوصی شمارے میں فاضل نبیل اور شارح نسائی شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاءاللہ حنیفؒ نے مولانا کی حیات وخدمات کے سلسلہ میں ایک طویل مقالہ تحریر فرمایا تھا جس کا عنوان تھا ''ملت اسلامیہ کے بطل جلیل فاضل نبیل حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ'' آغاز مقالہ میں حضرت مولانا نے آیت قرآنی تحریر فرمائی ہے. **فمنهم من قضیٰ نحبه‘ ومنهم من ينتظر** اور ساتھ ہی شعر تحریر کیا ہے۔

عمر ہا در کعبہ و بُت خانہ مے نالہ حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

مولانا عطاءاللہ حنیف کے مقالہ سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

''واحسرتا! کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت عظمیٰ بھی آخر ہم سے چھن کر رہی کہ مسلمانوں کے مقبول ومحبوب مذہبی راہ نما‘ ساری جماعت اہل حدیث پاکستان کے قلوب پر حکمرانی کرنے والی ستودہ صفات ذات گرامی‘ دور حاضر کے سحر طراز خطیب‘ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہم سے منہ موڑ لیا اور ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

مقالہ میں آپ کی خدمات کا مفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ آپ نے درس و تدریس‘ مساجد‘ مکاتب‘ تنظیم جماعت‘ تحریک ختم نبوت‘ دفاع حدیث اور دیگر قومی معاملات میں کیا کارنامے سرانجام دیئے۔ آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سلفیؒ نے تقریباً پچاس سال تک صبح کے درس قرآن کا التزام فرمایا۔ سینکڑوں کو ترجمہ قرآن پڑھایا۔ دوسری علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تدریس قرآن و حدیث کا مشغلہ برابر جاری رکھا۔ (گوجرانوالہ) کے مدرسہ محمدیہ اور مدرسہ تجوید القرآن چوک نیائیں تو مولانا کی یادگار ہیں ہی۔ الجامعۃ السلفیہ (فیصل آباد) بھی دراصل مولانا سلفیؒ ہی کی یادگار ہے۔ ان کے علاوہ بھی مولانا کے ذریعہ ہزاروں روپے سالانہ مدارس و مساجد اہل حدیث کے لیے جاتے تھے۔ مولانا کی ذات گرامی کے باعث گوجرانوالہ جماعت اہل حدیث کا بہت بڑا مرکز تصور ہوتا تھا۔ ہر جماعتی ضرورت کے لیے مولانا کی ذات ہی مرجع ہوتی تھی اور حقیقی ضرورت کو ظاہر سے زیادہ باطن میں نوٹ فرمالیتے تھے اور ہر ممکن کوشش سے دریغ نہ فرماتے تھے۔

مولانا کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ لکھنے میں تیز تھے۔ اتنے گوناگوں کاموں کے باوجود بعض دفعہ ایسا بڑا اور عمدہ تحقیقی مقالہ تحریر فرماتے کہ اہل علم حیران رہ جاتے۔ حضرت مولانا اس شعر کے پوری طرح مصداق تھے۔

وما کان قیس هلکه هلک واحد
ولکنه بنیان قوم تهدما

اندریں حالات حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے سانحہ ارتحال سے جماعت اہل حدیث کو جو دھچکا لگا ہے وہ بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق بخشے گا۔

بارالٰہی! اسی عاشق اسلام، عاشق سنت رسول، کشتہ محبت محدثین، شیفتہ حدیث و اہل حدیث، غریبوں کے غم گسار، ملت اسلامیہ کے جاں نثار اپنے بندے کو جنت الفردوس میں انبیاء، شہداء اور صالحین کے ساتھ مقام علیا عطا فرما! وحسن اولئک رفیقاً۔ (۱)

زعیم ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے تاثرات

زعیم ملت علامہ حافظ احسان الٰہی شہیدؒ نے ۸ مارچ ۱۹۶۸ء کے الاعتصام کے اداریہ میں مولانا سلفیؒ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اس اداریہ کے بعض اقتباسات پیش کیے

۱۔ الاعتصام یکم مارچ ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔

''کوئی بھی اس دنیا میں بقا کو ساتھ لے کر نہیں آیا۔ جو بھی اس عالم رنگ و بو میں جنم لیتا ہے۔ وہ ایک دن اس سے رختِ سفر باندھ جاتا ہے۔ یہاں کسی کو ثبات نہیں۔ لیکن بعض ایسے لوگ بھی اس ناپائیدار دنیا میں جنم لیتے ہیں کہ گم ناموں میں پیدا ہو کر نیک ناموں میں پروان چڑھتے ہیں اور شہرت وعظمت کی رفعتوں کو چھوتے ہیں۔ جب اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں لاکھوں قلوب واذہان ان کی یاد میں سوگوار ہو جاتے ہیں اور پھر تقلبات وحوادثات زمانہ ان کی یاد کو لوگوں کے دلوں سے محو نہیں کر سکتے۔ بلکہ گردش لیل ونہار سے ان کی یاد میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر نسل در نسل ان کی محبت کی وراثت منتقل ہوتی رہتی ہے اور وہ عقیدت اور مودتوں کا محور بن جاتے ہیں۔ انبیاء اور ان کے اصحاب تو بڑے مقدس لوگ ہوتے ہیں اور ان سے محبت اور وابستگی جزوایمان بن جاتی ہے۔ ان کے خدام میں بھی ایسے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ قرن ہا قرن گزرنے کے باوجود یہ احساس نہیں ہوتا کہ ان کو ہم سے گزرے ہوئے چند لمحات سے زیادہ عرصہ گزرا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ امام بخاریؒ۔ امام ابن حزمؒ۔ امام ابن تیمیہؒ۔ امام ابن قیمؒ۔ ایسے لوگ صدیوں سے جنت الفردوس میں ڈیرے لگائے ہوئے ہیں لیکن کائنات میں ابھی تک اُن کی خوشبو رچی بسی ہے اور اس دنیا کے قیام تک رچی بسی رہے گی۔

کچھ اور لوگ آئے اور انہوں نے بھی اس جادہ استقلال وعزیمت کو اپنایا جو ان ائمہ کی گزرگاہ رہ چکا تھا اور وہ بھی ستاروں کے اسی جھرمٹ میں شریک ہو گئے جو ابد تک چمکتے رہیں گے۔ بلاشبہ حضرت سلفیؒ بھی اسی قافلہ کے حدی خواں ہیں۔ حضرت سلفیؒ انہی وارفتگان سلف میں سے تھے کہ نیک نامی جن کے ساتھ پروان چڑھی اور نصف صدی کا طویل زمانہ ایک ایسے شہر میں بسر کیا جس میں مخالفین بھی رہتے ہوں اور معاندین بھی۔ لیکن یہاں کوئی ایک شخص بھی ان کی زبان، ہاتھ اور نگاہ پر الزام نہیں دے سکتا۔ مولانا پوری پامردی اور استقلال کے ساتھ اس منزل کی طرف رواں دواں رہے جس کا پتہ انہیں ان کے ائمہ سلف نے دیا تھا اور اس پاداش میں انہیں بارہا قید وبند کی صعوبتیں اٹھانا پڑیں اور زنجیر وسلاسل کے بوجھ اٹھانا پڑے لیکن احمد ابن تیمیہؒ کے اس جانشین کے چہرے پر رنج وملال کی کوئی شکن نمودار نہ ہوئی۔ وہ دارو گیر کے ہر دار کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونٹوں پر ملکوتی تبسم لیے ہوئے برداشت کرتے رہے اور کسی تخویف' تہدید اور تحریص کے بغیر صراطِ مستقیم پر گامزن رہے۔اس مردِ درویش نے ہمیشہ دنیا کے بنانے پر عقبیٰ سوارنے کو ترجیح دی۔شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیلؒ واقعی اس رباعی کی زندہ تصویر تھے۔

دارورسن کی گود میں پالے ہوئے ہیں ہم
سانچے میں مشکلات کے ڈھالے ہوئے ہیں ہم
وہ دولت جنوں کی زمانے سے اٹھ گئی
اسی دولت جنوں کو سنبھالے ہوئے ہیں ہم

ان کی پوری زندگی دین وعلم کی خدمت میں گزر گئی۔ان کا ایک ایک لمحہ عزیمت و جہاد کا علمبردار تھا' آخر میں علامہ نے دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ہم میں ان کے صحیح وارثین پیدا فرمائے جوان کے علم و دانش اور زہد و ورع کے حامل ہوں۔آمین۔(۱)

....

۱۔ الاعتصام ۸ مارچ ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثر خامہ اور صاحبِ طرز انشا پرداز
جناب عبدالغفار اثر کا خراجِ تحسین

جماعت اہل حدیث کے نامور اہل قلم اور ادیب جناب شیخ عبدالغفار اثر صاحب نے حضرت سلفی ؒ کی وفات حسرت آیات پر درج ذیل جلی عنوانات سے حضرت الامیر کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ عہد حاضر کا امام ابن تیمیہ‘ اقبال کا دانائے راز‘ بے باک مبلغ‘ بے خوف مجاہد‘ علم وزہد کا شاہکار‘ برصغیر پاک وہند کا جید عالم‘ اتحاد بین المسلمین کا داعی‘ آزادی وطن کا مجاہد عظیم‘ قاطع بدعت‘ نامور مذہبی راہنما‘ بیباک سیاستدان‘ علم وعرفان کا بحرِ بیکراں‘ ملت اسلامیہ کا بطل جلیل فاضلِ نبیل شیخ التفسیر والحدیث۔

اس مضمون میں مولانا عبدالغفار اثر نے تحریک آزادیٔ وطن اور جماعت مجاہدین چمرقند کے سلسلہ میں مولانا کی گرانقدر خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز امام ابن تیمیہ کی زندگی سے حیرت انگیز مماثلت حتیٰ کہ تاریخ انتقال کا یکساں ہونا‘ پاکستان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تشکیل وتعمیر‘ تحریک ختم نبوت اور پچاس سالہ علمی مساعی کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ ذیل میں شیخ عبدالغفار اثر صاحب کے مضمون سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

’’مولانا موصوف اپنی ہمہ گیر شخصیت کے لحاظ سے منفرد اور بے مثال تھے۔ آپ نے ۷۵ برس کے قریب عمر پائی اور قریباً نصف صدی تک قرآن وحدیث اور توحید وسنت کی ترویج و اشاعت میں امکانی کوشش صرف فرمادی۔ ۱۹۲۱ء میں گوجرانوالہ تشریف لائے۔ کچھ عرصہ مسجد حاجی پورہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ جلد ہی مرکزی مقام چوک نیائیں میں مسجد علاؤالدین میں منبر ومحراب کی زینت بن گئے اور تادم زیست ان فرائض کو ایسی عمدگی سے نبھایا کہ دوست دشمن عش عش کرتے رہے۔ ان کی وجہ سے توحید وسنت اور مسلک اہل حدیث کو فروغ حاصل ہوا۔ اس عرصہ میں پچاس سے زائد موحدین کی نئی مساجد کی تعمیر عمل میں آئی اور تقریباً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد کی بنا اور تاسیس میں ان کی مساعی شامل رہیں۔

مولانا کے مواعظ' درس و تدریس اور تبلیغ کا سلسلہ نہایت وسیع تھا۔ صبح کا درس قرآن نہایت فاضلانہ' عالمانہ' دلنشیں' موثر اور جامع ہوتا تھا۔ شہر کے ہر حصہ سے سامعین جوق در جوق تشریف لاتے تھے۔ صبح کے درس کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا کہ گویا عہد حاضر کا ابن تیمیہ قرآن و سنت کے موتی لٹا رہا ہے اور اہل طلب' علم و حکمت کی جھولیاں بھر بھر کر لے جا رہے ہیں۔ کئی سال سے یہ سلسلہ جاری تھا اور کئی بار قرآن پاک کو ختم کیا۔ آپ کے حلقہ درس سے فارغ التحصیل کئی علماً دُرِ نایاب اور گوہر ماہتاب بن کر نکلے اور اپنے چراغ سے کئی چراغ روشن کیے۔

مولانا علم و حکمت اور عقل و دانش کے بے مثل چراغ تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل ایسے حل فرماتے کہ بالکل عام شخص بھی اپنی تشنگی بجھا سکتا تھا' ممکن ہے کہ بعض اکابر علم و فضل میں آپ سے بڑھ کر ہوں لیکن عقل و فراست اور تفقہ فی الدین کے امتزاج نے ان کو یگانہ روزگار بنا دیا تھا۔ تقریر نہایت دلپذیر اور خطابت نہایت فصیح' بلند پایہ اور عام فہم کے علاوہ نہایت جامع اور پر مغز ہوتی تھی۔ حضرت مولانا کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء سے ذاتی مراسم تھے۔ مولانا محمد چراغ صاحب' صوفی عبدالحمید صاحب سواتی' مولانا عبدالواحد صاحب قاضی شمس الدین صاحب اور مولانا محمد بشیر صاحب سب کے ساتھ برادرانہ تعلقات تھے۔

حضرت مولانا نے اپنے خطبات اور خطابت میں فروعی مسائل کو کبھی اس طرح بیان نہیں کیا کہ اختلاف کی آگ بھڑک اٹھے۔ آپ نے منبر و محراب میں کبھی فرقہ ورانہ جذبات کو برانگیختہ نہیں کیا۔ وہ اس کو افتراق و تشتت سے تشبیہ دیتے تھے۔ مخالفین کے ناروا حملوں کی صورت میں بھی مصالحانہ رویہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

مولانا کی چند اہم خصوصیات

شیخ عبدالغفار اثر صاحب جو مولانا کے جیل کے بھی ساتھی ہیں فرماتے ہیں کہ "تحریک ختم نبوت کی نظر بندی کے دوران لاہور سنٹرل جیل میں کئی ماہ تک ساتھ رہے بلکہ ایک ہی کمرہ میں نشست و برخاست کا موقعہ ملا۔ میں نے ان کو نہ صرف ایک عظیم انسان پایا بلکہ چند در چند نایاب خصوصیات کا حامل دیکھا۔ پہلی چیز جو بہت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ نہ صرف عوام کے نزدیک ہی امامت کے لائق تھے بلکہ خواص بلکہ علماء کے طائفہ میں بھی رشد و ہدایت کے سرتاج اور علم و حکمت کے بادشاہ تسلیم کیے جاتے تھے۔ نظر بندی کے دوران جب کبھی خطبات جمعہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیدین یا دوسرے مواقع اور اسلامی تقریبات میں قیادت کی ضرورت محسوس ہوتی تو بلا تامل ان ہی کو منتخب کیا جاتا۔ حالانکہ ملک کے بڑے بڑے عالم و فاضل' صاحبان منبر و محراب موجود ہوتے جن میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ' مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا امین احسن اصلاحی' صاحبزادہ فیض الحسن اور مولانا ابوالبرکات حسنات احمد آف مسجد وزیر خان بھی تجن عام میں مولانا کے ساتھ محبوس ہوئے۔

مولانا میں دوسری خصوصیت تھی جس نے انہیں سوسائٹی مزاج میں نہ صرف ایک عظیم مقام دیا بلکہ ہر شخص کو ان کا گرویدہ بنا دیا۔ وہ ان کا حسن سلوک' مزاج کی حس' خوش طبعی' بے تکلفی اور بغیر کسی تصنع و بناوٹ کے سچا اور مخلصانہ اسلامی تعلق ہے۔ یہ تعلق انہوں نے ہر شخص سے استوار کیا۔ اس کا بھرپور مظاہرہ ان کے جنازہ پر دیکھا گیا۔ ہزارہا اشخاص روئے نہیں بلکہ دھاڑیں مار کر نالہ و شیون کرتے دیکھے گئے۔ جنازہ میں کثرت اژدھام انہی لوگوں کا تھا جو مولانا سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔ شہر میں مکمل ہڑتال اور جنازہ کے دن کاروبار کی بندش عوام کی عقیدت کی ترجمان ہے اور مولانا کے حسن اخلاق کا پرتو ہے۔ اللهم اغفرله وارحمه اعف عنه۔[1]

والد محترم کے ساتھ سفر حج میں فیصل آباد کے حضرت مولانا مجاہد الحسینی نے بھی بیان کیا تھا کہ تحریک ختم نبوت کے زمانہ میں ایام نظر بندی کے دوران جیل میں موجود تمام علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کہ درس قرآن صرف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ارشاد فرمائیں گے۔ حالانکہ اس جیل میں ہر مکتب فکر کے بڑے بڑے فاضل علمائے کرام موجود تھے۔

۱۔ الاعتصام ۸ مارچ ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ

از: حافظ احمد شاکر صاحب۔ مدیر مکتبہ سلفیہ۔ لاہور

میانہ قد' فکر و تدبر کی لکیروں سے مزین پیشانی' بشرہ علمی وجاہت اور موروثی نجابت کا آئینہ دار' ذہانت و ذکاوت کی غماز آنکھیں' متانت و خوش مزاجی کے عمدہ پیکر' لباس سادہ مگر باوقار چال میں تمکنت بھی ہوتی تھی مگر مسکنت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا۔ دل کے غنی اور طبیعت کے فقیر تھے۔

یارب! وہ ہستیاں اب کس دیس بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو اب آنکھیں ترستیاں ہیں

اخلاق وعادات

سیاسی مشغولیتوں اور جماعتی مصروفیتوں کے باوجود حضرت مرحوم نے تقریباً نصف صدی قرآن وحدیث کی شمع اسی جگہ فروزاں رکھی جہاں ایک مرتبہ حضرت کے بزرگ روشن کر گئے تھے۔ اگرچہ اس عرصہ میں رنگون' سیلون' بمبئی' دہلی' مدراس' ملتان اور آخر کار مدینہ منورہ سے گرانقدر پیش کشیں ہوئیں۔ لیکن ابتدائی معاشی مشکلات کے باوجود قناعت و استقلال سے دو تہائی سے زیادہ زندگی گزار کر خدمت دین کی درخشاں مثال چھوڑ گئے۔[1]

یہی قناعت و استقلال تھا کہ ۲۱ر فروری ۱۹۶۸ء کو پورا شہر اُمڈ آیا اور بلک بلک کر رو رہا تھا۔ پھر اس طویل عرصہ میں حضرت کے کردار پر کوئی شخص انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔ جماعتوں میں سب سے نازک مسئلہ سرمائے کا ہوتا ہے۔ لیکن حضرت کے اعتماد اور بلندیٔ کردار کا اندازہ اس سے لگایئے کہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ سالانہ اپنے رفقاء سے جمع فرماتے تھے جس میں ۴۰ یا ۵۰ ہزار روپیہ جامعہ سلفیہ کے لیے' کچھ بیرونی سفیروں کو باقی اپنے مدرسے کے اخراجات' لیکن ساری زندگی کسی شخص نے کبھی بے اعتمادی کا اظہار نہیں کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرقع اوصاف

آپ جہاں ایک عظیم مفسر تھے وہاں فقہ وحدیث میں بھی اونچا مقام رکھتے تھے۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے محقق اور صاحب اسلوب انشاپرداز تھے۔ معاملہ فہمی اور اعلیٰ درجہ کی قائدانہ صلاحیتوں کے حامل ہونے کے باوصف حد درجہ زاہد' منکسر المزاج اور متقی تھے۔ وہ شفقت ورافت' علم وعمل' نیکی و پاکدامنی کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ لیکن اس قدر اوصاف وکمالات کا مرقع ہونے کے باوجود علم کے اس بے تاج بادشاہ میں نہ تو فخر وغرور تھا اور نہ ہی تعلیٔ نفس' نمود ونمائش اور رکھ رکھاؤ نام تک نہ تھا۔ آہ!

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراماں یہ کیا کیے

ایسی جامع الصفات شخصیت صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو محدثین کرام' ائمہ عظام' مجاہدین ملت' شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ۔ ابن قیم۔ شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالا حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں (۱)

۱۔ سوانحی خاکہ مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ مضمون: حافظ احمد شاکر: الاعتصام: ۲۹۔ اگست ۶۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے ہند کے تاثرات

مفکر اسلام، شیخ الحدیث اور ہندوستان کے نامور صاحب قلم حضرت مولانا عبدالجلیل رحمانی صاحب نے حضرت کی وفات حسرت آیات پر درج ذیل تاثرات کا اظہار فرمایا۔

''ہم اور آپ روز و شب بڑے بڑے آدمیوں کے انتقال کی خبر کانوں سے سنتے ہیں۔ آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ موت کا حادثہ نہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے نہ غیر متوقع، مگر موت کی بعض خبریں اپنے ہولناک نتائج اور دوررس اثرات کے اعتبار سے اتنی لرزہ خیز ہوتی ہیں کہ جن کے سننے سے کروڑوں انسانوں کے دلوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ موت کے ایسے حادثات برس ہا برس اور گاہ گاہ صدیوں بعد پیش آتے ہیں۔ حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل آف گوجرانوالہ کے انتقال کی لرزہ خیز خبر کا ٹیلی گرام ۲۱ رتاریخ کو اخبار اہل حدیث دہلی میں موصول ہوا۔ انتقال کی یہ خبر آناً فاناً سارے ہندوستان میں پھیل گئی۔ کم و بیش پچاس سال تک کتاب و سنت کی مسند درس، وعظ و تذکیر اور خطابت کی مجلسوں کی زینت علامہ مرحوم سے رہی۔ افسوس کہ یہ چشمہ فیض ۲۱ رفروری ۱۹۶۸ء کو بند ہو گیا۔ آپ امیر جماعت اہل حدیث پاکستان، متحدہ ہندوستان کے نامور فاضل، صاحبِ طرز خطیب و انشا پرداز، بیباک مجاہد، جنگ آزادی کے سپہ سالار تھے۔ علوم کتاب و سنت پر آپ کو جو عبور حاصل تھا۔ اس کا صحیح اندازہ ان اصحاب علم کو ہے جنھوں نے علامہ مرحوم کی تحریرات و مصنفات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ باطل افکار و خیالات کی دنیا میں آپ کی بھرپور اور محققانہ تنقید سے ہل چل مچی رہتی تھی۔ کتاب و سنت کے احکام و مسائل اور تعلیمات کی تعبیر و ترجمانی جس دلپذیر انداز پر زبان و قلم سے علامہ مرحوم فرماتے رہے۔ وہ محض آپ کا حصہ ہے۔

تقسیم ملک کے بعد جب جماعت کا شیرازہ بکھر گیا تو یہ حضرت مولانا کی شخصیت تھی جس نے جماعت کی شیرازہ بندی کی۔ جمعیت اہل حدیث پاکستان کا قیام اور دارالعلوم جامعہ سلفیہ جیسی عظیم الشان درس گاہ مرحوم ہی کی مجاہدانہ کاوش کا ثمرہ ہے۔ آپ کی یہ باقیات صالحات،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی علمی وعملی زندگی کے کارنامے تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ ثبت رہیں گے۔

آپ کے انتقال سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا پر کرنا ممکن نہیں۔ عربی مرثیہ کی تاریخ میں عرب کی مشہور شاعرہ خاتون خنساء کا مقام بہت بلند ہے۔ علامہ مرحوم صحیح معنی میں خنساء کے اس شعر کا مصداق ہیں جو اس نے اپنے چچازاد بھائی صخر کے انتقال پر کہا تھا۔ ''اے صخر جب تک یہ نظام شمسی قائم ہے' آفتاب کا یہ طلوع وغروب تجھے یاد دلاتا رہے گا اور دوسرے شعر میں کہا' اے صخر ایک مدت تک تو نے ہمیں ہنسایا تھا اب زندگی بھر تیری یاد مجھے خون کے آنسو رلائے گی۔

اسی طرح حضرت مولانا محمد اسماعیل کے علمی کارناموں' پرشوکت خطابت' بے مثل نقد و تبصرے' محققانہ مقالات اور قیادت وسیادت کی یاد ہمیں مدتوں خون کے آنسو رلاتی رہے گی۔ خدا آپ کی قبر کو نور سے بھرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔ (۱)

ماہنامہ نورالایمان کے مدیر مسئول' عالم بے بدل اور شارح بخاری حضرت مولانا محمد داؤد رازؒ نے اپنے مجلّہ میں حسب ذیل تاثرات کا اظہار فرمایا:

''برصغیر کی جنگ آزادی کے عظیم مجاہد اور امیر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل آف گوجرانوالہ ۲۰ رفروری بوقت ۴ بجے بعد نماز عصر اچانک انتقال فرما گئے۔ مرحوم کی وفات حسرت آیات پوری دنیائے اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم نے پورے پچاس سال مسند درس وتدریس اور خطابت وافتاء میں گزارے اور اپنے ظاہری وباطنی فیوض سے ایک عالم کو مستفید فرمایا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی مسلمانان ہند کو فراموش نہیں کیا۔ جماعت اہل حدیث پاک وہند کے آپ عظیم مذہبی و روحانی راہنما تھے۔ ذاتی طور پر میرے لیے آپ کا وجود گرامی علم وہدایت کا عظیم ستارہ تھا۔ جب بھی میں نے آپ سے قلمی وعلمی استفادہ چاہا۔ آپ نے پورے طور پر ہمت افزائی فرمائی۔ جریدہ نورالایمان کا اجراء اور بخاری شریف مترجم اردو کا پروگرام آپ کی خصوصی دعاؤں کے تحت عمل میں لایا گیا۔ اب مرحوم کی یاد میں آنکھیں اشک بار ہیں اور آپ کی جدائی سے دل پر سخت ترین صدمہ ہے۔ افسوس کہ جماعت اہل حدیث اپنے مخلص ترین رہنما سے محروم ہو گئی۔ اللہ پاک آپ کو فردوس بریں میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ مرحوم جیسی عظیم شخصیتیں مدتوں بعد عالم وجود میں آتی ہیں۔ (۲)

۱۔ اخبار اہل حدیث دہلی ۷ مارچ ۱۹۶۸ء ۲۔ ماہنامہ نورالایمان فروری تا مارچ ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مولانا داؤد راز نے اس اخبار کے اپریل کے شمارے میں حضرت سلفیؒ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا ''حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور ابوالوفا سید العلماء مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی تجویز پر آپ نے گوجرانوالہ میں قیام فرمایا اور زندگی بھر یہاں علم و عمل اور جہد و جہاد میں مصروف رہے۔ مسلمانان ہند کی کوئی ایسی ملی و مذہبی تحریک نہیں جس میں آپ نے عملی حصہ نہ لیا ہو۔ کتنی دفعہ سنتِ یوسفی کے تحت قید و بند میں بھی رہے۔ آپ جامع الصفات شخصیت تھے۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری کا تقویٰ' مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری کا شغفِ حدیث' حافظ عبدالمنانؒ کا ذوق تدریس۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی انگریز دشمنی' مولانا سیالکوٹی کا جوہر خطابت' مولانا امرتسری مرحوم کا ذوق تالیف' مولانا ابوالکلام آزاد کا جذبۂ حریت' مولانا محمد حسین بٹالوی کی وسعت علم۔ الغرض اکابر کی یہ جملہ خوبیاں آپ کی ذات میں جمع ہوگئی تھیں۔ اس قدر اونچی شخصیت ہونے کے باوجود غرباء سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ نمود و نمائش سے سخت پرہیز تھا۔

آپ نے پچاس سال تک درس قرآن و حدیث کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ بہت سی علمی و قلمی یادگاریں بھی آپ نے چھوڑی ہیں جو رہتی دنیا تک قدردانوں کے لیے باعث رشد و ہدایت ہوں گی۔ (۱)

علامۂ زماں متکلم دوراں حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب آروی ادام اللہ فیوضھم (صدر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس) کی زیر صدارت حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی رحلت پر ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام اکابرین ہند مثلاً مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاشمیری' سابق ممبر پارلیمنٹ' حافظ محمد یحییٰ صاحب ورکنگ صدر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجلیل رحمانی' حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستوی' خواجہ محمد سلیم صاحب آف کوٹھی حاجی علی جان' مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی اور مولانا عبداللطیف صاحب سلفی نے شرکت فرمائی اور حسب ذیل قرارداد تعزیت پاس کی۔

متحدہ ہندوستان کے مشہور فاضل علومِ عربیہ اور اسلامیہ' میدان دین و سیاست کے نامور مجاہد' آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی عاملہ کے قدیم رکن اور جماعت اہل حدیث پاکستان کے

۱۔ ماہانہ نور الایمان اپریل ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی ستون جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زعیم و سربراہ حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کا سانحہ ارتحال جماعت اہل حدیث کے لیے بالخصوص اور پوری ملت اسلامیہ کے لیے بالعموم وقت کا ایک عظیم ترین حادثہ ہے۔ مولانا موصوف جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے امیر' شعلہ بیان خطیب' بے مثل انشا پرداز' کتاب وسنت اور مسلک سلف کے بہترین ترجمان اور داعی تھے۔ امور دینی پر آپ کے افکار و خیالات بیش قیمت دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں' علامہ موصوف بہت سے اوصاف وفضائل کے حامل تھے۔ آپ کی دائمی مفارقت سے جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے۔ آج کل سخت قحط الرجال ہے آج کا یہ جلسہ موصوف کے ارتحال پر اپنے انتہائی غم و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان اور جملہ وابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (۱)

اخبار اہل حدیث دہلی کی ۷ مارچ ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں جمعیت اہل حدیث مالیر کوٹلہ ریاست کی طرف سے حسب ذیل قرارداد تعزیت پیش کی گئی ہے۔

''جماعت کو دہلی سے حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع ملی ہے۔ اس پر ساری ریاست میں غم و افسوس کی گھٹا چھا گئی ہے۔ آپ صاحب عزم و استقلال اور علمائے حق میں سے تھے۔ آپ زندگی بھر توحید وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں کوشاں رہے۔ آپ کی دینی خدمات آپ کی یاد تازہ کرتی رہیں گی۔ جماعت اہل حدیث ابھی حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ۔ حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑیؒ اور مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی جیسے بزرگوں کی جدائی سے ہی جان بر نہ ہوئی تھی کہ نمونہ سلف حضرت مولانا سلفیؒ بھی داغ مفارقت دے گئے۔

تھی باغ کی یادگار اک بلبل زار
سو اس کی بھی کل سے نہیں آتی آواز

اس موقع پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت ذہن میں آ رہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے سینے سے نکال لیا جائے۔ بلکہ علماء ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور لوگ جاہلوں کے بیان کردہ مسائل وفتویٰ کی بنا پر گمراہ ہو جائیں گے۔ اسی لحاظ سے عالِم کی موت کو عالَم کی موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (۲)

۱۔ اخبار اہل حدیث دہلی ۷ مارچ ۱۹۶۸ء ۲۔ ایضاً

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحمید رحمانی (دہلی) کا خراج تحسین

پاکستان میں بطل جلیل حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ آف گوجرانوالہ جو علوم قرآن، علوم حدیث، علوم فقہ واصول، تاریخ فرق وادیان اور دیگر اسلامی و عربی علوم کے عالم اور امام تھے۔ ورع وتقویٰ میں علامہ محمد ابراہیم آروی۔ استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہ غازی پوری، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا عبدالقادر قصوری اور اپنے استاد حافظ عبدالمنان وزیر آبادی توحید و سنت کے دفاع اور غیرت وحمیت میں علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی، سنت کی ہمہ جہتی خدمت میں علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی، ملک کی سیاسی اور ملی فضا کو نہایت گہرائی اور بالغ نظری کے ساتھ سمجھنے میں مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور شیخ الاسلام علامہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہم اللہ کا عکسِ جمیل تھے اور تحریک آزادیٔ ہند کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لینے اور برطانوی استعمار کے بپا کردہ فتنوں کا گہرا شعور رکھنے کے اعتبار سے وہ تحریک شہیدینؒ کے صحیح وارث تھے۔

تقسیمِ ملک کے بعد جماعت کے منتشر افراد کو منظم کرنے، اہل توحید کو متحد کرنے اور جماعت کے منتشر شیرازہ کو یکجا کرنے میں انہوں نے مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی رفاقت میں عظیم الشان کارنامہ انجام دیا اور اخلاص، ایثار، قربانی، عمل پیہم اور سعی مسلسل کے ذریعے اپنوں اور غیروں کی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر ہمہ جہتی سازشوں کے طوفان سے نبرد آزما ہوتے ہوئے جس طرح تحریک احیائے کتاب وسنت کی تجدید کی یہ ان کے لیے انشاء اللہ سب سے بڑا صدقہ جاریہ بنے گا۔ ملی میدان میں دستور اسلامی کی تشکیل وتنقید کی کوششوں سے لے کر ختم نبوت کے سلسلہ کی مخلصانہ کوششوں تک اور کچھ نئی نیم سیاسی مسلم تنظیموں اور تحریکوں کے خطرناک فتنوں سے لے کر تقلیدِ جامد، تصوفِ باطل، مشائخ پرستی اور قبر پرستی کے فتنوں تک وہ جس طرح نبٹے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف غلام احمد پرویز، ادارہ ثقافت اسلامیہ اور ادارہ تحقیقات اسلامی وغیرہ کے پیدا کردہ فتنوں اور اسلام کے وجود کو مجروح کرنے کے لیے بین الاقوامی صہیونیت اور قادیانیت کی پشت پناہی میں مسٹر ظفر اللہ خان نے جو کھیل اسلام کے خلاف عالمی سطح پر کھیلنا شروع کیا تھا۔ ان سب کو مولانا نے اچھی طرح سمجھا اور ان کے خلاف کامیاب جدوجہد کی، عقل و درایت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادوں نے اور کچھ عصر حاضر کے متاثرین نادانوں نے جس طرح اخبار آحاد کے نام سے حجیت حدیث کو مجروح کرنے کی ناروا کوششیں شروع کر دیں۔ الحمدللہ حضرت مولانا نے ''حدیث کی تشریعی حیثیت''، جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث، عجمی سازش کا فسانہ، امام بخاری کا مسلک وغیرہ جیسے مختصر مگر جامع مقالات عصری اسلوب کی پورے رعایت کے ساتھ تیار کیے اور ملت کے نوجوان طبقہ کو اس مرعوبیت سے بچانے کے لیے اہم حصہ لیا۔

مولانا کا کردار ان کا عمل، ان کا اخلاص وایثار، ان کا پختہ شعور، ان کی امانت، ان کا ورع و تقویٰ، ان کا تدبر و بصیرت، ان کی دور اندیشی اور بالغ نظری اللہ پر ان کا توکل اور ان سب پر مستزاد علمی میدان میں اپنے معاصرین پر خواہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کا تفوق ان کے لیے سب سے زیادہ معاون ثابت ہوا۔

مولانا سلفیؒ کی خدمات کی جامعیت اور ہمہ جہتی کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک طرف کتاب و سنت، مسلکِ سلف، اور تحریکِ اہل حدیث کا دفاع کر رہے تھے۔ دوسری جانب قادیانیت سے نبرد آزما ہو رہے تھے۔ تیسری جانب حیاتِ انبیاء جیسے مسائل کا تجزیہ کر رہے تھے۔ چوتھی جانب مولانا غلام رسول مہر مرحوم جیسے نادرہ روزگار مؤرخ وصحافی کے لیے برصغیر پاک وہند کی تاریخ کے سلسلے میں مواد فراہم کر رہے تھے۔ یہ انہی کی جدوجہد اور خلوص تھا کہ وہ مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کو سیاسی میدان سے کھینچ کر دعوت وتحریک کے میدان میں لائے اور اپنے شاگردوں کے اندر قرآن وسنت کا صحیح ذوق پیدا کیا۔ مولانا محمد حنیف ندوی کو فکرِ اسلامی پر تحریر پر آمادہ کرنا۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف جیسے خاموش انسان کو تحریک وتنظیم کی راہ پر لگانا۔ مولانا غلام رسول مہر، مولانا محی الدین قصوری، مولانا حافظ محمد گوندلوی جیسے علماء سے لے کر حاجی محمد اسحاق حنیف، شیخ محمد اشرف اور میاں عبدالمجید جیسے اصحاب خیر کو جماعت اور تحریک کی روح سے سرشار کرنا ایک کرامت ہے، جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مولانا کو دی اور انہوں نے اپنے کردار کے جادو سے سب کو مسحور کیا۔ (۱)

....

۱۔ الاعتصام ۲۳ دسمبر ۱۹۸۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیلؒ

از: عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی، فیصل آباد

بجھ گئی اک اور شمعِ رونقِ کاشانہ آج
عالمِ حیرت میں ہے مسکوت پر پروانہ آج

جس کو اس کے عزم نے سینچا تھا اپنے خون سے
ہوگئی وہ بزمِ علم آہ! پھر ویرانہ آج

چشم حیران، دل حزیں، افسردہ چہرہ گنگ لب
دیکھ لے دنیا ہمارے ضبط کا پیمانہ آج

ہے بیشک یہ اس کے حسنِ خلق کی زندہ مثال
موت پر اس کے ہے گریاں اپنا اور بےگانہ آج (۱)

اشک ہائے عقیدت

منظور احمد منظور

آنکھوں میں ہیں آنسو تو ہیں آہوں میں شرارے
آباد ہوئے خلد میں محبوب ہمارے

مایوسیوں کے پھیلے ہیں ہر سمت اندھیرے
جائیں تو کہاں جائیں غمِ ہجر کے مارے

صد حیف وہ ہمیں دے گئے داغِ جدائی
برباد ہوئے حسرت و اوسان ہمارے

۱۔ الاعتصام یکم مارچ ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقت ہے شب اور اندھیرے ہیں الم کے
معدوم ہوئے جاتے ہیں جینے کے سہارے

قرآن و حدیث کے عالم تھے وہ جید
ہر بات میں ہوتے تھے فراست کے اشارے

توحید کے شیدائی رسالت پہ تھے قربان
وہ ملت بیضا کی نگاہوں کے تھے تارے

ہر لب پہ ہے منظور یہی نالہ وشیون
حق بات جو کہتے تھے وہ جنت کو سدھارے (۱)

عربی زبان وادب کے شناور اور مشہور شاعر جناب عبداللہ کوثر نے بھی مولانا کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا تھا۔ چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

میری آنکھیں موت سے ان کی جو گریاں ہوگئیں
روتے روتے آخرش مانند طوفاں ہوگئیں

تاجدار مسندِ علم و عمل شیخ الحدیث
مسندیں علم و عمل کی آہ! ویراں ہوگئیں

جسدِ خاکی ان کا گرچہ ہوگیا نظروں سے دور
ہے غلط کہ خوبیاں بھی ان کی پنہاں ہوگئیں

جب جماعت کی قیادت سے ہوئے وہ سرفراز
خدمتیں سب ان کی وقفِ اہلِ ایماں ہوگئیں

وہ خلوص و خیر کے پیکر محمد اسماعیل
دیکھ کر حوریں انہیں جنت میں شاداں ہوگئیں

روزنامہ ''پیام'' فیصل آباد کے ایڈیٹر جناب غلام رسول صاحب کا منظوم ہدیہ عقیدت۔

وفات پا گئے حضرت مولانا محمد اسماعیل
عطا کرے انہیں جنت میں گھر خدائے جلیل

جہانِ دانش دریں میں خطیب لاثانی

۱۔ الاعتصام ۸ مارچ ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروغ جذبۂ ایمان و حریت کی دلیل
جہاں نگاہ اٹھی کفر ہوگیا معدوم
جہاں گئے تھے زمین بوس معصیت کی فصیل
نویدِ شوکتِ اسلام کچھ انہی سے تھی
انہی کے نعرۂ حق سے بلند بانگِ رحیل
ہوائے گردشِ دوراں طویل عرصہ تک
کہیں بھی نہ ڈھونڈ پائے گا کوئی ان کا مثیل

مایہ ناز شاعر طاہر قریشی صاحب کے جذبات۔

گرچہ زندہ نہیں ہیں اسماعیل
روشن ان کے عمل کی ہے قندیل
عالمِ دیں' مجاہد بے مثل
حق کی آواز' صور اسرافیل
پیکرِ سوز و صدق و حسنِ عمل
مرد میدانِ دینِ بطلِ جلیل
دین بیضا کا داعیِ بے لوث
فہمِ سنت کی ایک زندہ دلیل
فکر میں اک نمونۂ اسلاف
خدمتِ دین حق میں سنگِ میل
رونق بزم ہائے دین متین
سعیِ اصلاحِ آرزو کا قتیل

مولانا کے انتقال پرملال پر گوجرانوالہ کے مشہور شاعر حضرت راسخ عرفانی نے جو ایک مشہور عالم دین مولانا نور حسین گرجاکھی کے فرزند ارجمند بھی ہیں ایک طویل نظم تحریر کی تھی جس کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

عالم مشہور مولانا محمد اسماعیل
ناجی و مغفور مولانا محمد اسماعیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھ گئے بزمِ جہاں سے غمگسار درد مند
سالک مذکور مولانا محمد اسماعیل

ملک و ملت کیلئے تھے جذبہ ایثار سے
سربسر معمور مولانا محمد اسماعیل

کو بہ کو قریہ بہ قریہ مشتہر کرتے رہے
ایزدی منشور مولانا محمد اسماعیل

بہر حق زندانِ افرنگی میں اک مدت رہے
قیدی و محصور مولانا محمد اسماعیل

پردۂ جنت میں راسخ رکھتے ہی دیکھتے
ہو گئے مستور مولانا محمد اسماعیل

سن رحلت کی ہوئی جب فکر تو ہاتف نے کہا
قل کسِ مغفور مولانا محمد اسماعیل

مشہور شاعر علم الدین علیم صاحب نے فرمایا:

اے دل اندوہگیں اے دیدۂ حسرت شعار
جس قدر چاہے پر و دے آج تو اشکوں کے ہار

بجھ گئی بزمِ دیں کی آخری قندیل بھی
چل دیا منہ موڑ کر محفل سے اسماعیل بھی

ہے زمین ہنگامہِ در آسمان خاموش ہے
آہ اہلِ حق کا میرِ کارواں خاموش ہے

مخزن درہائے قرآن معدن علمِ حدیث
عاشقِ دین محمد عبدرب مستغیث

آہ وہ رجلِ رشید و مردِ حق بطل جلیل
علم میں وہ بے نظیر حلم میں وہ بے عدیل

چل بسا ہے ناخدا اور ناؤ ہے ظلمات میں
مل رہے ہیں ہم کھڑے آنکھیں اندھیری رات ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر کہیں سے ڈھونڈ کر لاؤ کوئی روشن چراغ
کھو نہ جائے ظلمت کہیں اپنی منزل کا سراغ

جماعت کے متدین بزرگ' عربی زبان وادب کے ماہر اور مشہور شاعر عبداللہ کوثر صاحب نے حضرت کی تاریخ وفات بھی کہی ہے۔

ہوگئے رخصت کہ تھے جو صاحبِ اعلیٰ صفات
تھی یقیناً حسن و خوبی کا سراپا جن کی ذات
آگ تھے وہ شرک و بدعت کے خرمن کے لیے
کانپتے تھے ان سے سب اس دور کے لات ومنات
لب پہ تھا توحید و سنت کا پیام دلنشیں
اور تھی معمور یادِ حق سے دل کی کائنات
چھوڑ کر اظہار غم' کر فکر تاریخ وصال
یوں تو یاد آئیں گے اے کوثر گذشتہ حادثات
جمع جب اعداد رحم و مغفرت کے کر لیے
حضرت اسماعیلؒ کا آیا نکل سنِ وفات

جنگ نامہ اسلام و جہاد نامہ پاکستان کے مایہ ناز مصنف اور مشہور ماہر تعلیم جناب ملک منظور حسین منظور کا منظوم خراج عقیدت۔

اے کہ ناموسِ شریعت کا نگہباں تھا تو
عالمِ دین تھا اور شارحِ قرآن تھا تو
صادق القول تھا اور صاحبِ ایمان تھا تو
ہو فقط حق کا جسے ڈر وہ مسلماں تھا تو
لوث تلبیس سے مسند جو رہی پاک تیری
غیر حق سے نہ دبی فطرت بیباک تیری
حکم اللہ کا بندوں کو سنایا تو نے
راستہ سیدھا شریعت کا دکھایا تو نے
داغ باطل کا جہاں دیکھا مٹایا تو نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقش توحید کا لادل میں بیٹھایا تو نے
فخر ملت تھی یقیناً وہ تیری درویشی
مشعلِ عظمت دیں جس نے فروزاں رکھی

اس طویل نظم کا آخری شعر ملاحظہ ہو۔

کہہ رہا ہے یہ تیرا طرز عمل بالتحقیق
مصلحت کوشی نہیں مردِ مسلمان کا طریق

مفکر اسلام علامہ خالد اختر افغانی نے حضرت سلفیؒ کی وفات حسرت آیات پر ایک طویل مسدس نما نظم لکھی تھی۔ اس کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

اے محدث' اے امیرِ قوم' رازی کے مثیل
جانِ مسلم' روحِ حنبل' شاہ احمد کے عدیل
تیری ہستی تھی حدیث پاک کا عکس جمیل
نور بھر دے قبر میں تیری خداوندِ جلیل

عہدِ حاضر کے محدث تجھ کو ملت کا سلام
تجھ کو ملت کا سلام اے خادم خیر الانام

جب زمینِ ہند گہوارا بنی الحاد کا
شرک و بدعت کا جب ہر چار سو چرچا ہوا
اٹھ گئی جس وقت تمیز روا و ناروا
بدعتوں کی پرخطر چلنے لگی جس دم ہوا
تو نے ہرگام پہ تبلیغ اسلام کی
تو نے رکھ لی لاج اسماعیل اپنے نام کی

اس طویل نظم کا آخری شعر ہے۔

اہل بدعت کانپ جاتے تھے تیری گفتار سے
ہوگئی محروم ملت قافلہ سالار سے

جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلفیؒ کی وفات ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۵ رفروری ۱۹۶۸ء بروز منگل ہوئی۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ۲۵ ذیقعدہ ہی کو امام ابن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیمیہؒ کی وفات ہوئی تھی۔ راز کاشمیریؒ کے ان اشعار میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

بے باکی و حق گوئی میں تو تیغ رواں تھا
تو دشمن ایماں کے لیے برق تپاں تھا
گفتار میں، کردار میں ایک سوز نہاں تھا
لاریب کہ تو دین کی عظمت کا نشاں تھا
تھی علم کی توقیر تیرے حسنِ عمل سے
تاثیر میں اکسیر تیرا احسن بیاں تھا
کیوں تجھ کو ابن تیمیہؒ وقت نہ مانوں
وہ بھی تو اسی شب ہوا فردوس مکاں تھا(۱)

۱۔ مجلہ مہک گوجرانوالہ ۱۹۸۶ء ص ۴۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم:

تبلیغی خدمات

حضرت مولانا کے خطباتِ جمعہ

دروسِ قرآن، تبلیغی مکاتیب

فتاویٰ۔ الاعتصام کا اجراء

اہلحدیث کانفرنسوں کا انعقاد

جامعہ محمدیہ۔ جامعہ سلفیہ کا قیام

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات کا قیام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا کے خطباتِ جمعہ

ایک مسلمان معاشرہ کی ہر بستی وقریہ میں جہاں اہل اسلام نے مساجد تعمیر کر رکھی ہیں جمعۃ المبارک کے اجتماعات ہوئے ہیں۔ جمعۃ المبارک کے خطبات میں عوام الناس کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت مقصود ہوتی ہے۔ خطبہ جمعہ سنت نبوی ہے قرآن کا ارشاد ہے۔ کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلاً مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ آیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ.

اس طرح خلفائے راشدین خطبات جمعہ ارشاد فرماتے رہے اور یہ سلسلہ رشد و ہدایت مسلسل امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت مولانا سلفیؒ کی آمد سے پہلے گوجرانوالہ شہر کی کئی مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات ہوتے تھے مگر مسلک اہل حدیث کا کوئی موزوں مرکز نہ تھا۔ الحمدللہ جب مولانا گوجرانوالہ تشریف لائے تو کچھ عرصہ کے لیے حاجی پورہ میں قیام فرمایا پھر مسجد علاء الدین میں منتقل ہوگئے اور باقاعدہ جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمانا شروع کیا۔ پہلے پہلے تو حاضری معمولی رہی پھر دور دراز تک حضرت کے مواعظِ حسنہ کی خوشبو پھیل گئی۔

خود بخود پھیل گی بوئے دوست
کوئی منت کشِ صبا نہ ہوا

خطباتِ جمعہ میں نہ صرف شہر گوجرانوالہ کے لوگ شمولیت کرتے بلکہ قرب و جوار کے مضافات کے لوگ جوق در جوق شامل ہونے لگے۔ مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی۔ مسجد کی بالائی منزل میں خواتین جمعہ میں شرکت کرتیں اور زیریں منزل میں مرد حضرات، بالآخر مسجد کی توسیع کرنا پڑی۔

حضرت مولانا کے خطبہ جمعہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ مختصر ہوتا، آدھ گھنٹہ سے زیادہ خطاب نہ فرماتے۔ ۲۰ منٹ کسی دینی موضوع کے لیے اور ۱۰ منٹ سیاست اور حالات حاضرہ پر تبصرہ کرنے کے لیے۔ حضرت مولانا نہایت دلیری کے ساتھ حکومت کی غلط پالیسیوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنقید فرماتے۔ یہ تنقید برائے تنقید نہ ہوتی بلکہ خیر خواہی سے معمور نصیحتیں ہوتیں۔ عام واعظین عموماً داستان گوئی اور لمبے لمبے قصے خطبہ جمعہ میں سنانے شروع کر دیتے ہیں۔ چونکہ ان حضرات کا مبلغ علم واجبی ہوتا ہے اس لیے قصص پر ہی گزارہ ہوتا ہے۔ لیکن مولانا پُر مغز مسائل بیان فرماتے اور دورانِ خطبہ کبھی ترنم نوائی نہیں فرمائی۔

گوجرانوالہ کی تاریخ میں یہ عجیب وغریب واقعہ بھی گزرا ہے کہ جب شہر کے چند قومی سوچ رکھنے والے افراد نے فیصلہ کیا کہ تمام اہل شہر ایک امام کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کیا کریں گے۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ ایک جمعہ حضرت سلفیؒ' دوسرے جمعہ مفتی بشیر صاحب (بریلوی مکتب فکر) تیسرا جمعہ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب پڑھایا کریں گے۔ تو اسی طرح اسی ترتیب سے یہ احباب جمعہ پڑھاتے رہیں گے۔ حضرت سلفیؒ کی شیریں بیانی کی وجہ سے مولانا محمد چراغ صاحب نے اپنی باری بھی مولانا سلفیؒ کو دیدی تھی۔ چند ماہ تو یہ سلسلہ چلتا رہا پھر مولانا مفتی محمد بشیر صاحب کی کسی اختلافی بات پر یہ مفید سلسلہ ٹوٹ گیا۔[1]

براہِ راست مولانا کے خطبات تو میں نے سماعت نہیں کیے۔ البتہ ان کی تقاریر کے بعض کیسٹ سن کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ منفرد انداز کے مقرر تھے۔ روایتی مولوی نہ تھے۔ مولانا کے خطبات کو مولانا کی ہدایت پر چوہدری عبدالواحد صاحب جو میرے والد گرامی کے دوست ہیں نوٹ کیا کرتے تھے۔ پھر جماعت کے رسالہ الاعتصام میں وہ چھپ جاتے تھے۔ میں نے کئی برس کے خطبات جمعہ ملاحظہ کیے ہیں۔ ان میں بڑا تنوع ہے۔ صرف ایک موضوع پر ہی وقت صرف نہیں کرتے بلکہ دین مبین کے تمام اہم مسائل پر گفتگو فرماتے ہیں۔ اپنے انتقال سے چار برس پیشتر کے خطاب کے موضوعات جو الاعتصام کی فائلوں سے دستیاب ہو سکے ہیں حسب ذیل ہیں:

توحید' شرک کی تمام قسموں۔۔۔ شرک فی العبادت' شرک فی العلم' شرک فی التصرف' شرک فی العادت ان سب قسموں کا ابطال' اتباع سنت' اطاعت رسول' محبت رسول' مسئلہ شفاعت' معراج شریف' بدعت کی مذمت' امر بالمعروف ونہی عن المنکر' علم وعمل کی فضیلت' نماز کی اہمیت' توبہ واستغفار' ایمان اور عمل صالح' استقامت' فلسفہ رمضان' فلسفہ زکوٰۃ' فلسفہ ومناسک حج' فضائل صدقات' بخل کی مذمت' فضول خرچی سے اجتناب کی تلقین' کسب حلال' حرام خوری کی

۱۔ روایت مسٹر محمد اسماعیل ضیاء سابق ایم پی اے (ڈپٹی سیکرٹری اہل حدیث کانفرنس۔ گوجرانوالہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سلفیؒ کا درس قرآن

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کی تحریک پر جب حضرت سلفیؒ گوجرانوالہ تشریف لے آئے تو آپ نے بیک وقت کئی مشاغل شروع کر دیئے۔ درس و تدریس کا باقاعدہ سلسلہ شروع کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس سے استفادہ صرف باقاعدہ طلبہ کر سکتے تھے چونکہ عوام الناس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ علوم اسلامیہ میں دسترس حاصل کرنے کے لیے مروجہ نصاب کی تمام کتب کا مطالعہ کریں۔ خصوصاً صرف ونحو کی دقیق بحثیں عوام کے ذوق کی چیز نہیں۔

لیکن جس مقصد کی خاطر حضرت سلفیؒ نے یہ منصب خطابت سنبھالا تھا اس کا تقاضہ یہ تھا کہ عام لوگوں کی دینی تربیت کی جائے۔ عقائد کی اصلاح کی جائے اور دینی روح بیدار کی جائے۔ چنانچہ حضرت نے اوائل میں ہی درس قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چونکہ خود قرآن کا ارشاد ہے۔ "ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم" بے شک یہ قرآن ایسی راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔'' یہی واحد ذریعہ ہے جس کی برکات سے دلوں کا زنگ صاف کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت نے درس قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا تو ابتدا میں چند لوگ ہی مستفید ہوتے تھے مگر رفتہ رفتہ آپ کے انداز بیان کی دھوم دور دراز تک پھیل گئی اور قرب و جوار سے بھی لوگ نماز فجر جامع مسجد چوک بنائیں میں ادا کرنے لگے۔ فجر کی جماعت کی امامت مولانا خود فرماتے تھے اور اسی لگن اور لحن سے قرآن کی تلاوت کرتے کہ نمازی اشکبار ہو جاتے۔ نماز کے بعد آپ درسِ قرآن شروع کر دیتے۔

چند آیات کی تلاوت فرمانے کے بعد ترجمہ کرتے۔ سیاق و سباق کی تشریح فرماتے۔ آیات کی شان نزول بیان فرماتے۔ آپ کے درس قرآن کا انداز وہی تھا جو امام ابن کثیرؒ نے تفسیر ابن کثیر میں اختیار فرمایا ہے۔ یعنی آپ آیات کی تشریح میں پہلے آیات پیش کرتے۔ پھر حدیث نبویؐ سے استدلال کرتے۔ اس کے بعد اقوال صحابہ و تابعین پیش کرتے۔ اگر ائمہ اربعہ میں کہیں اختلاف ہوتا تو وجہ اختلاف بیان فرماتے۔ مگر مجال ہے کہ کسی کے متعلق کوئی ناروا فقرہ زبان سے نکل جائے۔ احتیاط سے کام لیتے۔ دلائل سے صحیح موقف کی نشاندہی فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذمت' زہد و قناعت' حقوق العباد' حقوق والدین' حقوق اقربا' حقوق ہمسایہ حقوق زوجین' خدمت خلق کی اہمیت' صداقت شعاری' کذب وافترا کے نقصانات' غیبت کی تباہ کاریاں' حسد کی مذمت' صلح کی فضیلت' تکبر وخود بینی کی مذمت' صبر وشکر کی فضیلت' بیوگان و یتامیٰ کے حقوق' پردے کی حکمت' زینت کی حدود' روا داری' امانت' سود' حسن معاملہ' اسلام میں تجارت کے اصول' توکل علی اللہ کی اہمیت' خدا کا خوف' علاماتِ قیامت' دعاء کی اہمیت وفضیلت' اتفاق واتحاد کی برکات' اسلام کا نظام اخلاق' اسلام کا نظامِ معاشرت' اسلام کا نظام سیاست' اسلام کا نظام معیشت' اکل وشرب کے آداب' امن وسلامتی کی راہ۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام موضوعات روزمرہ کے معاملات ہیں اور مولانا نے ان تمام پر اختصار کے ساتھ قرآن وسنت سے استشہاد کر کے خوب داد تحقیق دی ہے اور الحمدللہ جمعہ کے یہ خطبات محفوظ ہیں' ضرورت ہے کہ ان کی نوک پلک سنوار کر کتابی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ عام واعظین کو معلوم ہو کہ علماء کا انداز تقریر کیا ہے۔ (۱)

۱۔ الاعتصام کے متعدد شمارے ۶۸۔۱۹۶۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر دورانِ درس کوئی صاحب علم کوئی سوال دریافت کرتا تو علم کا دریا طیغانی پر آ جاتا۔ پھر آپ بیضاوی، تفسیر خازن، تفسیر ابن عباس، مدارک، تفسیر طبری، تفسیر کشاف اور رازی کی تفسیر کبیر سے حوالے دیتے۔ مولانا نے ان تفاسیر کا بالاستعیاب مطالعہ کیا ہوا تھا اور تفسیر بالماثور کے ساتھ آپ نے فلسفہ اور علمِ کلام پر بھی عبور حاصل کیا ہوا تھا اور عربی علم وادب پر بھی آپ گہری بصیرت رکھتے تھے۔ اس وجہ سے مشکل سے مشکل سوال کو اس طرح حل فرماتے جیسے اس میں کسی قسم کی کوئی گنجلک نہیں۔ عموماً درس قرآن نماز فجر کے بعد ہوتا مگر ایسا بھی ہوا کہ کچھ عرصہ مولانا نے درس قرآن کا پروگرام مغرب کے بعد رکھا۔ درس قرآن کے شائق تجار کاروبار سے فارغ ہوکر بروقت مسجد میں پہنچ جاتے اور اپنی روح کی بالیدگی کا سامان حاصل کرتے۔ زندگی میں تقریباً نصف صدی تک یہ سلسلہ درس قرآن جاری رہا۔ کئی قرآن ختم ہوئے۔ مولانا کے درس میں باقاعدہ حاضری دینے والے خود اس قدر دین سے آگاہ ہو جاتے تھے کہ وہ بلا تکلف تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دے سکتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد کئی مساجد میں درس قرآن باقاعدگی کے ساتھ ہوتا تھا، مثلاً صوفی عبدالحمید صاحب سواتی، حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ۔ حضرت مولانا محمد چراغؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد خلیلؒ سارے حضرات مختلف مساجد میں درس قرآن دیتے تھے۔ مگر جو نرالہ رنگ حضرت سلفیؒ کے درس میں تھا وہ کہیں اور نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے اصحاب اپنے مکتب فکر کے عالم کا درس چھوڑ کر حضرت سلفیؒ کا درس سنتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک عالم ہم نوا ہو گیا۔[1]

حضرت سلفیؒ کے فتاویٰ

یہ بات تو حقیقت ہے کہ ہر شخص علوم دین کا فاضل نہیں ہوتا۔ زندگی متحرک ہے، روزمرہ کے واقعات میں کئی مسائل مشاہدے میں آتے ہیں ان کے بارے میں عوام الناس کو شرعی نقطہ نظر معلوم نہیں ہوتا۔ کاروباری زندگی میں، طلاق ونکاح کے معاملات میں، اختلافی مسائل کے حل کے لیے کئی لوگ علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں اور فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ فتویٰ کا مقصد عموماً احقاق حق ہوتا ہے۔ دینی مزاج رکھنے والے افراد کے لیے فتویٰ کی حیثیت ایسی ہے جس طرح ایک قانون کے ماہر کے لیے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کی رولنگ۔

ا۔ تاریخ اہل حدیث گوجرانوالہ مرتب: بابا عبداللہ اہل حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اسلام اس کی شاہد ہے کہ زمانہ قدیم میں بھی علماء کی طرف رجوع ہوتا رہا۔ خود قرآن مجید اس کا شاہد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا گیا۔ ویستفتونک فی النساء ط قل اللہ یفتیکم فیھن دوسری جگہ ارشاد ہے۔ یستفتونک ط قل اللہ یفتیکم فی الکللہ۔ (۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی دو فریقوں میں نزاع پیدا ہوتا تو وہ خلیفہ وقت کے پاس آتے اور فتویٰ طلب کرتے۔ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک عورت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جدہ کی میراث کا فتویٰ لینے آئی تھی۔ آپ نے اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیا تھا۔ مارأیت فی کتاب اللہ من شئی.... ارجع حتی اسئل الناس"

غرض فتویٰ کا طلب کرنا ایک مذہبی عدالت سے رولنگ حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ علماء کے فتوے لوگوں نے مدون کیے ہیں۔ حال ہی میں سعودی عرب کی حکومت نے کئی جلدوں میں فتاویٰ ابن تیمیہ شائع کیا ہے۔ خود ہندوستان میں فتاویٰ عالمگیری بڑے اہتمام سے مرتب کیا گیا تھا۔ آج ایک فریق کا مطالبہ ہے کہ اس کو بطور قانون نافذ کر دیا جائے۔

دینی کتب کے بعض ناشروں نے مختلف مکاتب فکر کے فتاویٰ شائع کیے ہیں۔ (۱) فتاویٰ رشیدیہ (۲) فتاویٰ علمائے دیوبند (۳) فتاویٰ مظہری (۴) فتاویٰ علمائے اہل حدیث۔

مولانا سلفیؒ کو اللہ رب العزت نے یہ ملکہ عنایت فرمایا تھا کہ علوم مستحضر رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص تحریری طور پر فتویٰ طلب کرتا تو نہایت مدلل اور جامع جواب دیتے۔ بعض علماء فتویٰ دیتے ہوئے طعن و تشنیع سے کام لیتے ہیں مگر حضرت سلفیؒ کے ہاں فتاوی میں طنز کی رسم پروان نہیں چڑھ سکی۔ حضرت سلفیؒ کے فتاویٰ تبلیغ دین کا ایک ذریعہ تھے۔ کتنا ہی تلخ سوال ہو۔ اپنے مسلک کے بالکل الٹ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس قدر دلائل و براہین سے، محبت کی چاشنی سے اور نہایت نرم الفاظ سے فتوے کی عبارت رقم فرماتے۔ ذیل میں حضرت کے فتاویٰ کی خصوصیات کی جھلک پیش کی جاتی ہے۔ یہ مقالہ زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس وجہ سے چند مثالوں پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ الاعتصام ۱۲ جنوری ۱۹۶۸ء۔

سوال! کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلوں کے بارے میں۔

(۱) بعض علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ میرے درس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ النساء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف فرما ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں صدقت' صدقت' مجھے کسی درس میں لطف نہیں آتا۔ صرف تمہارے درس میں مزہ آتا ہے۔کیا حضور واقعی دنیا میں آتے ہیں اور درس سنتے ہیں؟

(۲) بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایک دن میں دن کے وقت کتاب لکھ رہا تھا۔حضور میری بیٹھک میں تشریف فرما ہوئے۔کیا یہ صحیح ہے کہ حضور مولوی کے گھر تشریف لاتے ہیں؟

(۳) آذر حضرت ابراہیم کے والد تھے یا چچا' ایک اہل حدیث مولوی چچا بیان کرتے ہیں۔

فقط والسلام خریدار الاعتصام نمبر ۶۰۶۵۔از: سیالکوٹ

الجواب وباللہ التوفیق

جواب سے قبل حضرت سلفیؒ نے تمہیدی طور پر کچھ باتیں بیان فرمائی ہیں کہ بعض علماء عوام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لیے اپنے منہ سے اپنی تعریف شروع کر دیتے ہیں۔قرآن عزیز نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو دوسروں سے اپنی تعریف سننا پسند فرمائیں. یحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا[1] دوسری جگہ ارشاد ہے۔فلاتزکوا انفسکم. ھو اعلم بمن اتقی.[2] مولانا فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے دیوبند کے اکابر میں یہ عادت نہ تھی مگر اب نئے حضرات اس میدان میں اتر رہے ہیں۔وہ درس وتدریس کے ساتھ بیعت وارادت کا کام بھی کرتے ہیں۔اور یہ سارا کام کاروباری انداز سے ہوتا ہے۔گویا خداتعالیٰ اور آنحضرت فداہٗ ابی وامی ان کا کاروباری سرمایہ ہیں۔

جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہ الاطہر اس دنیا میں تشریف نہیں لاتے۔نہ وہ ہر مقام پر حاضر وناظر ہیں۔نہ ہی آپ کو دنیوی زندگی حاصل ہے کہ اس زندگی سے قطع تعلق کے بعد اس دنیا میں تشریف لائیں اور ان حضرات کے دروس میں شرکت فرمائیں' اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں واپسی کا ذرہ بھی امکان ہوتا اور اس معاملہ کی خدائی قانون کے پابند نہ ہوتے تو واقعہ حرہ میں ضرور تشریف لاتے اور اس سانحہ کو روک دیتے۔سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لاکر خلافت کا فیصلہ بذات خود فرماتے۔واقعہ کربلا کو ناممکن بنا دیتے۔مختار ثقفی کا فتنہ قطعاً نمودار نہ ہوسکتا اور حجاج بن یوسف کے مظالم کا امکان ہی رہتا۔

اگر وعظ ونصیحت سننا ہی حضور کا مقصد ہوتا تو ابوبکرؓ۔عمرؓ۔عثمانؓ۔علیؓ۔ کے خطبات ضرور سنتے اور ''صدقت'' و''مرحبا'' کی سند عطا فرماتے۔ائمہ اربعہ کے اختلافات بذات خود ختم

۱۔ آل عمران:۱۸۸ ۲۔النجم:۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے۔ بخاری اور دیگر ائمہ حدیث کو براہ راست حدیث کے سقم وصحت کے بارے میں براہ راست ہدایات فرماتے نہ علم جرح وتعدیل کی ضرورت ہوتی اور نہ اصول حدیث اور اصول فقہ کے ان دفاتر کی ضرورت پیش آتی۔ اگر آپ دنیا میں تشریف لایا کرتے تو ضرور حافظ ابن جوزیؒ۔ شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ ۔ حضرت جنید بغدادیؒ۔ حضرت شبلیؒ یا سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ و دیگر ائمہ تصوف سے ملتے اور یہ حضرات اپنی تصانیف وملفوظات میں ان ملاقاتوں کا ضرور تذکرہ فرماتے۔ افسوس ان مقدس بزرگوں سے ایسی کوئی شئی منقول نہیں۔

وائے بر دعویٰ اسلام و دیں
بود بے شبلی و نہ جنید ایں چنیں

(۲) دوسرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی نام کے اہل حدیث کو یہ جنوں سمایا ہے اسے بھی دماغی ہسپتال بھجوانے کی کوشش کیجیے تاکہ نہ خود برباد ہو نہ دوسروں کو برباد کرنے کی کوشش کرے۔ اس قسم کے قصے بعض خوابوں کی صورت میں بعض حضرات سے منقول ہیں لیکن خواب شرعی حجت نہیں۔ البتہ یہ ممکن ضرور ہے کہ کوئی بزرگ خواب میں نظر آئیں اور کوئی نصیحت یا ہدایت فرمائیں، مگر یہ خواب ہی ہوگا کوئی شرعی دلیل نہ ہوگی۔

(۳) تیسرے جواب میں فرماتے ہیں کہ ''قرآن عزیز نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آذر ذکر کیا ہے ''ابٌ'' کو چچا کہنے کے لیے کوئی قرینہ چاہیے۔ ورنہ ابٌ کا حقیقی معنی باپ ہی ہوتا ہے۔ عہد قدیم تورات، تواریخ نمبر ا باب نمبر ا میں حضرت ابراہیم کے باپ کا نام تارخ لکھا ہے اور لوقا باب ۳ میں ان کا نام تارہ ہے۔ اگر عہد قدیم اور عہد جدید کے بیانات کو اہمیت دی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ نام آذر تھا اور تارخ و تارہ ان کے لقب ہوں گے۔ بہرکیف قرآن عزیز کے بیان کو ترجیح حاصل ہے اور صحیح یہی ہے کہ ان کا نام آذر تھا۔ اس معاملہ میں زیادہ مغالطہ آمیزی شیعہ حضرات کی طرف سے کی گئی ہے کہ وہ آذر کے کفر سے گھبراتے ہیں جس کی قرآن عزیز نے صراحت فرمائی ہے۔ اہل سنت کے نزدیک باپ بیٹے کے اختلاف میں کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہیں کرسکتے ہیں۔ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی.[1]

مولانا کے فتاویٰ میں زیادہ قابل ذکر چیز ان کی علمیت ہے۔ ایک شخص خود بخود قائل ہوتا چلا جاتا ہے۔ مولانا کے اکثر فتووں میں اختصار پایا جاتا ہے۔ لیکن بعض طلاق ونکاح کے مسائل کے

۱۔ آل عمران:۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کوئی شخص فتوی طلب کرتا تو قرآن وسنت اور کتب فقہ کے حوالہ جات دے کر قول فیصل تحریر فرماتے۔ مولانا نے اپنی حیات مبارکہ میں سینکڑوں فتوے تحریر فرمائے جماعت کے کسی اشاعتی ادارے کو چاہیے کہ ان تمام فتاوی کو جمع کریں اور پھر ان کو مسائل کی نوعیت کے مطابق مدوّن کریں۔

ایک نصیحت آمیز مکتوب

حضرت مولانا سلفیؒ کو ان کے ایک تلمیذ نے خط ارسال کیا۔ خط کے مندرجات کا تو کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ مگر مکتوب الیہ نے حضرت کی وفات کے بعد یہ خط الاعتصام ۲۳ ر اگست ۱۹۶۸ء میں افادۂ عام کے نقطہ نظر سے شائع کرایا۔ ذیل میں خط کی عبارت پیش کی جارہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گوجرانوالہ۔ ۶۶-۸-۱۱

محترم مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ!

کئی دن ہوئے خط ملا تھا۔ مصروفیت اور علالت کی وجہ سے جواب نہ دے سکا۔ تبلیغ میں الفاظ کی شدت اور فتویٰ بازی سے پرہیز کریں۔ اس سے نفرت بڑھتی ہے۔ ”وجادلهم بالتی هـی احسـن.“ پر عمل کریں۔ لوگوں سے ذاتی تعلقات بڑھائیں، غم وخوشی میں ان سے مناسب ربط قائم رکھیں۔ یہ بے حد مؤثر چیز ہے۔

اخراجات محدود رکھیں اور قناعت سے کام لیں۔ قرض اور سوال دونوں میں آبرو کو خطرہ ہے۔ اکثر علماء اسی وجہ سے بدنام ہوتے ہیں۔ اپنے اخراجات کا کنٹرول کرنے سے ان دونوں چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

منتظمین سے تعاون فرمائیں۔ جماعت میں پارٹی بازی نہ ہونے پائے۔ اس کا پورا پورا خیال رکھیں۔ بعض لوگ اختلاف برائے اختلاف کے عادی ہیں۔ ان سے اغماض کرنا چاہیے۔ نماز باجماعت اور رات کو بیداری کی عادت ڈالیں اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔

والسلام (۱)

محمد اسماعیل گوجرانوالہ

۱۔ الاعتصام ۲۳ ر اگست ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوب بنام مولانا عبدالجلیل رحمانی صاحب

منجانب محمد اسماعیل خطیب جامع مسجد اہل حدیث۔ چاہ شاہاں' گوجرانوالہ

تاریخ ۶۸-۱۲-۱

مولانا محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی' مکتوب گرامی مدت مدید کے بعد ملا۔ خیال تھا کہ جواب ذرا سوچ کر دوں گا' زیرِ غور ڈاک میں رکھا اور بھول گیا۔ رمضان میں ایسے بھی مشاغل کا اژدحام ہوتا ہے۔ جامعہ سلفیہ کے لیے مالی اعانت کا موسم ہوتا ہے۔ کئی دن کے بعد خیال آیا تو مکتوب ناپید تھا۔ اور جناب کا عنوان نہ معلوم۔ کئی دن کی تلاش کے بعد مکتوب گرامی ملا۔

کانفرنس کے نظام کی اصلاح کے متعلق آپ حضرات نے جو محنت فرمائی ہے اس کا علم اسبوعی اخبارات سے بھی کچھ ہوتا رہا۔ کچھ رفقاء کی نجی ڈاک سے بھی پتہ چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس محنت کا اجر عطا فرمائے۔ آپ نے جماعت کو ایک راہ پر لا کھڑا کیا ہے۔ اب مقاصد تک پہنچنا ارباب ہمت کا کام ہے۔ اب جناب کے ہاں امارت یا امامت کا جھنجٹ تو نہیں ہوگا۔

اگر ممکن ہو تو دارالعلوم کا نصاب اور اپنے دستور کی ایک کاپی ارسال فرما دیں۔ ہم اپنے دستور پر مکرر غور کر رہے ہیں۔ ہو سکے تو جلدی ارسال فرمائیں معلوم نہیں جناب کے ہاں الاعتصام جاتا ہے یا نہیں۔ اگر مناسب مواقع ہوں جہاں اخبار مفید ہو سکے تو مطلع فرمائیں۔ کوشش کر کے بھجوا دیا جائے۔

آپ حضرات کی زیارت کے لیے طبیعت بے تاب ہے۔ آرزو ہے کہ یہ طویل غیوبہ جزوی شہود سے ہم کنار ہو۔ مگر فنی رکاوٹیں اور کچھ پرانے معاصی اس راہ میں حائل ہیں۔ متعدد دفعہ پاسپورٹ کے لیے کوشش کی کامیابی نہیں ہو سکی۔ اب پھر تعمیل ارشاد کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ مگر کامیابی کی امید موہوم ہے۔ دونوں منطقوں میں کچھ اس قسم کی مشکلات ہیں کہ مہینوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفتروں کا چکر کاٹنا پڑتا ہے جس کے لیے فرصت ہے نہ ہمت۔
جاننے والے اہل توحید وسنت سے سلام عرض کریں۔ پرسوں مولانا عبدالسلام بستوی لاہور تشریف لائے۔ ایک دن قیام کے بعد واپس تشریف لے گئے۔ ملاقات بھی نہ ہوسکی۔ مولوی عطاء اللہ عجیب مست آدمی ہیں کسی کو اطلاع تک نہ دی۔ مولانا ذبیح پر گزشتہ سال فالج کا حملہ ہوا تھا مگر اب آرام ہے مگر سفر کے قابل نہیں۔

والسلام
محمد اسماعیل چاہ شاہاں' گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزہ الاعتصام کا اجرا

۱۹۴۹ء میں یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ جماعت کا ایک ترجمان اخبار شائع ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں لاہور میں چند بزرگوں کا اجتماع ہوا۔ اس اجتماع کے محرک حضرات مولانا محمد اسماعیل آف گوجرانوالہ تھے اس اجتماع میں سید داؤد غزنویؒ۔ مولانا محمد حنیف ندویؒ۔ اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھی شامل تھے۔ حسن اتفاق سے مولانا عطاء اللہ حنیف الاعتصام کا ڈیکلریشن حاصل کر چکے تھے۔ مولانا عطاء اللہ کی اجازت سے حضرت مولانا نے جمعیت اہل حدیث گوجرانوالہ کے زیر انتظام الاعتصام شائع کرنا شروع کر دیا۔ (۱)

حضرت مولانا سلفی نے مولانا عطاء اللہ حنیف سے درخواست کر کے الاعتصام کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے لیے حاصل کر لیا۔ اس جریدے کا مرکزی دفتر گوجرانوالہ میں قائم کیا گیا' مولانا حنیف ندوی اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور مولانا عطاء اللہ حنیف ناشر' سرپرستی حضرت سلفی فرماتے رہے۔ فکر انگیز مضامین' دلفروز اداریوں اور جماعتی افکار و اخبار کے لحاظ سے یہ جریدہ جلد ہی میدان صحافت میں ایک اعلیٰ مقام کا حامل ہو گیا۔

جماعت اہل حدیث کے مشہور عالم و مورخ جناب مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے تحریر کیا تھا کہ الاعتصام کے ارکان اربعہ حسب ذیل بزرگ ہیں جن کی بدولت اس جریدہ کو شہرت دوام حاصل ہو رہی ہے۔

رکن اول جناب قاضی عبدالرحیم صاحب مرحوم و مغفور' رکن دوم حضرت مولانا سلفیؒ رکن سوم مولانا عطاء اللہ حنیف' رکن چہارم مولانا محمد حنیف ندوی۔ الغرض اس عظیم الشان جریدہ کے اجرا کے بعد اس کی بقا بھی حضرت سلفیؒ کا کارنامہ ہے۔ (۲)

۱۔ تاریخ اہل حدیث گوجرانوالہ مرتبہ بابا عبداللہ اہل حدیث ص ۶۰

۲۔ الاعتصام (مولانا حنیف ندویؒ نمبر) ص ۶ تا ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کانفرنسیں تابندہ روایات کی حامل

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے لنڈی کوتل سے کراچی تک عاملین سنت کو ایک جگہ جمع کرنے کے لیے آل پاکستان اہل حدیث کانفرنسوں کے اجراء کی تحریک پیش کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کے ایک گوشے کے اہل حدیث احباب کو دوسرے گوشے کے اہل حدیث احباب سے واقفیت ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھیں اور ایک دوسرے کی معاونت اور مساعدت کریں۔ چنانچہ حضرت سلفیؒ کی سعیٔ جمیلہ سے حضرت کی زندگی میں ۹ مرکزی کانفرنسیں منعقد ہو چکی تھیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) پہلی کانفرنس: لاہور ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ مئی ۱۹۴۹ء

صدارت: حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

صدر مجلس استقبالیہ: حضرت مولانا محمد حنیف ندویؒ

(۲) دوسری کانفرنس: ملتان ۲۔ ۳۔ ۴۔ اپریل ۱۹۵۴ء

صدارت: مولانا محمد علی قصوریؒ

صدر مجلس استقبالیہ: مولانا محمد اسحاق صاحب چیمہ، فیصل آباد

(۳) تیسری کانفرنس لائل پور۔ یکم و دو اپریل ۱۹۵۵ء

صدارت: مولانا محمد اسماعیل غزنویؒ۔

صدر استقبالیہ: مولانا محمد صدیق صاحب لائل پوری۔

(۴) چوتھی کانفرنس: گوجرانوالہ اکتوبر ۱۹۵۶ء۔

صدارت: علامہ خلیل عرب۔

صدر استقبالیہ: حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ۔

(۵) پانچویں کانفرنس سرگودھا ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۸ء

صدارت: حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ

صدر استقبالیہ: مولانا محمد رضاء اللہ ثنائی

(۶) چھٹی کانفرنس بمقام جامعہ سلفیہ لائل پور ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدارت: حاجی محمد یعقوب صاحب، مالک فضل ربی ریڈیو کمپنی، حیدر آباد۔

صدر مجلس استقبالیہ: مولانا محمد صدیق صاحب

(۷) ساتویں کانفرنس: لاہور ۲۔۳۔۴۔نومبر ۱۹۶۲ء

صدارت: خان بہادر مولوی عبدالعزیز سابق چیف جسٹس ریاست فرید کوٹ۔

صدر استقبالیہ: خان محمد اسحاق صاحب حنیف۔

(۸) آٹھویں کانفرنس: سیالکوٹ ۲۔۳۔۴/اپریل ۱۹۶۵ء

صدارت: حضرت مولانا محی الدین قصوری،

صدر مجلس استقبالیہ: الحاج شیخ محمد شفیع سیٹھی صاحب

(۹) نویں کانفرنس: لاہور، نومبر ۱۹۶۷ء

صدارت: سید محب اللہ شاہ صاحب، پیر آف جھنڈا

صدر مجلس استقبالیہ: مولانا محمد حنیف ندویؒ

حضرت مولانا مرحوم کے انتقال کے بعد بھی کانفرنسوں کا انعقاد ہوا مگر وہ نظم اور معیار دوبارہ دیکھنے میں نہیں آیا جو حضرت کے زمانہ کی کانفرنسوں میں تھا۔ ان کانفرنسوں کا فائدہ یہ ہوا کہ تمام پاکستان کے اہل حدیث علماء ایک دوسرے سے متعارف ہو گئے اور اسی طرح جمعیت کی تنظیم میں بہت آسانیاں پیدا ہو گئیں۔ نیز ان کانفرنسوں میں مختلف موضوعات پر اہل اللہ کے خطاب ہوتے تھے جن سے مشام جاں معطر ہوتے تھے۔ لیکن افسوس کہ اس زمانہ میں تقاریر کو محفوظ کرنے کا سلسلہ رواج پذیر نہ ہوا تھا ورنہ آج بھی لوگ مشاہیر کے خطبات سے دلوں کو منور کرتے۔ (۱)

الجامعۃ المحمدیہ

جامعہ کی تاسیس:

جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کی بنیاد شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے ایسے نامساعد حالات میں رکھی جب امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں انگریز حکمرانوں نے پرامن شہریوں پر اندھادھند گولی چلا کر ایک بار پھر اپنی تاریخ استبداد کو دہراتے ہوئے وحشت ناک بربریت کا ثبوت دیا۔ لاتعداد

۱۔ الاعتصام ۲۷ ستمبر ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کے لاشے خاک وخون میں تڑپ رہے تھے کہ انہیں اٹھانے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ انگریز کے اس خونی ڈرامے کے دو برس بعد جب پوری قوم ابھی خوف وہراس اور سراسیمگی کے عالم میں مایوس وبیکراں تھی اور گورا فوج گلی کوچوں میں گشت کر رہی تھی۔ لوگوں کے گھروں میں چھاپے مارے جا رہے تھے۔ تلاشیاں لی جاتی تھیں۔ پکڑ دھکڑ کا بازار گرم تھا۔ پنجاب کے خطوں خصوصاً امرتسر، لاہور، قصور، گوجرانوالہ میں شرفا کا چلنا پھرنا دوبھر ہو چکا تھا۔ اسی حسرت و یاس کے عالم میں مسلمانوں کے حق پر ثابت رہتے ہوئے صبر واستقلال سے باطل کا مقابلہ کرنے اور ''وتواصو بالحق وتواصو بالصبر '' کا عملی نمونہ پیش کرنے اور مستعد علماء کی بے لاگ کھیپ تیار کرنے کے لیے ۱۹۲۱ء میں ''جامعہ محمدیہ'' کا اجرا کیا گیا۔

مولانا سلفیؒ مرحوم ومغفور یہ سمجھتے تھے کہ انگریزی حکمرانوں کے عزائم کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ مسلمانوں سے جب تک کتاب وسنت کی تعلیم اور اسلامی تہذیب وتمدن نہ چھین لیا جائے اس وقت تک انگریزی عملداری کا استحکام برصغیر پاک وہند میں ناممکن ہے۔ اس مقصد کے لیے علمائے کرام کو پھانسی دی گئی۔ کالے پانی بھجوایا گیا جس میں اکثریت علمائے اہل حدیث کی تھی اس سے جماعت اہل حدیث کو غیر معمولی نقصان اٹھانا پڑا۔ نیز اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے اور مسلمانوں کی متحدہ قوت کو منتشر کرنے کے لیے ایسے لوگوں کی بھرپور مدد کی گئی جو غیر اسلامی رسومات کو مذہبی حیثیت دے کر انہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ قرار دیں۔ اس طرز عمل سے بیشمار بدعات وخرافات کے دروازے کھل گئے۔ آیات باری تعالیٰ کے تراجم بدل گئے۔ ضعیف ومتروک اور خود ساختہ روایات کو عقیدہ کا اہم رکن قرار دیا گیا۔

ایسے تاریک دور میں جامعہ کا قیام ایک اہم دینی اقدام تھا جس سے نصف صدی تک اسلام کی مقدس تعلیم، کتاب وسنت کا صحیح مفہوم بیان کرنے اور زیور علم سے ناخواندہ حضرات کو آراستہ کرنے کی مسلمہ قوت رکھنے والے سینکڑوں کی تعداد میں جید عالم دین، مناظر، خطیب، مفتی، فقیہہ، مفکر اور شیخ الحدیث پیدا کیے۔ جامعہ محمدیہ کے فارغ التحصیل علماء کی تبلیغی مساعی سے لاکھوں فرزندان توحید استفادہ کر رہے ہیں۔

جامعہ محمدیہ کی امتیازی خصوصیات

اس درس گاہ کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ ۱۳ر جولائی ۱۹۳۰ء کو تنظیم اہل حدیث کے نام سے کمیر پور میں ایک تنظیم تشکیل دی گئی تھی۔ اس کے متفقہ امیر حضرت مولانا محمد شریف گھڑیالوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتخب ہوئے تھے۔ اس تنظیم نے جب اہل حدیث مدارس کو منظم کر کے کسی ایک مدرسہ کو مرکزی حیثیت سے نوازنا چاہا تھا تو سب کی نظر انتخاب اسی مدرسہ پر پڑی اور جامعہ محمدیہ کو ہی تنظیم اہل حدیث نے مرکزی درسگاہ قرار دیا۔

صوبہ پنجاب کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اس درس گاہ کو وسعت دینے کے لیے حافظ آباد روڈ پر موضع لدھیوالہ کے قریب ۱۲ ½ کنال اراضی خریدی تھی۔ خیال یہ تھا کہ آبادی سے ذرا پر فضا مقام پر مدرسہ تعمیر کیا جائے۔ مگر اس زمانے میں شہر گوجرانوالہ میں اہل حدیث تعداد میں بہت کم تھے۔ وسائل کی کمی تھی۔ اس وجہ سے جامعہ محمدیہ کے لیے عمارت تعمیر نہ ہوسکی اور یہ درس گاہ جامع مسجد میں ہی چلتی رہی۔ یہاں بیک وقت دو مدارس کام کر رہے تھے۔ حفظ قرآن کا مدرسہ اور علوم اسلامیہ کا مدرسہ۔ مدرسہ تحفیظ القرآن سے بھی سینکڑوں حفاظ نے سند فراغت حاصل کی اور علوم اسلامیہ کے فارغ التحصیل حضرات کی تعداد کا تعین تو نہیں کیا جاسکتا مگر ان میں صاحبِ تصنیف، خطبا اور مدرسین کا تعارف آئندہ صفحات پر آئے گا۔

جامعہ کی جدید عمارت

حضرت مولانا سلفیؒ کے زمانے میں جامعہ محمدیہ چوک نیائیں میں واقع تھا۔ مگر آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد عبداللہ نے ذاتی کاوشوں اور جماعت کے مخیّر حضرات کے تعاون سے جی۔ ٹی روڈ موضع کنگنی والا کے قریب تقریباً ۴۰ کنال ارضی خرید کر اس میں جامعہ شرعیہ محمدیہ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

حضرت مولانا سلفیؒ کی وفات کے بعد جب شہر کی جماعت نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ کو حضرت سلفیؒ مرحوم کی جانشینی بخشی تو مولانا موصوف اور جامعہ شرعیہ کی انتظامیہ نے جامعہ شرعیہ کی حیثیت کو ختم کر کے جامعہ محمدیہ چوک نیائیں کی علوم اسلامیہ کی درس گاہ کو اس جدید عمارت میں منتقل کر دیا۔ اس طرح تنظیم اہل حدیث کے مرکزی فیصلے کو ۴۰ برس کے بعد پذیرائی حاصل ہوئی۔ ہمارے اکابر جامعہ محمدیہ کو کھلی فضا کی خوبصورت بلڈنگ میں دیکھنا چاہتے تھے۔

جدید عمارت

جامعہ محمدیہ کی موجودہ عمارت جی۔ ٹی۔ روڈ پر لاہور کی سمت موضع کنگنی والا کے قریب واقع ہے۔ یہ نہایت دلکش اور خوبصورت دو منزلہ عمارت ہے۔ اس میں وسیع و عریض ہال، کشادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمرے' برآمدے' دفتر' لائبریری' طعام گاہ' قیام کے لیے ہوادار کمرے' سٹاف روم' سٹور روم' ظروف خانہ' باورچی خانہ' شاندار مسجد جو جامعہ سے ملحق ہے۔ ٹیوب ویل' باغیچہ جات اور خوشنما پلاٹ ہیں۔ اس کے لیے باورچی' مالی' خادم' حجام' تانگہ بان' خاکروب' و دیگر ملازمین کا خاطر خواہ انتظام ہے۔

مجمل خاکہ

جامعہ کی تنظیم نو اس طرح کی گئی ہے۔

(۱) مرکزی درس گاہ جہاں درس نظامی کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

(۲) جامعہ کا شعبہ حفظ و تجوید کا مرکزی مقام جامع مسجد اہل حدیث چوک نیائیں ہے۔

(۳) جامعہ کا شعبہ خواتین جس کا مرکزی مقام بھی جامع مسجد چوک نیائیں کے مغربی حصے میں ہے۔

جس مدرسہ کی بنیاد حضرت شیخ الحدیث نے نہایت عسرت کے زمانے میں رکھی تھی آج وہ ملک کا ممتاز ترین مدرسہ ہے۔ مرکزی مدرسہ کے علاوہ اس کی کچھ ذیلی شاخیں بھی ہیں جن کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

مردانہ ذیلی مدارس کی تعداد:	۳۵
مردانہ مدارس میں اساتذہ کی کل تعداد:	۵۶
مردانہ مدارس میں تلامذہ کی کل تعداد:	۲۱۳۰
خواتین کے ذیلی مدارس کی تعداد:	۲
خواتین اساتذہ کی کل تعداد:	۱۸
تلامذات کی کل تعداد:	۷۰۰

درس نظامی کے اساتذہ

جامعہ محمدیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے پہلے شیخ الحدیث و شیخ الجامعہ استاذ العلماء شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ تھے۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم و مغفور مدینہ یونیورسٹی میں استاذِ حدیث رہے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ مرحوم بھی شیخ الجامعہ رہے۔ مولانا نے بڑی کاوشوں سے بڑے بڑے نابغۂ روزگار استاد اس مرکزی درس گاہ کے لیے جمع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے تھے۔اب حسب ذیل اساتذہ اپنے علمی مقام' تقویٰ' تبحرِ علمی' ایثار اور تمسک بالکتاب و السنہ کی حیثیت میں ہمارے ملک میں ممتاز ہیں۔

(۱) مولانا حافظ عبدالمنان صاحب نورپوری مدظلہٗ (۲) مولانا عبدالحمید صاحب (۳) مولانا محمد رفیق صاحب (۴) مولانا عبدالحمید اثری صاحب (۵) قاری منظور احمد صاحب (۶) مولانا محمود سلیمان صاحب۔

اب جامعہ محمدیہ میں انگریزی ادب اور علوم جدیدہ کی تعلیم کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ نیز حکومت سعودی عرب کی طرف سے بھی کبھی کچھ استاد مبعوث کیے جاتے ہیں۔ جس مدرسہ میں کبھی مولانا محمد حنیف ندوی کے ہمراہ صرف دس طلبا زیر تعلیم تھے۔ آج پاکستان کے علاوہ افغانستان سے بھی سلفی مسلک کے طلباء قرآن وسنت کی تعلیم کے لیے آتے ہیں۔ یہ سب بانی مدرسہ کی ایمانی فکر اور اخلاص کا نتیجہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجامعة السّلفیہ

قیام پاکستان کے بعد اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ پاکستان کی نسل نو میں اسلام سے شیفتگی اور دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ ملک میں کتاب و سنت کی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے مدرس، واعظ، مبلغ اصحاب افتاء تیار کیے جائیں۔ ان مقاصد کے حصول اور مسلک اہل حدیث کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کے لیے ایک عظیم تر جامعہ کی بنیاد رکھی جائے۔

تجویز و تاسیس

۱۹۵۵ء میں جمعیت اہل حدیث پاکستان کی سالانہ مرکزی کانفرنس منعقدہ فیصل آباد میں ۳۱ / مارچ کو جماعت کے اصحاب دانش کے ایک عظیم اجتماع میں ایک عظیم تر مرکزی دارالعلوم کے قیام کے بارے میں غور و خوض اور بحث و تمحیص ہوئی اور فیصل آباد میں ہی مرکزی علمی ادارے کے قیام کا فیصلہ کر لیا گیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اصل محرک تھے۔ مدرسہ کا نام ''الجامعة السّلفیہ'' جماعت کے نکتہ رس عالم دین مولانا محمد حنیف ندوی نے تجویز کیا۔

چنانچہ ۳۱ / مارچ ۱۹۵۵ء کی میٹنگ کے اگلے روز یعنی یکم اپریل ۱۹۵۵ء کو علوم اسلامی کی اس عظیم درس گاہ کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ اس مبارک میٹنگ میں اس وقت کے امیر جمعیت اہل حدیث حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ۔ ناظم اعلیٰ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیلؒ قدوۃ السالکین جناب میاں محمد باقرؒ جھوک دادو والے اور امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہؒ صاحب جیسے اصحاب علم و فضل و زہد و تقویٰ شریک تھے۔ یہ جامعہ فیصل آباد میں لاہور، شیخوپورہ روڈ پر بیس ہزار مربع میٹر اراضی میں شمال مشرقی جانب واقع ہے۔

مختصر تاریخ

اپریل ۱۹۵۵ء سے جون ۱۹۵۶ء تک پورا ایک برس جماعت کے اکابرین نے وسائل مہیا کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کی تاکہ تعلیمی امور کا آغاز مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر ہو اور انہیں بہتر طریقہ سے سرانجام دیا جا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ۶ رجون ۱۹۵۶ء کو مرکزی مجلس عاملہ جمعیت اہل حدیث کا اجلاس طلب کیا گیا اور اس میں فیصلہ ہوا کہ جب تک فیصل آباد میں جامعہ کی مستقل عمارات تعمیر نہیں ہوتیں اس وقت تک عارضی طور پر ''مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام'' لاہور میں درجہ تخصص کی سطح پر تعلیم کا آغاز ہونا چاہیے۔ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل طلبہ اس میں داخل کیے جائیں۔ لہٰذا فیصلے کے مطابق لاہور میں جامعہ کے درجہ تخصص کا اجرا کر دیا گیا۔ ابتدائی طور پر جن شخصیات نے تدریسی خدمات انجام دیں اور طلبہ جامعہ کو اپنے بلند پایہ محاضرات و دراسات سے نوازا ان میں مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ۔ حضرت مولانا محمد حنیف ندوی رکن اسلامی نظریاتی کونسل اور حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ (بطور شیخ الحدیث) جیسے اہل علم شامل تھے۔

۱۹۵۷ء کے تعلیمی سال سے جامعہ کے تمام درجات اعدادی' ثانوی اور عالی کھول دیئے گئے۔ جامعہ کو فیصل آباد منتقل کر دیا گیا۔ چونکہ ابھی جامعہ کی اپنی عمارات تعمیر نہیں ہوئی تھیں' اس لیے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ تدریسی فرائض سرانجام دینے کے لیے جامع معقول و منقول حافظ محمد صاحب گوندلوی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہٗ الفلاح فیروز پوری اور شیخ المعقولات حضرت مولانا شریف اللہ خان صاحب جیسے کہنہ مشق اور ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ۱۹۵۸ء میں جامعہ کی اپنی عمارت تیار ہوگئی تو طلبہ و اساتذہ وہاں منتقل ہوگئے اور جامعہ کا باقاعدہ اپنے مقام پر اجرا ہوگیا۔

جامعہ کی موجودہ عمارت

اگرچہ جامعہ ہذا کی تحریک حضرت سلفیؒ و حضرت سید غزنویؒ کی پیش کردہ تھی اور ان بزرگوں کی مساعیٔ جمیلہ سے مدرسہ میں چہل پہل ہوگئی مگر جامعہ کی موجودہ عمارت میاں فضل حق صاحب کے دورِ صدارت میں تعمیر ہوئی۔ جامعہ میں ایک عظیم الشان دارالاقامہ تعمیر کیا گیا ہے جس میں ۱۰ بستروں اور ۵ بستروں کے پچاس شاندار کمرے بنائے گئے ہیں۔ نیز چار کمروں اور ایک باورچی خانہ پر مشتمل مہمان خانہ بنایا گیا ہے۔ اساتذہ کی رہائش کے لیے کئی مکانات بنائے گئے ہیں جو ہر قسم کی رہائشی سہولتوں سے آراستہ ہیں۔ دارالاقامہ کے بالمقابل آٹھ کمروں اور برآمدے پر مشتمل جامعہ کی درس گاہیں ہیں۔ ان کے درمیان ایک بڑا ہال ہے جو شاہ فیصل شہید کے نام پر منسوب ہے۔ دفاتر کے لیے الگ کمرے بنائے گئے ہیں۔ صدر دروازے کے بالمقابل دو کھلی کتابیں بنائی گئی ہیں جو جامعہ کے مقاصد اور جامعہ کی دعوت کی آئینہ دار ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کا تصور پیش کرتی ہیں۔

طلبا کو سلیقہ سے بٹھا کر کھانا کھلانے کے لیے ''حسن دارالطعام'' کے نام سے عظیم الشان Dining Hall بنایا گیا ہے۔ اسی طرح مدرسہ میں ایک وسیع وعریض اور خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کے ہال میں دو ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔

جامعہ سلفیہ کے مقاصد

(۱) کتاب وسنت کی روشنی میں عربی وعلوم اسلامی (قدیم وجدید) کی تدریس کا اہتمام کرنا۔

(۲) مذاہب اربعہ کا فقہ اور ان کے اصول کی تعلیم کا اہتمام کرنا اور ساتھ ساتھ طلبہ کی اصل ماخذ شریعت کتاب وسنت کی طرف راہنمائی کرنا تاکہ انہیں علی وجہ البصیرت حق کی اتباع میسر آ سکے۔

(۳) ایسے اولوالعزم صالح' زہد وتقویٰ اور ورع اعلیٰ مراتب پر فائز گفتار وکردار میں علماء کی ایسی کھیپ تیار کرنا جو عسر ویسر میں بغیر کسی لالچ وو ریا کے دین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیں۔ سلف صالحین کے طریق پر شرک وبدعت سے پاک اور تقلید وجمود سے مبرا دعوت اسلامیہ کی تجدید میں سرگرم عمل ہوں اور دین کو ان تمام آلائشوں سے محفوظ رکھیں جنہوں نے اسلام کے چشمہ صافی کو مکدر اور اکثر لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔

(۴) ایسے مصنفین تیار کرنا جو راسخ فی العلم ہوں جو اپنی تصانیف کے ذریعہ اصلاح نفوس' تہذیب اخلاق اور کردار سازی کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب دے سکیں۔

مسلک

جامعہ کا مسلک ومنہاج اس کے نام سے واضح ہے۔ بہرحال اکابرین جامعہ نے حسب ذیل مسلک کا تعین کیا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی واجب الاطاعت ہیں۔ ان کے احکام سے سرمو کوتاہی ناجائز ہے۔

۲۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ دین کا مصدر ومنبع ہے۔ زندگی کے کسی پہلو میں ان سے انحراف جائز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ کتاب وسنت کی وہی تشریح وتعبیر معتبر ہے اور قابل قبول ہے جو سلف سے منقول و ماثور ہے۔

۴۔ قرآن وحدیث کے خلاف کسی بھی شخص کا کوئی قول قابل قبول اور لائق احتجاج نہیں۔

۵۔ اجتہاد کا دروازہ ہر وقت راسخ فی العلم اصحابِ فکر ونظر پر کھلا ہے۔

حکومت سعودیہ کا تعاون

جامعہ کے یوم تاسیس سے مرحوم موسسینِ جامعہ مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور دیگر شیوخ کا خیال تھا کہ جامعہ کا تعارف بیرون ملک خصوصاً سعودی عرب میں بھی ہونا چاہیے۔ مدینہ یونیورسٹی کے قیام کے وقت یہ تمام اہل حدیث شیوخ حکومتِ سعودی عرب کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے جامعہ کے اغراض ومقاصد کا ذکر سعودی عرب کے علماء خصوصاً سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ سے کیا۔ مگر اس وقت کثرتِ مشاغل کی وجہ سے عرب شیوخ اس طرف توجہ نہ کر سکے۔ مگر جب ۱۹۷۰ء میں صدر جامعہ جناب میاں فضل حقؒ صاحب حج کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے مولانا عبدالرحمٰن مدنی سے (جو ان دنوں مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے) مل کر شیخ عبدالعزیز بن باز کے ساتھ ملاقات کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ میاں صاحب اپنے رفقاء سمیت شیخ بن بازؒ سے ملے۔ انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ وفد کا استقبال کیا اور جامعہ سلفیہ کی امداد کا وعدہ کیا۔

۱۹۷۱ء میں سعودی حکومت نے اپنے سفارت خانہ کی وساطت سے جمعیت اہل حدیث کی تمام تفصیلات دریافت کیں۔ جس پر جمعیت کا دستور، تحریک اہل حدیث کا مختصر تعارف اور پاکستان میں جمعیت کی سرگرمیوں پر مشتمل تفصیلات سعودی حکومت کے ثقافتی مرکز کی معرفت حکومت سعودیہ کو ارسال کردی گئیں۔ شیخ ابن باز نے ذاتی دلچسپی لے کر شاہ فیصل شہید کو سفارشی خطوط ارسال کیے اور شیخ ابن باز نے جامعہ سلفیہ کے نصاب میں بعض تبدیلیوں کے لیے کہا تاکہ جامعہ سلفیہ کا نصابِ تعلیم، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے نصاب کے قریب تر ہو جائے اور دونوں کے نصابِ تعلیم کا معادلہ ہو سکے۔ چنانچہ شیخ بن باز کی سفارش پر حسب ذیل کتب کا اضافہ کیا گیا۔

(۱) فتح القدیر شوکانی (۲) شرح عقیدہ طحاویہ (۳) شرح عقیدہ واسطیہ (۴) فتح المجید شرح کتاب التوحید (۵) علم الاسناد (۶) شرح ابن عقیل (۷) الادیان والفرق۔

نصابِ تعلیم میں اس تبدیلی کے بعد حکومت سعودیہ کی طرف سے ۵ اساتذہ کرام کا تقرر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ سلفیہ میں کر دیا گیا نیز ۴ طلبہ کا جامعہ اسلامیہ بالمدینہ المنورہ میں داخلہ کا اجازت نامہ بھیج دیا گیا۔ الحمدللہ ۱۹۷۰ء سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ ۱۹۷۸ء میں شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد نائب رئیس الجامعہ مدینہ منورہ ایشیائی اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے جامعہ سلفیہ دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کتاب الآرا میں شاندار خراج تحسین پیش کیا اور اس کے ساتھ ۴ کی بجائے ۲۵ طلبا کا کوٹہ منظور کیا اور حسب ذیل چھ اساتذہ کرام مدینہ یونیورسٹی کی طرف سے جامعہ سلفیہ میں تدریس کے لیے بھیجے۔

فضیلۃ الشیخ الحافظ ثناء اللہ صاحب	فضیلۃ الشیخ علی محمد حنیف السلفی صاحب
فضیلۃ الشیخ اسماعیل محمد مالدیپی	فضیلۃ الشیخ عبدالرشید صاحب
الشیخ قاری جاوید انور صدیقی صاحب	الشیخ القاری محمد اسماعیل صاحب ربانی

اس کے بعد جب بھی سعودی عرب کی طرف سے کوئی اہم شخصیت پاکستان کا دورہ کرتی ہے تو جامعہ سلفیہ کو شرف حاصل ہے کہ اس نے جامعہ کا دورہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ امام حرم الشیخ محمد بن سبیل کئی دفعہ تشریف لا چکے ہیں۔ درج ذیل شخصیات بھی جامعہ میں تشریف لا چکی ہیں اور کتاب الآرا میں جامعہ کو زبردست خراج تحسین پیش کر چکی ہیں۔

جناب شیخ اسماعیل بن سعد' ادارۃ البحوث العلمیہ دارالافتاء والدعوۃ۔ الریاض۔ شیخ عبدالغفار حسن استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔ فضیلت مآب شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد۔ فضیلۃ الشیخ عطیہ محمد سالم استاد مدینہ یونیورسٹی۔ فضیلۃ الشیخ محمد ناصر العبودی امین العام (جنرل سیکرٹری) مدینہ یونیورسٹی۔ فضیلۃ الشیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد استاذ مدینہ یونیورسٹی' جناب الحاج عبدالقادر ابوبکر سفیر نائجیریا' جناب بریگیڈیئر جنرل ایم کمتیوران سفیر انڈونیشیا۔ فضیلۃ الشیخ عبدالمقصو محمد مثقامی۔

غرض دنیائے اسلام کے بڑے بڑے اصحابِ فکر وفن اس ادارہ میں تشریف لا چکے ہیں اور ادارہ کے بانی اراکین کے خلوص کو خراج عقیدت پیش کر چکے ہیں۔

جامعہ کے شعبہ جات

جامعہ میں تعلیمی' تدریسی اور علمی امور کو منظم طریق پر سرانجام دینے کے لیے درج ذیل شعبے قائم کیے گئے ہیں۔

(۱) شعبہ تحفیظ القرآن الحکیم (۲) شعبہ علوم اسلامیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) شعبہ علوم عصریہ (۴) شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ

(۵) دارالافتاء (۶) لائبریری

طلبا کی غیر نصابی سرگرمیاں

طلبائے جامعہ میں ادبی ذوق، مطالعہ و تحقیق اور انشا پردازی کو پروان چڑھانے کے لیے انہیں دینی تعلیم کے علاوہ دیگر سرگرمیاں جاری رکھنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ اور مناسب و معقول طریقہ سے ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں جمعیۃ الطلبہ کو النادی الاسلامی کے نام سے منظم کر کے ان میں جو ہر تقریر و تحریر پروان چڑھایا جاتا ہے۔ اساتذہ جامعہ میں سے ایک شخصیت بطور ''مشرف النادی'' ان کی راہنمائی اور نگرانی کے لیے مقرر ہوتا ہے۔ طلبہ کی یہ تنظیم ایک ماہوار قلمی مجلّہ بھی نکالتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک رسالہ ''صوت الاسلام'' کے نام سے بھی شائع کیا جاتا ہے جو کئی زبانوں میں ہوتا ہے اور پوری دنیا میں پھیلایا جاتا ہے۔

اس جامعہ میں صرف پاکستانی طلبہ ہی داخلہ نہیں لیتے بلکہ کئی ممالک کے طلبہ جامعہ سلفیہ میں داخلہ لینا باعث فخر محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت جامعہ میں جزائر مالدیپ، بھارت، اردن، عراق، اور بعض افریقی ممالک کے تقریباً ۱۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ان تمام طلبا کو جامعہ خوراک و رہائش کے علاوہ اپنی بساط کے مطابق معقول وظائف بھی مہیا کرتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات انہیں آمد و رفت کا خرچ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

الحمدللہ جامعہ سلفیہ کی خدمات صرف اندرون ملک تک محدود نہیں رہیں بلکہ اس کے کئی فاضل سعودی عرب، مالدیپ، بنگلہ دیش، بھارت، انگلستان، نائیجریا، کینیا، متحدہ عرب امارات اور کئی افریقی ممالک میں بھی دعوت و اصلاح، تعلیم و تدریس اور تربیت و تزکیہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے انہیں اپنے مقام پر ذمہ دارانہ حیثیت حاصل ہے۔ اور وہ پوری جانفشانی، محنت شاقہ اور خوش اسلوبی کے ساتھ اسلام کا پیغام پھیلانے میں مصروف ہیں۔

یہ ساری کامرانیاں جماعت کے شیخین سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ اور حضرت سلفیؒ کے خلوص کی گرمجوشی کا نتیجہ ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک۔ (۱)

ا۔ الاعتصام ۳۰ دسمبر ۱۹۸۸ء ۲۔ تعارف الجامعۃ السلفیہ شائع کردہ جمعیت اہل حدیث فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات ۔ گوجرانوالہ

زمانہ قبل از مسیح میں ارسطو نے کہا تھا: ''ماں کی گود سب سے پہلا علمی گہوارہ ہے۔''

ارسطو کا یہ مقولہ ایک بہت بڑی صداقت ہے۔ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں نے تعلیم نسواں کی طرف خصوصی توجہ رکھی ہے۔ ایک دفعہ جرمنی کے شہرہ آفاق قومی لیڈر نے کہا تھا۔

"Give me good mothers, I Shall give you a good nation"

ترجمہ: ''تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔''

تعلیم نسواں کے جن نظریات کو آج ہم یورپ وغیرہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں اس کی اہمیت وافادیت کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۵۰۰ برس قبل ارشاد فرمایا تھا: ''طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة''

اسی فرمان نبوی کے پیش نظر شیخ الحدیث سلفی مرحوم ومغفور تعلیم نسواں کی طرف متوجہ رہے۔

چنانچہ جامع مسجد چوک نیائیں سے ملحقہ مدرسہ خواتین تو عرصہ دراز سے خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ مگر ضرورت تھی کہ Sceintific Basis پر ایک عالیشان مدرسہ بھی قائم کیا جائے۔ چنانچہ حضرت الامیر نے جماعت اہل حدیث کی نامور مبلغہ اور عالمہ محترمہ بیگم ثریا شاہد صاحبہ اور چند دیگر صاحب علم خواتین میں تحریک پیدا کی کہ ایک انجمن بنات المسلمین بنائی جائے اور اس انجمن کے تحت ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ حضرت سلفیؒ کی تحریک پر محترمہ بیگم ثریا شاہد صاحبہؒ و بیگم چوہدری وہاب دین مرحوم نے رات دن محنت کر کے ستمبر ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۷ء تک ۱۳ مرلہ اراضی خرید کر اس کی رجسٹری مدرسہ اور جمعیت اہل حدیث کے نام کروا دی گئی۔ (۱)

سنگ بنیاد

۲۳ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک حضرت الامیر مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اپنے دست مبارک سے ایک جم غفیر کی موجودگی میں الجامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات کی بنیاد رکھی اور انتہائی رقت آمیز طریقہ سے جامعہ کی کامیابی کے متعلق دعائے خیر فرمائی۔ دعا میں اس قدر

۱۔ مجلہ والضحیٰ: رمضان المبارک ۱۴۵۸ھ ص ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تضرع تھا کہ مجمع میں ہر شخص اشکبار تھا۔ آج اس مدرسہ کو جو عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں وہ یقیناً حضرت سلفیؒ کی مستجاب دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

جامعہ کے اغراض و مقاصد

حضرت الامیرؒ نے جامعہ کے درج ذیل مقاصد متعین فرمائے تھے۔

(۱) مسلمان خواتین میں کتاب وسنت کی تعلیمات کو عام کر کے صحیح اسلامی ذہن پیدا کرنا

(۲) عملی زندگی میں اسلامی اقدار کو ترویج دینا۔

(۳) بڑھتے ہوئے غیر اسلامی رجحانات' رسومات' فحاشی' عریانی اور بداخلاقی کا احسن طریقہ سے تدارک کرنا۔

طریق کار

دینی مواعظ کا اہتمام کرنا اور تبلیغی مراکز قائم کرنا۔ طالبات کے لیے ایسی لائبریری کا انتظام جس میں اسلامی نظریات کی حامل علمی۔ ادبی' دینی اور اصلاحی کتب کا معیاری ذخیرہ موجود ہو۔ اسلامی فکر و نظر کے حامل جرائد کا مہیا کرنا' درس و تدریس' ناظرہ' حفظ' تجوید القرآن۔ تفسیر القرآن اور تدریس الحدیث نبوی کا اہتمام کرنا' غریب و نادار طالبات کی مالی امداد کرنا' علاج و معالجہ کی سہولت بہم پہنچانا۔ نیز مستحق طالبات کی شادی کے لیے مالی اعانت فراہم کرنا۔ ایسا مدرسہ جس میں فی الواقع ان تمام مقاصد کی تکمیل کی جا رہی ہو۔ شاید سارے ملک میں موجود نہ ہو۔

نصاب تعلیم

مدرسہ ھذا کے لیے چار سال کا نصابی کورس تیار کرایا گیا ہے جس میں طالبات کے لیے قرآن حکیم معہ ترجمہ و تفسیر' نخبۃ الاحادیث' بلوغ المرام' ریاض الصالحین' مشکوٰۃ المصابیح' صحاح ستہ کی پوری کتب حدیث' تاریخ اسلام' کتاب الصرف والنحو' عربی کا معلم' العقیدۃ الطحاویہ' العقیدۃ الواسطیہ' تفسیر جلالین یا تفسیر بیضاوی' نحو میر' آخری سال میں فقہ اور حدیث کے امتیازی مسائل پر بحث۔

شعبہ تعمیر

۲۳ مئی ۱۹۶۷ء جب حضرت الامیر نے مدرسہ کی بنیاد رکھی اس وقت کسی کے خواب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال میں بھی نہ تھا کہ اتنی جلدی اتنا عظیم الشان کام اس قدر پایۂ تکمیل تک پہنچے گا۔ الحمدللہ ایک سال کے مختصر عرصہ میں جامعہ کی چار منزلہ بلڈنگ تیار ہو چکی ہے۔ ایک طرف بہت وسیع ہال معہ گیلریاں، بہترین نفیس کمرے، دفتر، سٹور روم، لائبریری وغیرہ تیار ہو چکی ہے۔ اساتذہ اور اراکین انجمن کے پرخلوص جذبہ کو دیکھ کر عوام الناس بے حد متاثر ہوئے اور قرب و جوار سے داخلہ کے خواہشمند آنے لگے۔ مقامی طالبات کا داخلہ تو کر لیا گیا مگر بیرونی طالبات کے لیے دار الاقامہ نہ تھا۔ چنانچہ مدرسہ سے ملحقہ دو مکانات خرید لیے گئے ہیں اور ان میں مناسب ترمیم و اضافہ کر کے بیرونی طالبات کے لیے کمرے بنا لیے گئے ہیں۔

طالبات کی تعداد

مدرسہ ہذا میں مقامی طالبات کی تعداد ۴۵۰ ہے۔ قرآن پاک اور کتب حدیث جامعہ کی انتظامیہ فراہم کرتی ہے۔ یک صد کے قریب بیرونی طالبات ہیں جن کی خوراک، رہائش، درس کتب کی فراہمی اور علاج و معالجہ کی سہولتیں جامعہ کی انتظامیہ کے ذمہ ہیں۔ (۱)

اساتذہ کرام

اس وقت جامعہ میں ۲۵ اساتذہ کرام درس و تدریس کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ ایک بہت بزرگ عالم دین مولانا محمد داؤد رحمانی انصاری جو دار العلوم رحمانیہ کے فارغ التحصیل ہیں ان کی خدمات بھی مدرسہ کے لیے حاصل کر لی گئی ہیں۔ شیخ الحدیث رحمانی صاحب کے علاوہ درج ذیل اساتذہ تدریس فرائض کی بجا آوری کے لیے مصروف ہیں۔

بیگم ثریا شاہد — رئیسۃ الجامعہ و مہتممہ جامعہ ھذا

فوزیہ ناگی — نائب رئیسۃ الجامعہ

فرزانہ عبدالجلیل۔ روبینہ عبداللطیف۔ عفت بشیر۔ نعیمہ صدیقی۔ سلمیٰ نورین محمد علی۔ عصمت برکات۔ صبیحہ بخشی بنت محمد شریف۔ روبینہ بشیر انصاری اور فوزیہ عبدالجلیل۔

شعبہ ناظرہ، تحفیظ القرآن والتجوید۔ میں قاریہ عائشہ بنت حاجی نواب دین، حافظہ قاریہ رفعت بنت محمد صدیق، حافظہ منور بھٹی بنت محمد اسلم، رضیہ بیگم عبدالرحیم اور عفت بشیر تدریس القرآن میں مصروف عمل ہیں جامعہ تعلیم القرآن سے تقریباً ۸۵۰ طالبات ۲۵ سال کے عرصے

۱۔ مجلہ دالضحی رمضان ۱۴۰۸ھ ص ۱۶۔۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں فارغ ہو چکی ہیں۔ اندرون شہر کے علاوہ بیرون شہر میں بھی جامعہ کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں جن کی تعداد تقریباً ۱۲ ہے۔

نظام امتحان

مدرسہ ھذا کا باقاعدہ تحریری امتحان سال میں دو دفعہ منعقد کیا جاتا ہے اور بیرونی اساتذہ ہی اعلیٰ درجوں کا امتحان لیتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۸۸ء اور ۱۹۸۹ء کے لیے شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم صاحب اور فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمٰن مدنی ممتحنین تھے۔ (۱)

....

۱۔ مجلہ دار الضحیٰ رمضان ۱۴۰۹ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم:

حضرت سلفیؒ کا اندازِ نگارش

و

آپ کی علمی کتب پر تبصرہ

کرنے لگی زمین ستاروں پر تبصرہ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا سلفیؒ کا انداز تحریر

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ صاحبِ قلم بھی تھے۔ آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف ۱۹۴۸ء میں توجہ فرمائی۔ اپنی گوناگوں مصروفیات جن میں درس و تدریس' خطبہ جمعہ' جماعتی تنظیم کے لیے ملک بھر کے دورے اور کمزوری صحت کے باوجود آپ نے بہت بڑا ذخیرہ مطبوعہ وغیر مطبوعہ چھوڑا ہے۔

اردو انشا پردازی میں آپ صاحب طرز تھے جس میں روانی' سلاست' برجستگی' الفاظ کا چناؤ اور پھر ان کا جڑاؤ اور پھر محل کے مطابق اشعار کی آمد' امام الہند مولانا ابوالکلام کی طرح آیاتِ قرآن کا برمحل استعمال اور فارسی' عربی اور اردو اشعار کو عبارت میں نگینہ کی طرح جڑتے ہیں۔ ان کی تصانیف سے ان کے عمیق مطالعہ' تحقیقی اسلوب اور علمی بصیرت کا بھرپور تاثر ملتا ہے۔ اپنی تحریر میں بے معنی طوالت سے گریز کرتے ہیں۔ لمبی سے لمبی بات کو بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ آپ کی تحریر میں تخیل کی رفعت' زبان و بیان کی رعنائی اور ادبی شان پائی جاتی ہے۔ ہلکے پھلکے مختصر اور خوبصورت جملے آپ کا مخصوص طرز نگارش ہے۔

مولانا کی سادہ اور بے ساختہ تحریروں میں چونکہ جذبے کی سچائی اور خلوص ہے اس لیے ان کی بات دلوں میں اتر جاتی ہے۔ انہوں نے جذباتی پیرائیہ بیان کرنے کی بجائے منطقی استدلال سے کام لیا ہے اور ہر موضوع پر علمی و تحقیقی نقطہ نظر سے لکھا ہے۔ مولانا کی تحریریں علمی رفعت و بصیرت کی حامل ہیں۔ آپ قاری میں بھی علمی بصیرت کی وہی روشنی پیدا کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ خود بہرہ یاب ہیں۔ مولانا اصحاب الرائے اور تقلید جامد کے خلاف بیباک نقاد ہیں مگر تنقید اس انداز سے کرتے ہیں کہ فریق مخالف برا ماننے کی بجائے قائل ہوجاتا ہے۔ اپنی تحریروں میں مولانا قاری کو قائل کرلیتے ہیں کہ حقیقت تک پہنچنے اور سچائی کو حاصل کرنے کا واحد ذریعہ تحقیق ہے نہ کہ تقلید' اختصار ان کے بیان میں بڑا حسن پیدا کرتا ہے۔ وہ بے ضرورت جزئیات کو ہمیشہ نظر انداز کردیتے ہیں۔

بعض علماء کی تحریروں میں طنز و سوقیانہ الفاظ و فقرے ملتے ہیں مگر حضرت سلفیؒ کی تحریروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں متانت اور وقار ہے۔ طنز وتعریف کی بجائے مزاح کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ جو جامعیت مولانا کی تحریروں میں ہے وہ آپ کے معاصرین میں نظر نہیں آتی۔

حضرت مولانا کثیر الاشغال تھے اور ایک ہی نشست میں شاید ہی کوئی مضمون رقم فرمایا ہو۔ لیکن پھر بھی موضوع سے ربط اور تسلسل بدستور قائم رہتا تھا۔ شاید بہت کم حضرات کو علم ہو کہ اردو انشا پردازی کے ساتھ ساتھ مولانا کو عربی زبان وادب اور اس کے لب ولہجہ پر پورا عبور حاصل تھا۔ اس کی لطافتوں، نزاکتوں، اور شیرینی کو برقرار رکھتے ہوئے اہل زبان سے ہمیشہ خط وکتابت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی ادب کے مرقع سبع معلقات کا مولانا نے نہایت خوبصورت ترجمہ کیا ہے۔ حل لغات بھی ہے اور عربی کی جامعیت پر ایک زوردار مقدمہ بھی اس کتاب میں تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب مولانا کی عربی دانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جامعہ سلفیہ میں عرب شیوخ کے ساتھ مولانا رواں عربی میں گفتگو فرماتے۔ کسی جگہ بھی الفاظ کے انتخاب میں دشواری پیش نہ آتی تھی۔

حضرت مولانا کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ مضامین وکتب کا مختصر خاکہ حسب ذیل ہے۔

(۱) اسلامی حکومت کا مختصر خاکہ (۲) مسئلہ حیات النبی (۳) جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث (ایک تنقیدی جائزہ) (۴) تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی
(۵) حدیث نبوی کی تشریعی حیثیت (۶) مقام حدیث قرآن کی روشنی میں
(۷) مسئلہ زیارت قبور (۸) مشکوٰۃ المصابیح کا نصف اول ترجمہ وحاشیہ
(۹) اسلامی نظام حکومت کا مختصر خاکہ (۱۰) سبعہ معلقات ترجمہ وحل لغات
(۱۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز۔

ان کتب کے علاوہ درجنوں مقالات ومضامین اور بعض غیر مطبوعہ مسودات ان کتابوں پر تعارفی نوٹ آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکوٰۃ المصابیح

(مترجم ومحشی)

مشکوٰۃ المصابیح کا تعارف

یہ کتاب علامہ محی السنۃ ابومحمد حسین بن فراء بغوی کی تالیف ہے جومشہور ومعروف مفسر و محدث اورفقیہ ہیں۔ علامہ بغوی کی اہم تصانیف میں تفسیر معالم التنزیل' الجمع بین الصحیحین' مصابیح السنۃ' التہذیب' اورفقہ الحدیث میں شرح السنۃ فی فقہ الحدیث قابل ذکر ہیں۔

مصابیح السنۃ کتاب پر علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مفصل اضافہ کردیا اوراس کی خامیوں کی اصلاح فرمادی۔ ایک تو رواۃ حدیث کی اہمیت کے پیش نظر رواۃ حدیث کے نام بیان فرمادیئے۔ دوسرے جن کتابوں کی روایات تھی ان کی نشاندہی کردی۔ تیسرا ان مسائل کے متعلق جواوراحادیث تھیں اس کا تیسری فصل کی صورت میں اضافہ کردیا۔ امام صاحب نے خود مشکوٰۃ کے مقدمہ میں یہ ارشادفرمایا ہے۔ مشکوٰۃ میں ذیلی روایات ملاکر کل احادیث ۶۲۸۵ جن میں ۴۷۷۴ مصابیح السنۃ کی ہیں اور ۱۵۱۱۔ احادیث کا علامہ تبریزی نے تیسری فصل کی صورت میں اضافہ فرمایا ہے۔

مشکوٰۃ کی شروح:

مشکوٰۃ شریف کی شرحیں تو کافی لکھی گئی ہیں۔ لیکن مشہور شرحیں تین ہیں۔ (۱) علامہ حسن محمد طیبی (۷۴۳ھ) کی الکاشف عن حقائق السنن (۲) علامہ عبدالعزیز بن محمد عبدالعزیز (۸۹۵ھ) کی منہاج المشکوٰۃ۔ (۳) ملاعلی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ) کی مرقاۃ المفاتیح ہے۔

حال ہی میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب مبارکپوری نے مرعاۃ المفاتیح کے نام سے ایک بڑی گرانقدر شرح تحریر فرمائی ہے جو سابقہ تمام شروح سے زیادہ مفصل ہے۔ اس کی ایک جلد مکتبہ سلفیہ لاہور سے شائع ہوچکی ہے اوردو جلدیں انڈیا میں چھپ چکی ہیں۔

یہ تو مشکوٰۃ شریف کی عربی شرحیں تھیں۔ مگراس کتاب حدیث کے بعض اردو ترجمے بھی کیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے ہیں اور ترجمانی کا حق صرف غزنوی ترجمہ میں تھا۔ بعض دوسرے تراجم پڑھنے میں احادیث کی ایسی تاویلات دیکھنے میں آئیں جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ شاید ان احادیث کی تردید لکھی جا رہی ہے۔

کتاب ھٰذا کا منفرد انداز

کتاب پڑھنے والوں کی سہولت کے لیے اس کتاب میں چار فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔

۱۔ پہلی فہرست ابواب کتاب کی ہے جیسا حدیث کی تمام کتابوں کے شروع میں درج ہوا کرتی ہے۔

۲۔ دوسری فہرست احادیث کی ہے۔ یعنی تمام احادیث نمبر شمار کے حساب سے درج کر کے اس کے مضمون کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ نمبر سے دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کا مضمون کیا ہے۔ مضمون کی نشاندہی یا تو عربی کے مشہور جملہ سے کر دی ہے یا اردو میں مضمون حدیث کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۳۔ تیسری فہرست حواشی کی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات کئی ابواب میں ایک مضمون کے حواشی آ جاتے ہیں۔ ان سب کو ایک عنوان کے تحت اکٹھا کر دیا ہے بلکہ بہت سی ایسی چیزیں جو حدیث کے موضوع سے بھی باہر ہوں آ جاتی ہیں۔ وہ بھی فہرست میں درج کر دی گئی ہیں۔

۴۔ چوتھی فہرست راویان حدیث کی ہے۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث جہاں جہاں جس نمبر پر آتی ہے تمام کے صفحات درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔

حضرت مولانا سلفیؒ اپنی حیات مستعار میں ساری کتاب کا ترجمہ نہ کر پائے تھے کہ بلاوا آ گیا۔ بہر حال آپ نے مشکوٰۃ شریف کے حسب ذیل ابواب کا ترجمہ اور مختصر حواشی تحریر کر دیئے تھے۔ (۱) کتاب الایمان (۲) کتاب العلم (۳) کتاب الطہارۃ (۴) کتاب الصلوٰۃ (۵) کتاب الجنائز (۶) کتاب الزکوٰۃ (۷) کتاب الصوم (۸) کتاب فضائل القرآن (۹) کتاب الدعوات (۱۰) کتاب المناسک (۱۱) کتاب البیوع (۱۲) کتاب الفرائض (۱۳) کتاب النکاح۔ گویا اسی طرح مشکوٰۃ کا نصف اول مکمل ہو گیا تھا۔

اہم خصوصیت

مشکوٰۃ شریف کی احادیث کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ نے ہر باب کی ابتدا میں ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبسوط نوٹ تحریر فرمایا ہے جس میں اس مضمون میں وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب خود بخود آ گیا ہے۔ ضعیف احادیث کے مضامین پر تنقید بھی ہوتی چلی گئی ہے اور باب کی تمام احادیث کا خلاصہ خود بخود ذہن نشین ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ضرورت کے مطابق کہیں کہیں حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جن کے آخر میں آپ کے اسم گرامی خود پسند کردہ مخفف نام (اسم) تحریر کیا گیا ہے۔

مبسوط حواشی

حضرت مولانا سلفیؒ نے مختصر حواشی تحریر کیے تھے مگر مبسوط حواشی کا کام آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد سلیمان کیلانی نے سرانجام دیا۔ مولانا سلیمان ایک عربی و فارسی کتب کے مصنف و مترجم ہیں جن میں بیشتر کتب علم حدیث کے متعلق ہیں۔ ان مبسوط حواشی کی ترتیب و تہذیب میں مولانا محمد سلیمان کیلانیؒ نے تنقیح الرواۃ' اشعہ اللمعات' مرقاۃ المفاتیح اور بعض مقامات پر نیل الاوطار اور شرح بخاری فتح الباری کو بھی پیش نظر رکھا۔ اس سے حواشی کی قدر و قیمت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت سلفیؒ کی حیات مبارک میں مولانا کیلانیؒ کا حاشیہ آپ کو دکھایا گیا تھا تو آپ نے اس کو بہت پسند فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ مولانا کی تحریر کے ساتھ ان حواشی کا اس کتاب میں اضافہ کرلو تو کتاب کی افادیت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ حضرت سلفیؒ کے حکم کے مطابق یہ مبسوط حواشی بھی کتاب کی زینت بنے۔ (۱)

کتاب ھذا کی تصدیر مولانا کے صاحبزادہ محمد چوہدری صاحب کا شاہکار ہے جو سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں ایجوکیشن اور علوم اسلامیہ کے استاد تھے۔ آغاز تصدیر میں انہوں نے حضرت مولانا کے حالات زندگی بھی اختصار کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

....

۱۔ مقدمہ: مشکوۃ المصابیح از مولانا محمد خالد گھرجاکھی ص۹۲' ۹۳' ۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرمؐ کی نماز

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی یہ کتاب سب سے پہلے مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ، لاہور کے مدیر، مشہور اہل حدیث عالم حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیفؒ تھے۔ انہوں نے کتاب ھذا کے دیباچہ میں تحریر کیا تھا کہ نماز کے موضوع پر بہت سی کتابیں دستیاب ہیں اور اتنے بڑے عالم کے ایک عام موضوع پر اظہار خیال کی مجھے سمجھ نہیں آتی تھی۔ مگر جب کتاب کا مسودہ دیکھا تو میں تحقیق کی ندرت پر حیران رہ گیا۔ اس موضوع پر اس قسم کی تفاصیل پہلے کبھی منظر عام پر نہ آئیں تھیں۔ (۱)

نماز کے مسائل بیان کرنے سے پہلے مولانا نے کتاب الطہارۃ کے عنوان سے پانی کے متعلق بعض مسائل مثلاً غسل مسنون، غسل جنابت، شرعی نجاست، بدن اور اس کی حدود، قضائے حاجت کے آداب اور استنجاء کا طریقہ اور وضو کے مسائل قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیے ہیں اور ہر جگہ قرآن وسنت کے حوالہ جات تحریر فرمائے ہیں۔

کتاب کے دوسرے باب میں کتاب الصلوٰۃ کے عنوان سے مولانا نے نماز کی فرضیت کے متعلق احادیث تحریر فرمائی ہیں اور ترک نماز کے بارے میں اقوال ائمہ درج کیے ہیں۔ اس کے بعد آذان اور اقامت کے بارے میں ذکر فرمایا ہے اور اقامت کے اکہرا ہونے پر محدثین کی آرا نقل فرمائی ہیں۔ آذان میں تثویب یعنی فجر کی آذان ''الصلوٰۃ خیرٌ من النوم'' کے متعلق ایک چارٹ دیا ہے کہ مختلف اوقات میں اس میں کیا کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ پھر نماز باجماعت کی اہمیت کے بارے میں بعض احادیث درج کی گئی ہیں اور امام کے انتخاب کے بارے میں درمختار کے حوالے سے بھی بعض خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے جن کا امام ہی ہونا مستحسن ہے۔

اسی باب میں آپ نے صف بندی کی حکمت، نماز میں امام کی اقتدا، جلسہ استراحت، رفع یدین کے بارے میں دیوبندی نقطہ نظر مولانا محمود الحسنؒ اور حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری کی توجیہات بیان کر کے محدثین کی آرا کے ساتھ ان کا تقابل کیا ہے اور آخر میں حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ کا قول فیصل نقل فرمایا ہے کہ حدیث سے رفع الیدین کا نسخ ثابت نہیں۔ نماز میں

۱۔ دیباچہ کتاب ھذا از مولانا عطاء اللہ حنیفؒ ص ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ فاتحہ کے بارے میں بھی مختلف آرا بیان فرمائی ہیں اور لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے بارے میں محکم دلائل دیئے ہیں۔

نماز کے بعد اذکار مسنونہ' سجدہ تلاوت' سجدہ سہو اور متفرق مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ صلوٰۃ المسافر' صلوٰۃ العیدین' جمع بین الصلوتین کے بارے میں محدثین کے نقطہ نظر سے آگاہ کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخری باب میں جنازہ کے احکام و مسائل میں تجہیز و تکفین' مسنون کفن' غسل میت' جنازہ کی مسنون دعائیں' میت کے متعلق بعض مسائل بیان فرمائے ہیں اور آخر میں سوگ کا شرعی طریقہ اور بدعات ماتم پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

ہر ایک اختلافی مسئلہ کا ذکر کر کے مولانا نے طعن و تشنیع کا انداز اختیار نہیں فرمایا بلکہ صرف قرآن وسنت کے محکم دلائل پر اکتفا کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”تحریک آزادیٔ فکر

اور

حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی“

حضرت مولانا سلفیؒ کی کتابوں میں یہ کتاب سب سے زیادہ وقیع تصور کی جاتی ہے۔ تحریک آزادیٔ فکر کا مدوجزر اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی کے عنوان سے آپ نے مسلک اہل حدیث پروارد کردہ دوسرے مکاتب فکر کے بعض سوالات کے جوابات جماعت کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام میں وقتاً فوقتاً شائع کیے۔

مسلک اہل حدیث سے آپ کو والہانہ تعلق تھا۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بعد مسلک اہل حدیث پر جب کبھی اور جہاں سے بھی حملہ ہوا تو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ ایک جانباز اور جانفروش سپاہی کی طرح علم کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر حملہ آور کا پورا پورا دفاع فرماتے۔ مسلک حق کے بارے میں آپ نے کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ زیرنظر کتاب تحریک آزادیٔ فکر اسی سلسلے کی شاہکار ہے۔ اس کتاب کے مستقل عنوانات یہ ہیں۔ (۱) تحریک اہل حدیث کا مدجزر (۲) تقلید کی تین راہیں (۳) اندھیرے میں روشنی کی کرن۔ ولی اللٰہی تحریک کا مزاج (۴) تحریک اہل حدیث کا تاریخی موقف اور خدمات (۵) برصغیر پاک وہند میں اہل توحید کی سرگرمیاں (۶) ترک تقلید اور اہل حدیث (۷) مسئلہ تقلید پر تحقیقی نظر (۸) اہل حدیث کی اقتدا (۹) ایک مقدس تحریک جو مظالم کا شکار بنی (۱۰) اہل حدیث تاریخ سے مختلف ادوار میں۔

زیرنظر کتاب میں آپ نے محدثین عظام اور فقہائے عراق کے طرزعمل کے بارے میں نہایت عالمانہ تحریر فرمائی ہے کہ فقہاء نے اپنے مکتب فکر کے دلائل کو درست ثابت کرنے کے لیے بڑے دلائل اور فکر ونظر کی گہرائیوں سے کام لیا ہے لیکن محدثین کا اندازِ فکر چونکہ بالکل مختلف ہے اس لیے وہ ان نکتہ طرازیوں سے مطمئن نہیں ہوسکے۔ وہ بدستور ان مسائل کو ظاہر سنت کے خلاف تصور کرتے رہے۔ ان نکتہ آفرینیوں کو رائے سے تعبیر کرتے رہے۔ اہل الرائے کے دلائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث وسنت کے مقابلہ میں ان کی تسلی نہ کر سکے۔ فقہاء نے اپنے اصول کی حمایت کے لیے احادیث کو نظر انداز کر دیا اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو صفات اور موقوفات کو قبول کر لیا۔ [1]

مولانا نے اس سلسلہ میں مثال یہ دی ہے کہ فقہاء عراق کا خیال ہے کہ اگر شراب کا سرکہ بنا لیا جائے تو یہ حلال ہی ہوگا اور ایسا کرنا درست بھی ہوگا۔ کیونکہ جب کسی چیز کی صورت ہی بدل جائے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ لیکن محدثین کا خیال ہے کہ سرکہ بنانا درست نہیں اور اگر کوئی سرکہ بنا بھی لے تو حرمت بدستور قائم رہے گی۔ اس لیے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس کی وجہ محدثین یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث میں شراب سے سرکہ بنانے کی صراحۃً ممانعت آئی ہے۔ اسی طرح فقہاء کہتے ہیں کہ مال مسروق کی اگر صورت بدل جائے۔ مثلاً غلہ اگر پیس دیا جائے یا جانور ذبح کر کے اس کا گوشت بنا دیا جائے تو فقہاء کرام کے نزدیک چور کے تمام تصرفات مالکانہ ہوں گے۔ مگر محدثین ان ظاہری تبدیلیوں کے باوجود سارق کے مالکانہ حقوق کو تسلیم نہیں کرتے نہ اسے مزید تصرفات کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ گو بظاہر تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن چور بدستور چور ہے۔ تاویلات کے زور سے چور کو مالک نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ "نص السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما" کا مقصد یہ ہے کہ جب تک سارق سارق ہے مال مسروق ہے۔ جس طرح اس کی خرید و فروخت اصل صورت میں ممنوع ہے اس طرح تبدیلی صورت میں بھی ممنوع ہے۔ اس کتاب میں مولانا نے حضرت شاہ ولی اللہ کے حوالے سے فقہ الحدیث کے بنیادی اصول رقم فرمائے ہیں اس سے اہل الرائے اور اہل حدیث کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔

فقہ الحدیث کے اصول

۱۔ جب قرآن میں کوئی حکم صراحۃً موجود ہو تو اہل حدیث کے نزدیک کسی دوسری چیز کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ اگر قرآن میں تاویل کی گنجائش ہو۔ مختلف مطالب کا احتمال ہو تو سنت کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ قرآن کا وہی مفہوم درست ہوگا جس کی تائید سنت سے ہوتی ہے۔

۳۔ اگر قرآن کسی حکم کے متعلق بالکل خاموش ہو تو عمل سنت پر ہوگا۔

۴۔ جب کسی مسئلہ پر حدیث مل جائے تو کسی مجتہد یا امام کی بات نہ مانی جائے گی۔

۵۔ جب پوری کوشش کے باوجود حدیث نہ ملے تو صحابہ اور تابعین کے ارشادات کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

۱۔ تحریک آزادئ فکر ص ۱۴۱۔۱۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ اگر جمہور فقہا اور خلفاء متفق ہو جائیں تو اسے کافی سمجھا جائے گا۔

۷۔ اگر فقہاء میں اختلاف ہو تو زیادہ متقی اور ضابط کی حدیث قبول کی جائے گی۔

۸۔ اگر علم و فضل، ورع و تقویٰ اور حفظ و ضبط میں سب برابر ہیں تو اس مسئلہ میں متعدد اقوال تصور ہوں گے جس پر جی چاہے عمل کرے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

۹۔ اگر اس میں بھی تسکین بخش کامیابی نہ ہو تو قرآن و سنت کے عمومات اقتضاء اور اشارات پر غور کیا جائے گا اور مسئلہ زیر بحث کے نظائر کو دیکھا جائے گا۔

حضرت شاہ صاحب کا فرمان ہے کہ یہ ۹ اصول صحابہ و تابعین سے ماخوذ ہیں۔ (۱)

مولانا نے ان ۹ اصولوں کی ثقاہت کے لیے امام اوزاعی، حضرت عمر بن عبدالعزیز، سنن دارمی، وغیرہم کے حوالہ جات نقل فرمائے ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ اہل حدیث نے کتاب و سنت کے فہم میں کسی فرد کی امامت کی بجائے ائمہ سلف اور صحابہ کو اپنا امام تصور کیا۔ فروع، عقائد، احسان اور تصوف میں بھی ان بزرگوں کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔۔۔ اور نہ ہی شخصی آراو اذکار کو ائمہ سلف اور صحابہ کا بدل سمجھا اور عملاً صدیوں اس پر کاربند رہے۔

حضرت شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں اہل الرائے اور اہل حدیث دونوں مکاتب فکر کے زوال کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ اس آخری دور میں اہل حدیث اور اہل الرائے اپنی جگہ سے ہٹ چکے ہیں۔ متاخرین اہل الرائے میں استدلال اور استنباط کی بجائے جمود اور تقلید آ گئی ہے اور اہل حدیث نے بھی حدیث کی طرف بے توجہی کی ہے۔ وہ تقریباً ایک رسم کے طور پر تمسک بالحدیث کر رہے ہیں۔ استنباط اور اجتہاد کے نقطہ نظر سے نہیں اور نہ ہی تفقہ کی کوشش کرتے ہیں۔

ان فکر انگیز مسائل کے بعد مولانا سلفیؒ نے فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین، زیارت قبور، وضو کے نواقض، وتر، قنوت، جمع بین الصلوٰتین، تکبیرات عیدین، وغیرہ مسائل میں اہل الرائے کے نقطہ نظر اور حدیث کے نقطہ نظر سے وضاحت فرمائی ہے۔ اس کے بعد مولانا نے تقلید کی تاریخ اور اس کا تدریجی ارتقا بیان فرمایا ہے اور مختلف ادوار میں اہل حدیث کی خدمات اور ائمہ ہدیٰ کی اہل حدیث کے بارے میں رائے نقل فرمائی ہے۔ مئی ۱۹۶۵ء کے فاران میں مولانا محمد تقی صاحب عثمانی نے مروجہ تقلید کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ مولانا نے اس کے جواب میں تقلید مطلق کی کئی غلطیوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ غرض اس کتاب میں اہل حدیث کی قدامت اور تمسک بالکتاب والسنۃ کے بارے میں ان کی خدمات بیان کی گئی ہیں۔ انداز تحریر مدلل اور منطقیانہ ہے۔

۱۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۱۹

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارت قبور

مولانا سلفیؒ کا یہ مقالہ جو کتابی صورت میں جمعیت اہل حدیث قصور نے شائع کیا ہے بڑے معرکے کی چیز ہے۔ اس کے پیش لفظ میں آپ نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں اہل توحید نے اپنے تبلیغی سفر کا آغاز مشرکانہ تصوف اور فتنہ زیارت قبور کی اصلاح سے شروع کیا تھا۔

آغاز کتاب میں مولانا نے قبر کے متعلق اسلامی تصورات بیان فرمائے ہیں اور قرآن مجید سے بہت سے حوالہ جات دیئے ہیں۔ مثلاً **ثم اماته فاقبره (۲۱.۸۰) ولا تقم علی قبره. (۸۴.۹) حتی زرتم المقابر (۲.۱۵۲) یبعث من فی القبور (۷.۲۲) واذالقبور بعثرت (۴.۸۲)**

اس کے بعد آپ نے ہابیل وقابیل کی لڑائی ہابیل کے مقتول ہونے پر اس کے دفنانے کا مسئلہ' اصحاب کہف کے واقعات' قبل از اسلام رسوم مثلاً قبروں کا پختہ بنانا' ان پر بلاضرورت مال صرف کرنا' قبروں پر سجدہ کرنا اور اصحاب قبور سے حاجات طلب کرنا۔ قبروں پر مساجد اور عبادت گاہیں تعمیر کرنا' مجاورت کے طریقہ سے دنیا کمانا' قبروں پر میلے لگانا۔ عرس کرنا' اجتماعات مقرر کر کے اسے عید اور مسرت تصور کرنا۔

ان شرکیہ رسوم کی نشاندہی کے بعد مولانا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات نقل فرمائے ہیں جن میں قبر پر چونہ لگانے' قبر پر عمارت بنانے اور اس پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔ قبروں پر عرس اور میلوں سے منع کرنے کا فلسفہ مولانا نے یہ بیان فرمایا ہے۔ ''قبر سے شارع علیہ السلام کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ویرانی ہو۔ اس کے دیکھنے سے موت کا تصور آنکھوں میں پھر جائے۔ دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا تعین ہو۔ دنیا کی زیب و زینت سے بے رغبتی پیدا ہو۔ یہ تب ہوسکتا ہے کہ وہاں عمارات نہ ہوں۔ خوبصورتی اور شان وشوکت نہ ہو۔ سنگ مرمر اور سنگ رخام کی گلکاریاں نہ ہوں۔ تاج محل ایسی عمارتیں دیکھنے سے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ وہاں تو دنیا اور اہل دنیا کی ثروت اور سراف ہی کا خیال ذہن پر غالب ہوگا۔ قبروں

۱۔ زیارت قبور ص ۱۲۔۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر شوروشغب۔ میلے اور ہنگامے بھی اس مقصد کے منافی ہیں۔ (۱)

حضرت سلفیؒ نے قبر پرستی کے مرض کی نشاندہی اس طرح فرمائی ہے۔ ''بت پرستی اور قبر پرستی میں اصل مرض یہ ہے کہ مشرک غائب خدا پر یقین نہیں رکھتا۔ اسے یقین نہیں آتا کہ غیر مرئی معبود اس کی ضرورت کس طرح پوری کر سکے گا۔ وہ بڑے خلوص اور دلسوزی سے محسوس کرتا ہے کہ کائنات کا اتنا بڑا انظام نظروں سے غائب اور اکیلا خدا کیسے چلائے گا۔ اجعل الالهة الهاو احداً ج. ان هذا لشيءٌ عجاب (صٓ . ۳۸/۵) ماسمعنا بهذا في الملة الآخرة ج ان هذا الا اختلاق (صٓ ۳۸ .۷).

ابناء غائب خدا کی دعوت دیتے ہیں۔ ارباب توسل کی تسکین ظاہری شفاء اور عطا کی بزرگوں کے سوا ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس لیے یہ تشنگی کبھی قبروں سے پوری کی جاتی ہے کبھی بتوں سے۔ (۱)

حضرت مولانا نے ابن جریر کے حوالہ سے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ''لات'' ایک بزرگ تھے۔ یہ حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی قبر پر لوگوں نے اعتکاف کیا اور اس کی پرستش کی۔ قبر پرستی کے آغاز کے بارے میں مولانا نے حافظ ابن کثیرؒ علامہ بدرالاسلام عینی اور تفسیر مظہری کے حوالہ جات دیئے ہیں۔ مولانا نے یہ حوالہ بھی نقل فرمایا ہے ''جب یہ پیر ''ستو شاہ'' فوت ہو گئے تو عمرو بن یحییٰ نے کہا یہ ولی پتھر میں سما گئے ہیں فوت نہیں ہوئے۔ لوگوں نے پتھر کی عبادت شروع کر دی اور اس پر ایک مکان بنا دیا۔'' (۲)

اس کے بعد مولانا نے حوالہ جات دیئے ہیں کہ ائمہ نے بھی پختہ قبر بنانے کی اجازت نہیں دی۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ اور علامہ شامی کی عبارات نقل فرمائی ہیں۔ کہ یہ ائمہ کرام پختہ قبروں کو ناجائز تصور فرماتے تھے۔ اس کے بعد مولانا نے قبر پرستی کے آغاز اور اس کے بتدریج رواج پانے کا ذکر کیا ہے اور پھر قبروں پر شرکیہ رسوم مثلاً چراغ جلانا۔ عرس منانا اور قبروں پر پھول چڑھانا وغیرہ کی بابت احادیث اور آثار صحابہ نقل فرمائے ہیں کہ یہ سب چیزیں شرعاً ممنوع ہیں۔

اس کے بعد مولانا نے مسنون زیارت کا ذکر فرمایا ہے اور مسلم ابوداؤد کی یہ روایت نقل کی ہے۔ ''کنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها فانها تذكر الآخرة. (میں تم

....

۱۔ زیارت قبور ص ۱۴ ۲۔ ابن جریر پ ۲۷ ص ۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ ہاں وہاں جایا کرو اس سے آخرت یاد آتی ہے) ابتدائی دور میں آپؐ نے زیارت قبور سے اس وجہ سے روک دیا تھا کہ شرک کی بیخ کنی ہو جائے اور توحید کا تصور پختہ ہو جائے۔ جب آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ اب صحابہ کا تصور توحید پختہ ہو گیا ہے۔ تو اس وجہ سے زیارت قبور کی اجازت مرحمت فرما دی کہ اس سے دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔ مولانا نے زیارت قبور کے وقت مسنون دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان تمام ادعیہ مسنونہ میں صاحب قبر کے لیے دعائیں مانگی گئی ہیں مگر طلب کچھ نہیں کیا گیا۔

آخر میں مولانا نے روضہ نبویہ علی صاحبہا الف صلوٰۃ وتحیۃ پر حاضری کے آداب تحریر فرمائے ہیں اور روضہ شریف کے اردگرد مختلف تغیراتِ تعمیر (مختلف بادشاہوں کے عہد میں) بیان فرمائے ہیں۔ کتاب وسنت کے حوالہ کے ساتھ آپ نے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی کتاب ارشاد الطالبین کی ایک فارسی عبارت نقل فرمائی ہے جس میں قبروں کو اونچا کرنا ان پر گنبد بنانا۔ عرس منانا' چراغ جلانا وغیرہ کو بدعات مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی تشریعی اہمیت

حدیث نبوی کی حجیت اور اہمیت پر حضرت مولانا سلفیؒ کی یہ بڑی معرکۃ آراء کتاب ہے۔

آغاز کتاب میں مولانا نے مایجب استحضارہ اولاً کے عنوان سے اس تشویش کا اظہار کیا ہے کہ حدیث نبوی کے خلاف جس قدر لٹریچر شائع ہو رہا ہے اور جس عجلت سے شائع ہو رہا ہے اور جس لب ولہجہ میں شائع کیا جا رہا ہے وہ اصحاب سنت سے مخفی نہیں اور اس کے متعلق جس قدر ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو قرآن وسنت کو تاویل اور تقلید کے بغیر مانتے ہیں وہ ارباب سنت والحدیث پر مخفی نہیں نیز اس میں جس قدر تساہل برتا جا رہا ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔

زندہ جماعتوں کے لیے اس قسم کا اغماز اور تساہل جس قدر مضر ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اصحاب فکر ودانش میں حضرت سلفیؒ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ بے راہ روی کی اس طغیانی میں آپ سینہ سپر ہو گئے اور حدیث نبوی پر آزاد منش لوگوں کا منہ بند کرنے کے لیے یکے بعد دیگرے کئی اہم مقالہ جات شائع کیے۔ حدیث کی تشریعی اہمیت کے دیباچہ میں مولانا نے تحریر فرمایا ہے کہ عدالتوں کے ذمہ دار افراد بھی بے باک ہوتے جا رہے ہیں اور حدیث نبوی کی اہمیت کو تسلیم کرنے میں متأمل ہیں۔ مولانا نے بیان فرمایا ہے کہ ان ایام میں جسٹس محمد شفیع صاحب آف لاہور ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ مولانا کی نظر سے گزرا وہ بے حد غیر معتدل اور ایسے بڑے آدمی کے علمی مقام سے بہت پست تھا۔ چنانچہ اس کا تعاقب ضروری تھا۔ اس کتاب کے آخر میں مولانا نے اس جج صاحب کی بھی خوب خبر لی ہے۔

آغاز کتاب میں آپ نے خبر' اثر' حدیث' سنت' ان اصطلاحات پر آپ نے بعض اکابرین کی عبارات پیش فرما کر تشریح وتوضیح فرمائی ہے۔ ان اصطلاحات کی روشنی میں آپ نے اہل سنت' اہل حدیث اور اہل الاثر کے بارے میں بھی اظہار خیال فرمایا ہے۔

اس کے بعد آپ نے انکار حدیث کے فتنہ کی نشاندہی فرمائی ہے منکرین حدیث کے بعض شبہات کا علمی جواب دیا ہے اور حدیث کے متعلق ظنی ہونے کے شبہ کا ازالہ فرمانے کے لیے ظن کی علمی تحقیق فرمائی ہے۔ اس کتاب میں مولانا نے یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ انکار حدیث کا فتنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو کافی پرانا ہے مگر ادارہ طلوع اسلام اور حافظ اسلم جیراجپوری پہلا گروہ ہے جس نے حدیث نبویؐ کو عجمی سازش قرار دیا ہے۔ حضرت سلفیؒ نے اس پر محاکمہ کیا ہے کہ حدیث نبوی پر یہ بہتان ہے کہ اہل عجم نے اس ذخیرۂ حدیث میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے کوئی تخریب کاری کی۔

مولانا نے یہ ثابت کیا ہے کہ اہل عجم نے اپنے فاتحین کا مذہب قبول کیا پھر ان کے علوم کی اس قدر خدمت کی کہ فاتحین اپنے علوم کی حفاظت سے بے فکر اور کلی طور پر مطمئن ہو گئے۔ پھر ان عرب فاتحین نے ان میں سے اکثر علوم اور علماء کی سرپرستی کی۔ مولانا نے حسب ذیل عبارت ابن خلدون کی نقل کی ہے۔"

"عرب بادشاہوں نے علوم کو ان لوگوں کے سپرد کر دیا جو ان کی پوری طرح حفاظت کر سکیں یہ لوگ سب عجمی اور موالی تھے اور یہ بادشاہ ان علماء کے حقوق کا پورا احترام کرتے تھے اور ان کی خدمات کی قدر کرتے تھے اور قطعی طور پر ان کو حقیر نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ ان کے علوم اور دین کے محافظ تھے۔" (مقدمہ ابن خلدون ص ۵۴۰)

حضرت مولانا نے بڑے نادر انداز میں داد تحقیق دی ہے کہ حدیث نبوی کو عجمی سازش کہتے ہیں مگر قرآن مجید جس کے تواتر لفظی پر منکرین حدیث کا بھی اتفاق ہے۔ وہ بھی فارسی اثرات سے محفوظ نہیں۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ قرات اور فن تجوید ہم تک سبعہ قراء کی معرفت پہنچا اور ان کی اکثریت عجمی ہے۔ یعنی جس تواتر پر منکرین حدیث کو ناز ہے اس کی کلید عجمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بعد آپ نے قراء سبعہ فہرست پیش فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان کی اکثریت عجمی ہے۔ مثلاً

(۱) عبداللہ بن کثیر مکی ۱۲۰ھ

(۲) نافع بن عبدالرحمٰن مدنی ۱۶۹ھ

(۳) عبداللہ بن یزید بن تمیم ابن عامر ۱۱۸ھ

(۴) ابوعمرو بن علاء المقری البصری ۱۵۴ھ

(۵) عاصم بن ابی النجود الکوفی ۱۲۷ھ

(۶) حمزہ بن حبیب بن عمارۃ ۱۵۸ھ

(۷) ابوالحسن علی بن الکسائی ۱۲۹ھ

ان سات میں صرف دو عرب ہیں ابن عامر اور ابوعمرو اسی طرح ابن خلدون مقدمہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۵۰۰ پر رقمطراز ہیں' سیبویہ' ابوعلی فارسی اور ان کے بعد زجاج یہ نسباً عجمی ہیں۔ اس کتاب میں ابن خلدون کا یہ قول ہے کہ ''علمائے اصول فقہ اور متکلمین سب عجمی تھے اور مفسرین قرآن کی اکثریت عجمی ہے۔ عقلی علوم میں عرب قلیل اور نادر ہیں۔ اگر ان میں کوئی نسبت کے لحاظ سے عربی ہے تو لغت' تربیت اور شیوخ کے لحاظ سے عجمی ہے۔ حالانکہ ملت عربی ہے اور نبی بھی عربی'' (۱)

اس حوالہ سے مولانا نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بزعم طلوع اسلام کے لوگ حدیث نبوی کو عجمی سازش کہہ رہے ہیں۔ اسلام کی پوری علمی جائیداد پر عجمیوں کا قبضہ ہے۔ اس صورت میں تو گویا سارا اسلام ہی خدانخواستہ سازشوں کے چکر میں ہے۔

اس کے بعد مولانا منصب رسالت نمبر کے حوالہ سے مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جج میاں محمد شفیع صاحب کی ایک عبارت نقل کی ہے جس میں موصوف فرماتے ہیں۔ ''میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں کہ محدثین کی جمع کردہ احادیث کو اسلامی قانون کے سرچشموں میں سے ایک سرچشمہ تسلیم کر لیا جائے جب تک اس کی دوبارہ جانچ پڑتال نہ کر لی جائے اور یہ پڑتال بھی کسی تنگ نظری یا تعصب پر مبنی نہیں ہونی چاہیے بلکہ ان تمام قواعد وشرائط کو بھی از سرِ نو استعمال کرنا چاہیے۔ (۲)

مولانا سلفیؒ نے جسٹس صاحب کی بڑے اچھوتے انداز میں خبر لی ہے فرماتے ہیں۔ ''جسٹس محمد شفیع صاحب بڑی اونچی اور مستند جگہ سے بولے تھے۔ خیال تھا کوئی تعمیری اور کام کی چیز ارشاد فرمائیں گے۔ لیکن غور فرمائیں گے تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ ان کی معلومات پرویز صاحب کی ترجمانی اور مولوی محمد علی لاہوری کی نقالی سے زیادہ نہیں اور وہ بھی یک طرفہ' کاش وہ ائمہ سنت اور ناقدین حدیث سے براہ راست سنتے۔'' (۳)

جسٹس محمد شفیع صاحب نے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ کی بعض احادیث غسلِ جنابت اور میاں بیوی کے باہمی تعلقات کے ذکر کرنے کے بعد ان احادیث پر تشکیک کا اظہار کیا ہے۔ مولانا نے جواباً ارشاد فرمایا ہے کہ اتنے بڑے منصب کے آدمی سے مہمل تنقید کی امید نہیں کی جاسکتی تھی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ گفتگو میں عریانی اخلاقاً معیوب ہے لیکن جب ضرورت داعی ہو تو پھر یہ عریانی کا تذکرہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہو جاتا ہے۔ جس طرح زنا بالجبر کے

۱۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۵۰۰۔۴۹۹ ۲۔ منصب رسالت نمبر رسالہ ترجمان القرآن' لاہور ص ۲۷۶

۳۔ حدیث نبوی کی تشریعی اہمیت ص ۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمات میں عدالت جزئیات کو زیر بحث لاتی ہے اور جس طرح قرآن نے مریم بنت عمران کی پاک دامنی پر تہمت کو صاف کیا ہے۔ اسی طرح قرآن نے عورتوں کے مخصوص مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ چیزیں عریانی میں نہیں آتیں بلکہ یہ ناگزیر حقائق ہیں۔

مولانا نے جج صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آپ ساری عمر انگریزی قانون' انگریزی زبان میں پڑھتے رہے۔ پھر ملازمت کرتے ہیں اور پھر ریٹائر ہوتے ہیں۔ اب آخری فرصت کی گھڑیاں جو آپ کو عبادت کے لیے قدرت نے عطا کی ہیں' سنت پر اعتراض اور بحث پر صرف کرتے ہیں اور اہلِ فن کی نظر میں مضحکہ خیز بنتے ہیں۔ یا پھر اونچی کرسیوں سے اس شریف فن پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ حالانکہ آپ ایک خاص قانون کے ماہر ہیں۔ علوم الحدیث سے واقف نہیں۔ کرسی کی آڑ میں شکار مناسب نہیں۔

آپ اپنے مقام سے نیچے آیئے اور اہل فن کے ساتھ بیٹھ کر اس کی مشکلات اور اس کے آداب ولوازم اور پھر اس کے نتائج پر غور فرمایئے پھر اگر آپ کا ضمیر مطمئن نہ ہو تو شرح صدر سے تنقید فرمایئے۔

بلاتی ہیں موجیں کہ طوفاں میں اترو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے[1]

یہ جرات اور یہ انداز یہ بھی اللہ کی دین ہے۔ حضرت سلفیؒ نے اپنے دور میں جس انداز سے حدیث نبویﷺ کا دفاع کیا ہے۔ یہ اعزاز کسی اور ہم عصر کے حصے میں نہیں آیا۔ اللھم نور قبرہ.

۱۔ حدیث کی تشریعی حیثیت ص ۱۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ حیات النبی

(ادلہ شرعیہ کی روشنی میں)

مولانا سلفیؒ کی یہ مختصر کتاب ہے جس کا حضرت نے عربی نام بھی تجویز فرمایا ہے۔ "الا ادلة القوية على ان حيوة النبى صلى الله عليه وسلم فى قبره ليست بدنيويه."

اس کتاب کے آغاز میں حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مدیر المکتبہ السلفیہ نے تحریر کیا ہے کہ مسئلہ حیات النبی پر خلفشار کا آغاز اس طرح ہوا کہ ایک جید دیو بندی عالم اور صاحب علم وعرفان جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری دام مجدہ نے حنفیہ کرام ملتان کے ایک جلسہ میں مسئلہ حیات النبی کے ضمن میں ایک تقریر ارشاد فرمائی۔ اس تقریر کے دوران ان کے مسلک کے بعض افراد نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ بعد میں فتویٰ بازی اور مضامین سازی کی مہم چلا دی۔ حتیٰ کہ خود مدرسہ دیو بند اور اس کے رسالہ "دار العلوم" نے اس میں کافی دلچسپی لی۔ [1]

اس موضوع پر دیو بندی مکتب فکر کے بعض علماء کے مضامین دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان مضامین میں دلائل کم بیان ہوئے ہیں مگر جذبات زیادہ ہیں۔ موضوع کی نزاکت کے پیش نظر بعض اہل علم نے حضرت سلفیؒ کی خدمت میں درخواست کی کہ اس مسئلہ کا علمی جائزہ لیا جائے۔

چنانچہ حضرت العلام نے اپنے مخصوص انداز پر ماہنامہ "رحیق" جو ان دنوں جاری تھا۔ کی تین اشاعتوں ـ ـ ـ مارچ تا مئی ۱۹۵۸ء میں ایک بیش قیمت علمی وتحقیقی مقالہ شائع فرما دیا۔ ظاہر ہے کہ دوسری طرف سے اس کا جواب تحریر کیا گیا تھا۔ چنانچہ تمام شبہات کے حل کے لیے مولانا نے پھر ایک تحقیقی مضمون رقم فرمایا جو ہفت روزہ الاعتصام میں بالاقساط شائع ہوتا رہا ہے۔ بعدہٗ یہ رحیق میں شائع شدہ مضامین اور الاعتصام کے مقالہ جات کو کتابی صورت میں مدون کر دیا گیا۔ مولانا کی دوسری تحریروں کی طرح یہ بھی مدلل اور علمی شاہکار ہے۔

آغاز کتاب میں حضرت سلفیؒ نے اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک موحد عالم نے ملتان میں توحید کے موضوع پر خطاب فرمایا اور دوران تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا ذکر فرمایا۔ سید صاحب کی تقریر کا دیگر دیو بندی احباب نے سخت نوٹس لیا اور یہ کوشش کی گئی کہ اس قسم کے صاف گو مبلغین کا مقاطعہ کیا جائے۔ اس کا اثر ہندوستان تک پہنچا۔ چنانچہ ماہنامہ

۱۔ "تقریب" مسئلہ حیات النبی از مولانا عطاء اللہ حنیف (ص ۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''دارالعلوم'' دیو بند میں ایک مضمون مولانا زاہد الحسینی کے قلم سے اور ایک تعارفی نوٹ مولانا سید انظر صاحب کے قلم سے شائع ہوا۔ مولانا کا خیال ہے کہ دونوں مضامین میں کوئی جدت نہیں۔ صرف بریلوی نقطہ نظر پھیلا دیا گیا ہے۔ آغاز کتاب میں مولانا نے ہند میں مسلک اہل حدیث کے ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بعض نگارشات کا حوالہ دیا ہے اور پھر مسئلہ حیات النبی کے بعض پہلوؤں پر شاہ عبدالحق' حافظ' بیہقی اور علامہ سیوطی کے بعض رسائل کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد حیات النبی کے متعلق بریلوی نقطہ نظر پیش کیا ہے اور مولانا احمد رضا خان صاحب کا یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ ''انبیاء علیہم السلام پر ایک آن موت آتی ہے اس کے بعد روحانی اور جسمانی لحاظ سے ان کو حقیقی زندگی اور ابدی حیات حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا اور ازواج کو نکاح ثانی کی اجازت نہیں۔''(۱)

اس کے بعد مولانا نے دیو بندی مکتب فکر کے بعض علماء کے حوالہ جات نقل فرمائے ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مکاتیب سے یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ ''آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو عام شہدا کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر۔''(۲)

مولانا نے منطقی طریقہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ طفولیت' مراہقت' شباب' کہولت' شیخوخیت زندگی کے مختلف مراتب ہیں اور یہ زندگی کی منازل میں جن سے ہر انسان گزرتا ہے اور آخرت تک پہنچنے کے لیے موت ایک پل ہے جسے سب کو عبور کرنا ہے اس میں تحقیر ہے نہ اہانت' اگر موت کوئی بری چیز ہوتی تو انبیاء صلحا پر ایک آن کے لیے بھی نہیں آنی چاہیے تھی۔ اس کے بعد آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے بہت سے حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں اور یہ عجیب نکتہ پیش کیا ہے کہ موت بری چیز نہیں اور اس کی کراہیت نہیں پائی جاتی۔ البتہ قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موت سے کراہت کفر کی علامت ہے۔ ولتجدنهم احرص الناس على حيوة ومن الذين اشركوا يود احدهم لويعمر الف سنة. (۳)

اس کے بعد آپ نے حافظ ابن القیم کے قصیدہ ''نونیہ'' کے بعض اشعار نقل کیے جن کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ ''اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیوی ہے (کہ آپ قبر شریف میں زندہ ہیں) تو زمین کے نیچے کی بجائے عادت کے مطابق زمین کے اوپر رہنا چاہیے۔ آپ زمین

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۴۱۱ ۲۔ مکاتیب مدنی جلد اول ص ۱۳۰ ۳۔ البقرہ: ۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نیچے زندہ ہوں اور فتویٰ نہ دیں۔ صحابہ کو اختلاف اور ان پر بہتان سے نہ بچائیں۔ اگر آپ زندہ ہوتے تو سوال کا جواب دیتے۔ اے قوم تمہیں خدائے ذوالجلال' قرآن اور عقل مندوں سے شرم محسوس کرنا چاہیے' نہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کو پہچانا اور نہ انسانیت اور روح کی اقدار کو تم نے سمجھا۔ جس کا اسی قدر مبلغ علم ہو اسے خاموش رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے صراحت سے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت وارد ہو چکی" آخری اشعار یہ نقل کیے ہیں۔

من کان هذا القدر مبلغ علمه

فليستتر بالصمت والكتمان

ولقد بان الله ان رسوله

ميت كما قد جاء في القرآن (۱)

حافظ ابن قیم کے حوالہ جات کے بعد آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تفسیر عزیزی سے نقل کیا ہے کہ وہ بھی حیات النبی فی القبر کے قائل نہیں۔ اس کے بعد علامہ آلوسی حنفی کی روح المعانی (تفسیر القرآن الحکیم) سے یہ نقل کیا ہے کہ موصوف بھی اس سلسلہ میں اہل دیوبند کی ہم نوائی نہیں فرماتے۔ پھر مولانا نے حافظ ابن جریر کی تفسیر اور نواب محمد صدیق حسن والیٔ بھوپال کی تفسیر فتح البیان سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ شہدا برزخ میں زندہ ہیں۔ ان کی روحیں جنت میں جاتی ہیں۔ گو روح کا تعلق جسم سے ٹوٹ جاتا ہے۔" (۲)

مولانا نے کتاب کے آخر میں بریلوی علم کلام کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے کہ کس طرح وہ ہر بدعت کے ساتھ لفظ شریف لگا دیتے ہیں تو ایک نئی چیز کو مذہبی تقدس حاصل ہو جاتا ہے۔ اخوان دیوبند کے بارے میں مولانا نے اظہار تاسف کیا ہے کہ اپنے اکابر کے محاسن میں سخت مبالغہ اور غلو سے کام لیتے ہیں۔ ان کی تقدیس اور عظمت اسی طرح بیان فرماتے ہیں جس طرح وہ ائمہ ہدیٰ ہوں۔ (یہاں انہوں نے بعض اخوان دیوبند کی عبارتیں نقل کی ہیں جن میں اساتذہ کے بارے میں از حد مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے۔)

مولانا نے محدثین کے انداز پر بعض ضعیف روایات پر جرح و تعدیل فرمائی ہے۔ انداز خالص علمی ہے۔ کسی کی ذات پر کوئی کیچڑ نہیں اچھالا گیا۔ اہل حدیث کے نقطہ نظر کو دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو قبروں میں حیات دنیوی حاصل نہیں۔

۱۔ قصیدہ نونیہ از حافظ ابن قیم ص ۱۴۲ ۲۔ فتح البیان از نواب صدیق حسن خان ج ۱ ص ۲۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث

(ایک تنقیدی جائزہ)

آج سے کئی سال قبل مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنے رسالہ ''ترجمان'' میں مسلک اعتدال کے نام سے ایک مضمون لکھا۔ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہؒ نے فوراً اس کا نوٹس لیا اور متنبہ کیا کہ یہ سر سید احمد خان کی صدائے بازگشت ہے اور اس میں انکار حدیث کے جراثیم موجود ہیں یہ مضمون اخبار اہل حدیث امرتسر میں بالاقساط شائع ہوا اور بعد میں ''خطاب بہ مودودی'' کے نام سے الگ رسالہ کی شکل میں طبع ہوا۔

زیر نظر کتاب میں یہ بات بھی تحریر کی گئی ہے کہ مسٹر غلام احمد پرویز کا حدیث شریف کے خلاف پہلا مضمون ''شخصیت پرستی'' کے عنوان سے مولانا مودودی کے رسالہ ترجمان القرآن میں چھپا تھا اور مولانا صاحب نے فی الجملہ اس کی تائید فرمائی تھی اور وہ تائید ''مسلک اعتدال'' کی نوعیت کی تھی۔ سید مودودیؒ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جب آپ ختم نبوت کی تحریک کے زمانہ میں جیل سے رہا ہوئے تو آپ نے مسٹر پرویز کے رسالہ طلوع اسلام کے جواب میں برکت علی محمڈن ہال لاہور میں خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر کا اشتہار تو حدیث کی حمایت پر تھا مگر دوران تقریر آپ نے حضرت امام بخاریؒ اور ان کی ''الجامع الصحیح'' کے متعلق بعض ایسے الفاظ استعمال فرمائے جس سے اس کتاب حدیث کی صحت مشکوک اور اس کی اہمیت کم ہو کر رہ جاتی ہے۔

مولانا کی اس تقریر پر ''الاعتصام'' نے گرفت کی کہ آپ نے حدیث نبوی کے دفاع پر خطاب فرمانا تھا مگر آپ امام بخاری پر برس پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت اسلامی کے ''جنود'' مولانا مودودیؒ کی حمایت میں سینہ سپر ہو گئے اور سب سے آخر میں مولانا امین احسن اصلاحی نمودار ہوئے۔ انہوں نے جماعت کے رسالہ ترجمان القرآن میں ایک طویل مضمون تحریر کیا جس میں صحیح احادیث میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے خوب دادِ تحقیق دی گئی۔ اس مضمون کا لب ولہجہ بھی ان کی روایتی سنجیدگی سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔

اس پس منظر میں حضرت مولانا سلفیؒ سے گزارش کی گئی کہ آپ سید مودودیؒ کے ''مسلک اعتدال'' اور اصلاحی صاحب کے انتصار ودفاع دونوں کا ایک ساتھ علمی جائزہ لیں تاکہ غلط فہمیوں کے بادل چھٹ جائیں اور مغالطوں کے پردے چاک ہو جائیں۔ مولانا موصوف نے عدیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفرصتی کے باوجود اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور ایک مدلل اور علمی مقالہ لکھا جو الاعتصام کی کئی اشاعتوں میں بالاقساط طبع ہوا۔ علمی حلقوں میں حضرت کا یہ محققانہ مقالہ ازحد پسند کیا گیا اور اہل علم کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع ہوا۔

اس کتاب کے دیباچہ میں مولانا نے لکھا ہے کہ اسلامی قیادت کے ان ارتقائی نظریات پر ائمہ سنت کی تصریحات کی روشنی میں لکھنا مندرجہ ذیل عبارت کی وجہ سے ضروری ہوگیا ہے۔ سید مودودیؒ اپنی کتاب تفہیمات میں ''حدیث میں مختلف نظریات'' کے عنوان سے لکھتے ہیں۔ ''تیسرا گروہ حیثیت رسالت اور حیثیت شخصی میں فرق کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چوہدری غلام احمد پرویز ایڈیٹر طلوع اسلام اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور میں ابتدا میں ہی یہ امر واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ان کا مسلک حق سے بہت زیادہ قریب ہے۔ اگرچہ تھوڑی سی غلطی اس میں ضرور ہے۔ لیکن الحمدللہ کہ وہ گمراہی کی حد تک نہیں پہنچتی۔ [۱]

آغاز کتاب میں ذہنی انتشار کے عنوان سے حضرت سلفیؒ نے سید مودودی کی بعض قابل اعتراض عبارت نقل کر کے ان کے عالمانہ جوابات تحریر کیے ہیں۔ مثلاً سید صاحب لکھتے ہیں۔ ''احادیث ظنی تو ہیں اور ظنی چیز ثابت شدہ نہیں ہوتی۔ لیکن کسی چیز کا ثابت شدہ نہ ہونا یہ کب معنی رکھتا ہے کہ وہ ردی کر دینے کے قابل ہو۔ (تفہیمات ص ۳۱۲) اس لیے احادیث کو کلیتہً رد کرنا درست نہیں۔'' دوسرے قابل گرفت مقام پر سید صاحب لکھتے ہیں۔ ''وہ بہرحال تھے تو انسان ہی' انسانی علم کے لیے فطرۃ اللہ سے مقرر کی ہیں۔ ان سے آگے تو وہ نہیں جاسکتے تھے۔ انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے'' (تفہیمات ص ۳۱۸) اسی طرح حضرت سلفیؒ نے مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی بعض عبارتوں پر نشاندہی فرمائی ہے اور پھر دفاع حدیث میں علم کے دریا بہا دیئے ہیں۔

مولانا نے ایک عنوان ''سنت ائمہ سنت کی نظر میں'' قائم کر کے تلویح علی التوضیح۔ علامہ خضری کی اصول الفقہ' حسن احمد خطیب کی فقہ الاسلام' علامہ جزائری کی توجیہ النظر' حلبی کا رسالہ اصول الدین' صفی الدین حنبلی کے رسالہ قواعد الاصول۔ جرجانی کی تعریفات' امام بیضاوی کی منہاج۔ ابن حزم کی الاحکام وغیرہ کے حوالہ جات دے کر سید مودودی۔ مولانا اصلاحی دونوں کے اعتراضات کا مدلل جواب تحریر فرمایا ہے۔ اس عنوان کے تحت مولانا سلفیؒ نے ادارہ طلوع

۱۔ تفہیمات حصہ اول طبع چہارم ص ۲۳۵ ۲۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کی بھی خبر لی ہے۔

اس کے بعد مولانا سلفیؒ نے ''خبر آحاد'' کے عنوان سے معترضین کے جواب میں تحریر فرمایا ہے ''اخبار آحاد پر اعتراض عموماً ان لوگوں نے کیا جو انسانی نفسیات سے ناواقف اور ان کی حدود امکان سے ناآشنا تھے۔ آج بھی اس میں وہی نیچر پرست مشبہات کی راہیں پیدا کر رہے ہیں جو زمین پر بیٹھ کر آسمان کی باتیں کرنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ مختلف ادوار میں اخبار آحاد کے خلاف انہی حلقوں سے آواز اٹھی جو خود بدعت کے داعی تھے یا اہل بدعت سے ایک گونہ متاثر تھے۔''(۱)

اس کے بعد مولانا نے اخبار احاد کے معترضین کی ایک فہرست مرتب فرمائی ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ کس گروہ نے کس قسم کی اخبار احاد کا انکار کیا ہے۔ یہ مولانا کی ایک نادر قسم کی تحقیق ہے۔

مولانا سلفیؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خوارج نے ایسی اخبار احاد کا انکار کیا جو اہل بیت کے فضائل میں تھیں۔ شیعہ نے ان احاد کا انکار کیا جو صحابہ کے فضائل میں تھیں۔ معتزلہ اور جہمیہ نے احادیث صفات کا انکار کیا۔ بعض گروہوں نے ایسی اخبار احاد کا انکار کیا جو غیر فقیہ صحابہ سے مروی ہیں۔ یورپین تہذیب سے مرعوب گروہ مثلاً سر سید احمد خان وغیرہ نے صرف احادیث کا وہ ذخیرہ قبول کیا ہے جو ان کی نیچر کے موافق ہوا۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی۔ مولوی حشمت علی لاہوری۔ مولوی رفیع الدین ملتانی وغیرہ نے احادیث کا مکمل انکار کیا ہے۔

مسٹر غلام احمد پرویز اور ان کے ہمنواؤں کے نزدیک قرآن و حدیث اور پورا دین ایک کھیل ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک سیاسی نظریہ جسے ہر وقت بدلنے کا ہمیں حق ہے۔ مولانا شبلی مرحوم۔ مولانا حمید الدین فراہی' مولانا ابوالاعلیٰ مودودی' مولانا امین احسن اصلاحی اور عام فرزندان ندوہ باستثنائے حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی تحریروں سے حدیث کا استخفاف اور استحقار معلوم ہوتا ہے۔ مولانا کا فرمانا ہے کہ یہ حضرات حدیث کے منکر نہیں مگر ان کے انداز فکر سے انکار حدیث کے دروازے کھلتے ہیں۔ (۲)

....

۱۔ جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث ص ۴۵ ۲۔ جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث ص ۴۶۔۴۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سلفیؒ کی وسعت ظرف

اپنی کتاب جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث کے صفحہ ۸۴ پر رقمطراز ہیں کہ مولانا کے ارشادات کا جب یہ مقام جن میں تین احادیث پر شبہ کا اظہار فرمایا گیا ہے تو مجھے بے حد دکھ ہوا۔ مولانا کے ان ارشادات کے متعلق جب کچھ لکھنے کی کوشش کی تو طبیعت رنج اور افسوس کے جذبات سے لبریز ہوگئی۔ اس لیے قلم رکھ دیا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ مولانا کے احترام کے خلاف نوک قلم سے کوئی فقرہ نکل جائے۔ آج مدت کے بعد قلم اٹھایا۔ سنت نبوی کے متعلق جذبات میں آج بھی دکھ اور قلق موجود ہے۔ اتنی پوزیشن کے لوگ کسی بے پروائی سے سنت کے متعلق جو منہ میں آئے کہہ جاتے ہیں۔ اسی وقت اگر کوئی ناخوشگوار لفظ قلم سے نکلا تو صمیم قلب سے اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔ مقصد طعن و تشنیع نہیں۔ اس دور فتن میں سنت اور علوم نبویہ کے خلاف ایسے الفاظ فی الواقع ناگوار ہیں۔ مولانا پر طنز قطعاً مقصود نہیں۔ سنت کے ساتھ محبت اور قلب کا سنت سے ربط ان پریشان خیالات کے اظہار کا موجب ہوا ہے۔

گفتگوئے عاشقاں در باب رب
جذبہ عشق است نے ترک ادب [(۱)]

کتاب کے آخر میں رقمطراز ہیں کہ ''میرے دل میں دونوں بزرگوں کے لیے پورا احترام ہے۔ لیکن میں نے اپنے مسلک کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی لفظ آپ حضرات کی شان کے خلاف ہو تو بصمیم قلب اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ لیکن اپنے مسلک کو کسی مصلحت پر قربان کرنا میرے لیے مشکل ہے۔ واما حب لیلیٰ فلا اتوب کتاب کا خاتمہ حسب ذیل دعا پر کیا ہے۔

اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه. (آمین)

۱۔ جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث ص ۸۶-۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ کا مسلک

دنیا جانتی ہے کہ اس عالم رنگ و بو اور کارخانہ ہست و بود اور تختہ زمین پر قرآن حکیم کے بعد سب سے اصح، جامع، قابل اعتماد اور موثق ترین کتاب جامع صحیح بخاری ہے۔ تمام امت بلا امتیاز مسلک اور افکار و خیالات اس کی صحت، ثقاہت، حجیت اور جامعیت کو تسلیم کرتی ہے مگر بعض حلقوں کی طرف سے صحیح بخاری کی شرعی حیثیت کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جامد تقلید کے بعض مدعی بھی حضرت امام بخاری پر مشق ستم فرماتے ہیں اور منکرین حدیث جنہیں منکرین رسالت کہنا چاہیے وہ بھی امام بخاریؒ کے خلاف برسنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

ان حالات میں وابستگان مسلک اہل حدیث کا عین فریضہ ہو جاتا ہے کہ مسلک امام بخاریؒ کو واضح طور پر علمی دنیا میں پیش کریں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے امام بخاریؒ کے دفاع میں یہ مقالہ سپرد قلم کر کے جماعت اہل حدیث کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے۔ (۱)

امام محمد بن اسماعیل بخاری اقلیم علوم نقلیہ وعقلیہ کے شاہنشاہ اعظم، آسمان اجتہاد کے آفتاب و ماہتاب اور درخشندہ ستارے اور حفاظت حدیث کے شاہسوار ہیں۔ آپ کو خاتمۃ المحدثین اور آیت من آیات اللہ کہا گیا ہے اور غیر مسلم مستشرقین بھی آپ کی عظمت اور جلالت علمی کے معترف ہیں۔ اس کتاب میں مولانا سلفیؒ نے ایمان کے بارے میں خوارج، معتزلہ مرجیہ اور اہل سنت کے نظریات پر بھی بحث کی ہے اور امام بخاریؒ کا یہ مسلک بیان کیا ہے کہ ایمان عمل کے بغیر ناتمام ہے۔ توحید اور نبوت کو محض ایک نظریہ کے طور پر تسلیم کرنے کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں کوئی مسلک بھی محض اقوال و نظریات سے زندہ نہیں رہ سکتا جب تک پوری زندگی کی تعبیر عملاً اس کے مطابق نہ ہو۔ (۲) یہ وہی مشہور بحث ہے کہ ''الایمان یزید و ینقص''، جس کے بارے میں اکابر احناف اور امام بخاریؒ کے معتقدین کے مابین کئی مناظرے ہو چکے ہیں۔ مولانا نے بڑے لطیف مزاح میں یہ بات تحریر کی ہے کہ علامہ عینیؒ سے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور استاذ العلماء سید انور شاہ کاشمیریؒ تک نے یہ کوشش جاری رکھی ہوئی ہے کہ امام بخاریؒ کو حنفی بنا لیا جائے ورنہ صحیح بخاری تو کم از کم ضرور حنفی ہو جائے۔ لیکن علمی حلقے خوب جانتے ہیں کہ نہ صحیح بخاری حنفی ہو سکی اور نہ امام بخاریؒ اپنے منصب سے نیچے آ سکے۔ (۳)

۱۔ مسلک امام بخاری پیش لفظ محمد اسلم سیف فیروزپوری ص ۵ ۲۔ " " " ص ۱۲-۱۱

۳۔ امام بخاریؒ کا مسلک ص: ۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر بالآخر حقیقت کا اظہار ہو کر رہتا ہے فیض الباری شرح بخاری میں وہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں "واعلم ان البخاری مجتهد لاریب فیه" بخاری بلاشک مجتہد ہیں۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ امام بخاریؒ کسی کے مقلد نہیں۔ امام بخاری کا مسلک نامی اس کتاب میں حضرت سلفیؒ نے ثابت کیا ہے کہ شوافع کا یہ دعویٰ کہ امام بخاری شافعی مسلک کے پیرو تھے غلط ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ الجامع الصحیح میں وہ کئی جگہ حضرت امام شافعیؒ سے اختلاف فرماتے ہیں۔ مثلاً شوافع کا مسلک ہے کہ زکواۃ جہاں سے وصول کی جائے وہیں کے فقراء میں تقسیم کی جائے۔ دوسری جگہ تقسیم کرنا درست نہیں۔ مگر امام بخاریؒ نے یہ روایت نقل کی ہے اخذ الصدقة من الاغنياء وترد فی الفقراء حیث کانوا۔ [1] اغنیاء سے صدقہ لے کر فقراء کو تقسیم کر دیا جائے جہاں ہوں۔ دوسری مثال حضرت نے یہ دی ہے کہ شوافع کے نزدیک جمعہ کے لیے چالیس آدمیوں کا اجتماع ضروری ہے۔ امام نے ذکر فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ آدمیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا فرمائی۔ [2] یہ مسلک شوافع کے خلاف ہے۔

اسی طرح مولانا سلفیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ امام بخاریؒ حنبلی بھی نہ تھے اور کئی مسائل میں حنابلہ سے اختلاف کرتے تھے۔ مثلاً حنابلہ کا مشہور مسلک ہے کہ جمعہ قبل الزوال بھی درست ہے۔ امام نے صراحت فرمائی ہے۔ "باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس." [3] اسی طرح حضرت سلفیؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ امام کی مذاہب اربعہ سے کسی کی مخالفت یا موافقت کا انحصار دلیل پر ہے۔ اس لیے ان کی شافعیت یا حنبلیت کا دعویٰ محض خوش فہمی ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ موالک اور احناف نے اچھا کیا کہ خواہ مخواہ انہیں اپنانے کی کوشش نہیں کی اگر ایسا کیا جاتا تو معاملہ بڑا غیر معقول ہوتا۔ مولانا نے ایک مقام پر سید انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ کا امام بخاریؒ کے بارے میں یہ بیان نقل فرمایا ہے۔ ان البخاری عندی سلک مسلک الاجتهاد ولم یقلد احداً فی کتابه بل حکم بما حکم به فهمه. [4]

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے امام بخاریؒ کو مجتہد مطلق فرمایا ہے۔ اسی طرح بعض دیگر اسلاف نے امام بخاریؒ کو مجتہد تسلیم کیا ہے۔

....

۱۔ صحیح بخاری جلد ۱ مطبوعہ منہ ص ۲۰۲ ۲۔ " " " ص ۱۲۸ ۳۔ " " " " ص ۱۲۳

۴۔ فیض الباری جلد اول ص ۳۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے ''الاعتصام'' میں ''حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں'' کے عنوان سے چند مضامین تحریر فرمائے تھے۔ ان مضامین کی افادیت کے پیش نظر احباب جماعت نے مطالبہ کیا کہ مولانا اس پر نظر ثانی فرمائیں اور ان مقالہ جات کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ عدیم الفرصتی کی بنا پر مولانا موصوف نے اسی کام کو التوا میں رکھا اور جب فرصت دستیاب ہوئی آپ نے ان مضامین میں ترمیم و اضافہ فرمایا تو مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم کمیر پوریؒ نے اس کتاب کا افتتاحیہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ ''نقلی مسیح اور امن پسند مہدی'' کے انداز کا ایک فتنہ جنم لے رہا ہے۔ یہ فتنہ انکار حدیث ہے۔ اس فتنے کا بانی اپنے غلط اور مغالطہ آمیز استدلال کی وجہ سے نئے تعلیم یافتہ طبقے کو متاثر کر کے اخلاقی بے راہ روی کے لیے میدان ہموار کر رہا ہے۔ اسلام کے نام پر یہ لوگ جو الحاد پھیلا رہے ہیں وہ اسلام کے خلاف سابقہ فتنوں سے زیادہ مہلک ہے اور اسلام کی بنیادی اقدار کے لیے تباہ کن ہے۔ (۱)

مولانا حافظ کمیر پوریؒ نے منکرین حدیث کے بعض ائمہ تلبیس کی نشاندہی بھی کی ہے کہ ہندوستان میں منکرین حدیث کے امام مولوی عبداللہ چکڑالوی آنجہانی ہیں اور ان کے خلفاء میں خواجہ احمد دین امرتسری۔ مولوی محمد رمضان (گوجرانوالہ) مولوی حشمت علی گرداسپوری ہیں۔ ان گمراہ لوگوں کے خیالات کی اشاعت میں حافظ محبوب الحق بہاری علامہ اسلم جیراجپوری اور تمنا عمادی کی کوشش کو بہت دخل ہے۔ اس فتنے کو جدید رنگ (Modernise) دینے کا سہرا غلام احمد پرویز کے سر ہے جس کا مبلغ علم قرآن مجید کے تراجم 'انسائیکلوپیڈیا اور اردو لٹریچر تک محدود ہے' لیکن اس علمی بے بضاعتی کے باوجود انہیں مزاج شناس قرآن ہونے کا دعویٰ اور معارف قرآن لکھنے کا شوق ہے۔ (۲)

حضرت مولانا سلفیؒ نے اس کتاب میں نہایت اچھوتے انداز میں قرآن مجید سے حجیت

۱۔ حدیث کا تشریعی مقام ص ۶ ۲۔ حدیث کا تشریعی مقام ص ۷۔۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر بحث فرمائی ہے۔مولانا کے دلائل دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے مقالہ لکھ کر منکرین حدیث پر اللہ کی حجت پوری کر دی ہے۔اب منکرین حدیث کے لیے دو ہی راہیں ہیں کہ یا تو قرآن کے واضح نصوص کے سامنے اپنے باطل دعاوی سے دستبردار ہو جائیں یا پوری جرات سے کام لیں اور حدیث کی طرح قرآن کا بھی انکار کر دیں۔

حضرت مولانا نے فلا وربک لایومنون اور ماکان لمومن ولا مومنة اذقضی الله ورسوله سے استدلال کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ دنیوی حیثیت سے رسول حاکم اور امیر ہے اور اپنے روحانی منصب کے لحاظ سے وہ پیغمبر ہے۔اگر دنیوی حیثیت سے اس کے فیصلہ سے انکار کی صورت میں ایمان کی نفی ہو سکتی ہے تو اس کے روحانی منصب سے اختلاف یا اس کی حجیت سے انکار تو بطریق اولیٰ ایمان کی موت کے ہم معنی ہوگا۔بعض آیات کا حوالہ دے کر مولانا نے بعض نتائج اخذ فرمائے ہیں مثلاً ص ۱۶ کتاب ھذا میں رقمطراز ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی قبولیت شرط ایمان ہے۔(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد ذاتی پسند کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔(۳) اگر کوئی اپنی پسند کے لیے اصرار کرے اور اپنی پسند کے مطابق فیصلہ کی سعی کرے تو اس کے لیے ضلال مبین کی وعید موجود ہے۔

مولانا نے ایک بڑی اہم حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے (کتاب ھذا ص ۲۰) ''بعض منکرین حدیث نے بڑی عنایت فرمائی ہے کہ حدیث نبوی کو مقدس تاریخی دستاویز قرار دیتے ہیں۔حدیث نبوی کو صرف تاریخی دستاویز کی حیثیت دینا انکار نبوت ہے۔چونکہ سنت کے ان حصوں پر جن میں کچھ تاریخی تذکرے موجود ہیں شاید تھوڑی دیر کے لیے یہ لفظ گوارا کر لیا جائے۔لیکن اوامر ونواہی' ترغیب وترہیب' زہد وورع' اخلاق وعبادات' اذکار وادعیہ پر کیونکر تاریخ کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔یہ دھوکہ اور دجل ہے اور ان الفاظ میں نفاق کی بو ہے۔[1]

اس کتاب میں مولانا نے قطعی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حدیث نبوی کے بغیر حلت و حرمت' عبادات اور دیگر دینی معاملات حل نہیں ہو سکتے۔آخر میں مولانا نے ذرا سخت لہجہ استعمال فرمایا ہے کہ ''طلوع اسلام'' اور اسی قسم کے دوسرے رسائل جس قسم کی دینی تربیت کر رہے ہیں اس کو دین کا نام نہیں دیا جا سکتا۔یہ اس قسم کی آزادی کی تلقین کر رہے ہیں جس کا

۱۔ حدیث کا تشریعی مقام ص ۲۰-۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام اسلام تو کجا کسی تنظیم کفر میں بھی نہیں۔ ہاں یہ لوگ اشتراکیت کی وسعتوں میں کوچہ گردی کر سکتے ہیں۔

ہندوستان میں مغل حکومت کے زوال کے بعد عیسائی مشنری' سوامی دیانند کی آریہ تحریک اور قادیانی نبوت اہل اسلام کے لیے نہایت خطرناک تھی۔ علمائے اسلام اور محب وطن رہنماؤں نے ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسی طرح تقسیم ملک سے پہلے اور تقسیم ملک کے بعد یہ فتنہ انکار حدیث بھی بڑے منظم طریقہ سے حدیث نبوی کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق ایک مقدس گروہ ہمیشہ "جنود ابلیس" کے مقابل صف آرا رہا اور ان کے حملوں کا کامیاب دفاع کرتا رہا۔ یہ انہی حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ذخیرہ حدیث بحفاظت تمام موجود ہے اور آج بھی تشنگان علوم نبویہ اس چشمہ صافی اور آب زلال سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

لیکن یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج سنت اور حدیث کا یہ سرمایہ اور سیرت نبوی کا گرانقدر ذخیرہ جس پر غیر مسلم بھی علما اسلام کو خراج عقیدت ادا کرتے ہیں۔ آج اسلام کے نام لیوا اس امتیاز کو ختم کرنے' اپنے اسلاف کی علمی مساعی کو بنظر تحقیر دیکھنے اور اس کو یہودیانہ تحریف اور عجمی سازش کا افسانہ قرار دیتے ہیں۔ بہرحال حضرت مولانا نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھا کر دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں اور حدیث نبوی کے دفاع کا حق ادا کیا ہے۔ واللہ یختص برحمته من یشاء.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام حکومت کا مختصر خاکہ

یہ پُر مغز اور بصیرت افروز مقالہ حضرت مولانا نے ۱۹۵۴ء میں تحریر فرمایا تھا اور ادارہ اشاعت السنۃ کی طرف سے شائع کر دیا گیا تھا۔ جن مسائل پر مقالہ میں بحث اس زمانہ میں کی گئی تھی وہی مسائل آج بھی بحث و تمحیص کا موضوع بن رہے ہیں۔ یہ مقالہ مولانا کی سیاسی بصیرت اور جلالت علمی کا زندہ ثبوت ہے۔ آغاز مقالہ میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے۔

''یہ حقیقت اب مخفی نہیں رہی کہ متحدہ ہندوستان میں اہل حدیث کی تحریک نے اپنے آغاز ہی سے ہند کے نظام ملک کو دینی بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس گوہر کی تلاش میں دریائے اٹک اور دریائے کنار کی گہرائیوں سے حضرو کے میدانوں اور اسی ماحول کے پہاڑوں کی چوٹیوں تک کو چھان مارا۔ اس راہ کے بیسوں شہید اس علاقے کے گرد و نواح میں آج محو خواب ہیں۔ انگریز اور سکھ دونوں کے خلاف لڑ کر جام شہادت نوش کرنے والوں کا اس کے سوا کچھ مقصد نہ تھا کہ وہ دین حق کو سرزمین ہند میں غالب دیکھیں اور کلمہ حق کو سر بلند کریں۔ مولانا نے اس مقالہ میں اظہار تاسف کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ اوائل صدی میں اگر اس مکتب فکر کے ساتھ معاندانہ جنگ نہ لڑی جاتی، شہدائے بالاکوٹ کے پروگرام کو وہابیوں کے نام سے بدنام نہ کیا جاتا تو دنیا میں اسلام کا جغرافیہ آج بالکل مختلف ہوتا اور آج کے مؤرخ کی رائے دنیائے اسلام کے متعلق بالکل اور ہوتی مگر۔ يفعل الله مايشاء.(۱)

مولانا نے تحریر فرمایا ہے کہ عصر حاضر کے پیش آمدہ مسائل اور ان کی جزئیات ایسی تو نہیں کہ کوئی فقہ کی کتاب نکال کر فتویٰ تحریر کر دیا جائے اور اپنے مکتب فکر کے افراد کو خوش کر دیا جائے۔ آپ کا فرمانا ہے کہ ان جزئیات کے متعلق مروجہ فقہیں بالکل خاموش ہیں۔ اس لیے اصول اور ادلہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد مولانا نے سرمایہ دارانہ نظام اور انگریز کی منحوس یادگاروں اور سرمایہ داری کے اثرات بد اور اشتراکیوں کی تخریب کاری پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے کہ کسی طرح اسلام دشمن قوتوں نے Haves اور Have not کے چکر میں ڈال کر مسلمانوں کو طبقاتی کشمکش میں

۱۔ الاعتصام ۱۹ ستمبر ۱۹۶۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجھا دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اسلامی نظام حکومت میں آجر اور اجیر کے فرائض پر روشنی ڈالی ہے۔ مولانا نے یہ عجیب نکتہ آفرینی فرمائی ہے کہ سرمایہ دار دولت مند کا نام نہیں۔ سرمایہ دار وہ ہے جو زکوٰۃ اور دیگر حقوق ادا نہ کرے۔ اسلام کو نہ دولت مند سے دشمنی ہے نہ فقیر سے محبت' نہ کسان سے بغض ہے اور نہ زمیندار سے الفت' اس کے نظام میں ہر ایک کے حقوق و فرائض متعین ہیں۔ جو شخص اسلام کی حدود و قیود توڑے گا وہ قابل نفرت ہے۔ خواہ وہ مزدور ہو یا کارخانہ دار۔

اس کے بعد حضرت سلفیؒ نے اسلامی حکومت کے اساسی نکات بیان فرمائے ہیں۔ یہ پانچ بنیادی نکات حسب ذیل ہیں۔

(۱) انصاف (۲) شوریٰ (۳) انتخاب (۴) اخلاق و اعمال صالح (۵) عوام کی خدمت

اس کے بعد آپ نے کتاب و سنت کی روشنی میں حکومت اور حکام کے ذاتی کریکٹر حکومت اور حکام کی ذمہ داریاں اور حکام کے اخراجات اور طریق معیشت پر روشنی ڈالی ہے۔ فرائض حکومت میں بنیادی چیز احساسِ ذمہ داری اور جذبہ خدمت پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اور قومی ملکیت کے مسئلہ پر فقہاء کی آراء نقل کی ہیں۔ حکومت کی طرف سے شخصی ملکیت میں مداخلت کے حق میں حضرت خالدؓ بن ولید کا واقعہ جس میں حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا تھا اور ان کے بیس ہزار درہم ضبط کر لیے تھے' پیش کر کے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔ اگلے ابواب میں آپ نے حکومت کی طرف سے جائیداد کی ضبطی' تحفظ اخلاق مخرب اخلاق لٹریچر کی ضبطی' وقف میں تصرف' حکومت اور جرمانے' بدنی سزا' تجارت کی آزادی اور کنٹرول' خوراک اور حکومت کی ذمہ داری' ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹ کے متعلق شریعت کا نقطہ نظر اور اضطراری کیفیت میں بعض رخصتوں کا ذکر دلنشین اور مدلل انداز میں کیا ہے۔ اس مقام پر آخر میں مولانا نے فرمایا ہے کہ قانون اسلامی میں سرمایہ دار' مزدور' کسان' زمیندار' سب سوسائٹی کے اجزا ہیں اور معاشرہ کی تشکیل میں سب کا مادی حصہ ہے اس لیے سب کو قانون کی لازماً پابندی کرنا ہوگی۔ سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں سے اسلام کا کوئی واسطہ نہیں۔ اسلام خود ایک جامع قانون ہے جس کی تعبیر نہ اشتراکیت سے ہوسکتی ہے نہ کمیونزم سے' ملت عشق کی اپنی ایک خاص راہ ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اشتراک نہیں ہے۔ (۱)

ملت عشق از ہمہ ملت جُدا است
عاشقاں را مذہب و ملت خدا است

۱۔ الاعتصام ۱۶ جنوری ۱۹۷۰ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلفیؒ کی کتابوں کے عربی تراجم

تفسیر قرآن مجید کے بعد حضرت کا پسندیدہ موضوع حدیث' حجیت حدیث' تدوین حدیث اور محدثین کرام کے کارنامے تھا۔ اسی بنا پر حضرت مولانا کو محدثین کرام اور مسلک اہل حدیث سے محبت تھی۔ حضرت کی اکثر تالیفات چونکہ عالمانہ' محققانہ اور مدلل ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے بعض عرب شیوخ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ایسی نابغہ روزگار شخصیت کی کتب کا عربی میں ترجمہ ہونا چاہیے تھا تاکہ عرب دنیا بھی آپ سے استفادہ کر سکے۔ ویسے بھی کویت' سعودی عرب اور یمن کے علاقوں میں سلفیت کا غلبہ ہے۔ اس وجہ سے بھی وہ چاہتے تھے کہ ایک صحیح العقیدہ سلفی عالم کا ورثہ عالم عرب کی طرف بھی منتقل ہونا چاہیے۔

چنانچہ ہندوستان کے دو معروف عربی زبان وادب کے ادیبوں نے مولانا کی حسب ذیل کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ حضرت مولانا کی یہ کتب مطالعہ دار السیاسۃ الکویت کی طرف سے شائع کیے گئے ہیں۔

(۱) جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث' ایک تنقیدی جائزہ' اس کتاب کی تعریب وتقدیم و تعلیق صلاح الدین مقبول احمد نے کی ہے اور عربی میں اس کا نام ''موقف الجماعۃ الاسلامیہ من الحدیث النبوی'' دراستہ نقدیہ مسلک الاعتدال للشیخ المودودی۔

(۲) تحریک آزادی فکر وشاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی' اسی کتاب کی تعریب ڈاکٹر مقتدیٰ حسن الازہری نے کی ہے اور عربی نام ''حرکۃ الانطلاق الفکری وجھود الشاہ ولی اللہ فی التجدید'' رکھا ہے۔

(۳) رسالہ حیاۃ النبی کی تعریب ہو چکی ہے اور مترجم دکتور مقتدیٰ حسن ازہری ہیں' اس کتاب کا نام ''رسالۃ فی مسألۃ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے''

(۴) مولانا کی کتاب زیارت قبور کتاب وسنت کی روشنی میں۔

اس کا عربی میں ترجمہ ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری نے کیا ہے اور یہ کویت میں چھپی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کا عربی نام "مسألة زيارة القبور في ضوء الكتاب والسنة" ہے۔
مولانا کی دیگر کتابیں حسب ذیل عنوانوں سے عربی میں منتقل کی جارہی ہیں۔

(۱) السنة في ضوء القرآن
(۲) مكانة النسة في التشريع الاسلامي
(۳) صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم
(۴) تخطيط و جيز للحكومة الاسلامية.
(۵) مذهب الامام البخاري.

مولانا کی ان عربی کتب کو ہندوستان کا ایک ادارہ جس کا نام ادارۃ البحوث الاسلامی والدعوۃ والافتاء (جماعت سلفیہ ہند) بھی شائع کرنے کا اہتمام کررہی ہے۔ نیز حکومت سعودی عرب کی طرف سے بھی مولانا کی بعض کتابوں کے عربی تراجم مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اس طرح عرب دنیا بھی حضرت سلفیؒ کے ملفوظات سے سیراب ہورہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

آپ کے شیوخ۔ اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ پنجاب

حضرت مولانا حافظ عبدالمنانؒ وزیرآبادی ۱۲۶۷ھ۔۱۳۳۴ھ

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی آپ کے متعلق تاریخ اہل حدیث میں لکھتے ہیں۔۔۔

''آپ ان میاں صاحب (سید نذیر حسین شیخ الکل دہلوی) کے لائق شاگردوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے علم حدیث کی اشاعت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ آپ بلاتردد قریباً سارے پنجاب کے استاد حدیث ہیں۔ کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہیں جس میں آپ کے شاگرد نہ ہوں۔ آپ موضع کرولی تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم کے اعوان خاندان کے روشن چراغ تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۶۷ھ میں ہوئی۔ سات سال کی عمر میں آپ کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے مسجد میں بٹھایا گیا۔ مگر ۹ سال کی عمر میں نزول الماء کے عارضہ سے آپ آنکھوں سے بالکل معذور ہوگئے۔ اس عالم میں تحصیل علم کے لیے مختلف بلاد کا سفر کرتے رہے۔ گجرات کاٹھیاواڑ' بمبئی' ریاست بھوپال کے سفر کے بعد آخر کار آپ دہلی میں حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیگر علوم کے ساتھ علم حدیث کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ اس کے متعلق مجھے چشم دید حالات اور حافظ صاحب موصوف کے بیان فرمائے ہوئے کتب سے واقعات معلوم ہیں۔ مگر بخوفِ طوالت اس مختصر ترجمہ میں ان کو بیان نہیں کرسکتا۔ آپ کو علم حدیث کے ساتھ ایک نادر عشق تھا۔ چنانچہ تدریس کے وقت جو کیفیت آپ پر طاری ہوتی تھی اس کا اثر اہلِ ذوق طلبا پر بھی پڑتا تھا۔ اس کے بھی بہت سے واقعات ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ میری بیس برس کی عمر تھی کہ جناب عبداللہ صاحب غزنوی نے مجھے درس حدیث کی مسند پر بٹھایا۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک میں امرتسر میں درس دیتا رہا۔ اس کے بعد وزیرآباد آیا۔ ابتدا میں یہاں بعض لوگوں نے شدت سے میری مخالفت کی۔ چنانچہ بعض اوقات مجھے گٹھڑی کی طرح باندھ کر باہر کھیتوں میں پھینک دیا جاتا۔ میں پھر شہر میں آجاتا۔ یہاں تک کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ نے اکثر لوگوں کو میرا عقیدت مند بنا دیا۔

انسانوں کے علاوہ جنات نے بھی آپ سے علم حدیث حاصل کیا۔ اس امر کے بھی کئی واقعات آپ نے خود مجھ سے ذکر فرمائے۔ آپ اپنے شاگردوں پر خصوصی نظر التفات رکھتے اور ان کی دلداری میں ہر طرح سعی فرماتے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری مرحوم اور عاجز پر خصوصی نظر عنایت تھی۔ اس بات کی شہادت آپ کا ہر شاگرد دے سکتا ہے۔ آپ کی تدریس حدیث کا شہرہ اس قدر بلند ہوا کہ آپ کے پاس علم حدیث کی تحصیل و تکمیل کے لیے ایسے ایسے علما بھی آتے رہے جو دیگر فنون میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ آپ ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہؒ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ بعض متشدد لوگ آپ سے حدیث پڑھنے آتے مگر یہ شرط کر لیتے کہ حدیث تو آپ سے پڑھیں گے لیکن نماز آپ کے پیچھے ادا نہیں کریں گے۔ آپ اس شرط کو بخوشی منظور فرما لیا کرتے۔

وعظ و تذکیر

وعظ و تذکیر کے بیان میں اس قدر زور تھا کہ یہ احساس ہوتا تھا کہ علم حدیث کا دریا بہہ رہا ہے۔ حاضرین پر اس کا خاص اثر ہوتا تھا۔ شمس العلماء مولانا میر حسن سیالکوٹی (جو میرے اور علامہ سر محمد اقبال کے استاد تھے) کو جناب حافظ صاحب مرحوم سے کمال عقیدت تھی۔ وہ ان کے انداز تقریر سے از حد متاثر تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب میں ایک کمال ہے کہ مسائل میں آپ متشدد اور تنگ نظر نہیں ہیں۔ اور سوال و جواب کے سلسلہ میں اپنی بات سے رجوع کرنا پڑے تو ہچکچاتے نہیں۔

آپ کے شاگرد

آپ کے شاگرد نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان، پاکستان کے اکثر شہروں میں، دیہاتوں میں پائے جاتے ہیں، چنانچہ مدراس، دہلی، کلکتہ، رنگون (برما کا دارالخلافہ) اور دوسرے مشہور شہروں میں آپ کے بہت سے شاگردوں سے میری ملاقاتیں ہوتیں جن میں سے بعض میرے زمانہ تعلیم سے پیشتر آپ سے علم حدیث کی تکمیل کر چکے ہے۔ سید ابوالحسن تبتی صحیح مسلم میں میرے ہم درس تھے، علامہ ''نجد'' کے ایک شاگرد کی سند آپ کے حکم سے میں نے خود لکھی اور اس پر آپ کی مہر لگائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث وزیر آبادی کی وصیت اور وفات

مرض الموت میں آپ نے مجھے اور میرے عم زاد بھائی مولوی ''احمد دین'' سیالکوٹی کو بلایا اور کہا کہ میرا کتب خانہ اسی مسجد میں تدریس حدیث کے لیے استعمال کیا جائے۔ یہ وقف ہے۔ میری اولاد میں سے کسی کو اس کی ملکیت کا حق نہ ہوگا۔ اگر یہاں درس قائم نہ رہے تو یہ کتب خانہ دہلی میں اہل حدیث کانفرنس کی تحویل میں دیدیا جائے۔ اس کے بعد آپ نے گھر سے ململ کی ایک پرانی دستار منگوا کر فرمایا کہ میاں صاحب مرحوم نے یہ مجھے عنایت فرمائی تھی' اس کو میرے کفن میں استعمال کرنا۔ آپ نے ماہِ رمضان ۱۳۳۴ھ میں وفات پائی۔

مسلمانان وزیر آباد کے علاوہ کئی شہروں سے شاگرد اور ہزار ہا ارادت مند بلا تفریق مسلک نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ نماز جنازہ میرے دوسرے استاد اور آپ کے سمدھی مولانا غلام حسن سیالکوٹی نے پڑھائی۔ مولانا ثناءاللہ صاحب مرحوم نے اس روز فرمایا کہ ''آج اس زمانے کا امام بخاری فوت ہوگیا ہے۔''(۱)

مولانا لکھنوی (حضرت مولانا عبدالحی حسنی لکھنوی) اپنی شہرہ آفاق کتاب نزہۃ الخواطر میں فرماتے ہیں۔

''آپ نے شیخ عبدالجبار ناگپوری' حکیم محمد احسن حاجی پوری' شیخ نذیر حسین دہلوی' اور شیخ عبدالحق بن فضل اللہ نیوتنی سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد امرتسر گئے اور پورے دو سال تک شیخ عبداللہ غزنویؒ کے ساتھ رہے۔ آپ کی صحبت سے از حد فیض اٹھایا۔ بعد ازاں ۱۲۹۲ھ میں وزیر آباد چلے گئے اور برابر درس و تدریس کے کام میں ہی لگے رہے۔ یہاں تک کہ ۳۵ مرتبہ سے زیادہ صحاح ستہ پڑھائی۔

آپ کو لغت اور نحو پر کامل دستگاہ تھی۔ رجال کی جرح و تعدیل' ان کے طبقات اور تمام فنون حدیث پر کامل دسترس تھی۔ آپ کو حدیث میں صحیح و ضعیف کی پہچان کے علاوہ قرآن و حدیث کے متن بھی از بر تھے۔ آپ نے حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین کے تلامذہ میں منفرد مقام حاصل کیا۔ چنانچہ کثرت درس کے اندر نہ تو کسی نے آپ کا درجہ حاصل کیا نہ آپ کا کوئی قریبی درجہ''(۲)

علامہ شمس الحق ڈیانوی کہتے ہیں:

۱۔ تاریخ اہل حدیث ص ۴۲۷-۴۳۰ ۲۔ نزہۃ الخواطر ص ۳۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں میں کسی کے شاگرد ان سے زیادہ نہیں دیکھے۔آپ نے پنجاب کو شاگردوں سے بھر دیا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس زمانہ میں صحاح ستہ کے حافظ ہیں۔سید نذیر حسین نے آپ کو پنجاب میں اپنا نائب بناتے ہوئے۔۱۳۲۰ھ میں ان کے سر پر اپنا عمامہ لپیٹا۔[1]

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ اپنے استاد کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''۱۲۶۷ھ میں بمقام کرول سیداں ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔اعوان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ابھی عمر عزیز آٹھ سال کی ہی تھی کہ آشوبِ چشم کی وجہ سے بصارت جاتی رہی اور نابینائی کی حالت میں علم حاصل کیا۔مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ۔میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ اور مولانا شیخ عبدالحق سے حدیث پڑھی اور حافظ الحدیث کہلائے۔اپنی زندگی میں ساٹھ مرتبہ صحاح ستہ پڑھائی۔پنجاب' سندھ' بنگال' بہار' تبت' کابل اور یمن تک کے علاقوں میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے تھے۔

منظوم داستانِ حیات

مولانا کے ایک شاگرد جن کا اسم گرامی لدھے خان بن رجب علی سکنہ گھرتل ہے۔فرماتے ہیں کہ مولانا نے مارچ ۱۹۰۷ء کو خود اپنی سوانح حیات کے اہم واقعات انہیں تحریر کرائے تھے۔پھر مولانا کی وصیت کے مطابق مولانا سلطان احمد صاحب سکنہ نت کلاں نے اس سوانح حیات کو پنجابی اشعار میں نظم کر کے شائع کیا تھا۔مولانا کی اس سوانح حیات میں آپ کے ۸۰ سے زیادہ شاگردوں کے نام تحریر کیے گئے ہیں۔مولانا کے تمام شاگردوں کے نام تحریر کرنا تو مشکل ہوگا۔مگر ذیل میں ان کے نامور شاگردوں کے نام پیش کیے جاتے ہیں۔

محدث وزیر آبادی کے نامور شاگرد

(۱) مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ
(۲) مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹیؒ
(۳) مولانا محمد عبداللہ صاحب گجراتی
(۴) مولانا محمد علی صاحب لکھوی
(۵) مولانا فیض اللہ صاحب سندھی
(۶) مولانا عبدالحلیم صاحب سندھی
(۷) مولانا سید ابوالحسن تبتی
(۸) مولانا عبدالرحیم صاحب تبتی

۱۔ نزہۃ الخواطر ص ۳۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) شیخ احمد دمشقی
(۱۰) شیخ علی بن معالی نجدی
(۱۱) شیخ اسماعیل بن عبدالمالک یمنی
(۱۲) مولانا عبداللہ صاحب یاغستانی
(۱۳) مولانا نوراللہ صاحب کابلی
(۱۴) مولانا عبدالصمد بنگالی
(۱۵) مولانا عبدالرشید مرشد آبادی
(۱۶) مولانا محمد شریف عیسیٰ خیل
(۱۷) مولانا احمد شاہ ہزارویؒ
(۱۸) مولانا خان محمد حمید پوریؒ
(۱۹) مولانا حافظ محمد گوندلویؒ
(۲۰) مولانا سید عبدالحق ملتانیؒ
(۲۱) مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (۱)

اسی مختصر فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کے شاگرد نہ صرف ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پھیلے ہوئے تھے بلکہ تبت۔ یمن۔ نجد۔ روس اور کابل میں بھی آپ کے شاگرد موجود تھے۔ حضرت حافظ صاحب کے شاگردوں میں جنات بھی تھے۔ آپ کے ایک جن شاگرد جس کا نام جمہ تھا اس کے بارے میں کئی واقعات مشہور ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی بیک وقت عرب وعجم اور جن وانس کے استاد تھے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

حضرت مولانا وزیر آبادی کے مفصل تعارف سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ حضرت سلفیؒ کو رب العزت نے فنِ حدیث میں جو مہارت عنایت فرمائی تھی اس کی ایک اہم وجہ ایک نابغہ روزگار استاد سے کسبِ فیض تھا۔ آج کا المیہ یہ ہے کہ نہ آج ایسے اخلاص کیش اساتذہ میسر ہیں اور نہ ایسے تلامذہ۔ آں قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند۔

۱۔ سوانح حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادیؒ مصنفہ لدھے خان بن رجب علی ص ۱۶۔۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی

برصغیر پاک و ہند کی اہل حدیث تاریخ میں ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جب ان کا کوئی اہم جلسہ' کوئی کانفرنس' کوئی بلند پایہ علمی و دینی مجلس اور کوئی محفل مناظرہ "شیخین" یعنی حجت الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور فاضل فہیم و شہیر حضرت مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کے بغیر مکمل نہ ہوتی تھی۔ یہ حضرات صحیح معنوں میں اپنے وقت کے امام تھے۔ انہوں نے انفرادی یا مشترکہ طور پر دینِ حق اور مسلک سلف کی جو تحریری' تقریری' تدریسی و علمی اشاعت کی وہ کئی بڑی بڑی انجمنوں اور جماعتوں کے کام پر بھاری ہے۔

خاندانی حالات اور تعلیم و تعلم

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی شہر سیالکوٹ کے ایک معزز کشمیری گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی مستری قادر بخش مرحوم اپنے وقت کے بہترین عماراتی ماہر اور کامیاب ٹھیکیدار تھے۔ شہر کے چند روسا میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ گو خود صاحب علم نہ تھے مگر نیک خو تھے اور علمائے کرام کی صحبت کے شائق تھے۔ علماء کو گھر بلاتے اور ان کی میزبانی کا شرف حاصل کرتے۔ ان کا یہی مشغلہ مولانا کی علمی ترقی کا پیش خیمہ بن گیا۔ ابتدا میں تو انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کو سکول داخل کرا دیا۔ جب مولانا نے میٹرک پاس کر لیا تو آپ کو مرے کالج میں داخل کرا دیا گیا۔ مگر اسی اثنا میں گھر میں علماء کی آمد و رفت اپنا اثر کر چکی تھی۔ چنانچہ مولانا میر نے ۱۸۹۶ء میں کالج کو خیر باد کہا اور والد مکرم کی اجازت سے ہمہ تن علوم عربیہ و اسلامیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر کے مشہور عالم باعمل حضرت مولانا غلام حسنؒ سیالکوٹی سے حاصل کی۔ ازاں بعد بخت نے مزید یاوری کی اور استاد پنجاب محدث زماں حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی مولانا میر کے والد کی دعوت پر سیالکوٹ تشریف لائے۔ دوران گفتگو حضرت حافظ صاحب نے پوچھا کہ آپ کے کتنے صاحبزادے ہیں۔ جواب ملا دو۔ حضرت حافظ صاحب نے فرمایا اچھا ایک تم رکھ لو اور یہ ابراہیم مجھے دیدو۔ والد نے بلا تامل بیٹے کا بازو پکڑ کر حضرت حافظ صاحب کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور کہا کہ لیجئے! ابراہیم آپ کے سپرد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حافظ صاحب مولانا میر کو لے کر وزیر آباد پہنچے اور تھوڑے ہی عرصہ میں حدیث شریف کے ضروری اسباق پڑھا کر علم حدیث کے تحقیقی مطالعہ کا گر سمجھا دیا۔ مولانا نے گھر واپس پہنچ کر حضرت حافظ صاحب کے بتلائے ہوئے طریقہ پر حدیث پڑھنی شروع کی۔ وہ صحاح ستہ کی ساری کتابوں کا ایک ہی باب نکال کر انہیں اپنے سامنے پھیلا لیتے اور ان کا مطالعہ کرتے رہتے۔ اس دوران آپ کے والد گرامی آپ کو پنکھا کرتے رہتے۔

نہ بیٹے کے عرض کرنے پر یہ خدمت چھوڑتے اور نہ کسی نوکر کو یہ سعادت حاصل کرنے دیتے۔ کتب حدیث کا اس طرح مطالعہ کرنے کے بعد مولانا' حافظ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور امتحان دے کر سند فراغت حاصل کی۔

حفظِ قرآن

مولانا مرحوم فہم رسا کے ساتھ ساتھ زبردست قوت حافظہ کے مالک تھے۔ ایک دفعہ شعبان کے آخری ایام میں آپ کی نیک سیرت والدہ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اللہ کوئی ایسا رمضان بھی لائے گا جس میں وہ اپنے خاوند کے زیرنگرانی تعمیر کردہ شاندار اور خوبصورت مسجد میں اپنے پیارے ابراہیم سے تراویح میں قرآن سن سکیں۔ سعادت مند بیٹے نے ماں کی اس خواہش کو اگلے سال تک اٹھا رکھنا بھی گوارا نہ کیا اور اسی وقت حفظِ قرآن پر کمربستہ ہوگئے۔ کیفیت یہ ہوئی کہ رمضان المبارک میں صبح کے وقت ایک پارہ یاد کر لیتے اور رات بلاتکلف اسے تراویح میں سنا دیتے۔

حضرت مولانا نے اپنی تصنیف نجم الھدیٰ کے دیباچہ میں اس محیرالعقول واقعہ کا مختصراً ذکر کرنے کے بعد بالکل بجا طور پر لکھا ہے۔ وھٰذا من نوادر النعم علی ھٰذا العبد.

مطالعہ کا شوق اور کتب خانہ

مولانا مرحوم کو مطالعہ کتب بینی کا ازحد شوق تھا۔ گھریلو غنا کے سبب ساری عمر کسبِ معیشت کی ضرورت سے بے نیاز رہے۔ والد نے وسیع جائیداد چھوڑی تھی۔ اسی پر گزر ہوتی رہی اور ساتھ ساتھ حصول کتب کی کوشش بھی فرماتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موصوف کا کتب خانہ برصغیر کے بہترین کتب خانوں میں شمار ہونے لگا۔ یہ کتب خانہ جس میں مختلف علوم وفنون عربیہ و اسلامیہ کی بہترین کتابیں جمع ہیں اور آج بھی بحمداللہ محفوظ ہیں۔ حضرت مولانا نے اس کتب خانہ کو جماعت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آج بھی مدرسہ ابراہیمیہ کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ شہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بیرون شہر کے طلبا استفادہ کر رہے ہیں۔

تدریسی سرگرمیاں اور تلامذہ

مولانا موصوف نے ۱۹۱۸ء میں مدرسہ دارالحدیث کی بنیاد رکھی۔ اس میں تقریباً ساٹھ ستر طلبا چار سال تک اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد مولانا نے اپنے بعض احباب مقیم دہلی خصوصاً حاجی عبدالرحمٰن صاحب کی خواہش پر اسے ''دارالحدیث رحمانیہ'' کے نام سے دہلی منتقل کر دیا اور خود بھی کچھ عرصہ وہاں رہ کر اس میں پڑھاتے رہے۔ وہاں سے وطن واپس ہوئے تو ایک نئی طرز کا مدرسہ جاری کیا۔ جس میں عام مدارس کے طلبا کو جن کے پاس سند فراغت ہوتی حدیث و تفسیر کی بڑی بڑی کتابیں پڑھائی جاتیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دینے کی ٹریننگ دی جاتی۔ مگر یہ مفید سلسلہ زیادہ عرصہ تک نہ چل سکا۔ ایک تو مولانا موصوف کو شکایت تھی کہ اس مقصد کے لیے قابل تلامذہ نہیں ملتے اور دوسرے انہیں تبلیغی دوروں اور مناظروں کے لیے اکثر شہر سے باہر جانا پڑتا۔ تاہم دارالحدیث اور مذکورہ مدرسہ کے زمانہ میں بیسیوں شاگردوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ ان خوش نصیب تلامذہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی ایڈیٹر اخبار اہل حدیث سوہدرہ۔ مولانا محمد عبداللہ ثانی۔ مولانا ابوحفص عثمانی۔ مولانا حافظ عبداللطیف ملتان اور مولانا عبدالعزیز ناظم دارالحدیث اوکاڑہ علیہم الرحمہ وغیرہم جیسے جلیل القدر علماء کے علاوہ بنگال، یوپی اور دیگر صوبہ جات ہند کے کئی نامی علماء شامل ہیں۔

تبلیغ و مناظرے

آپ کا شمار اپنے زمانہ کے بہترین مقررین و مناظرین میں ہوتا تھا۔ تقریر قرآن و حدیث کے معارف و حقائق کا خزینہ ہوتی جس کی تاثیر اپنے پرائے محسوس کرتے۔ تقاریر اور تبلیغ کے لیے آپ کو دہلی، مدارس، یوپی، سی پی، بنگال، بہار، حیدر آباد دکن اور رنگون وغیرہ دور دراز شہروں میں متعدد مرتبہ مدعو کیا گیا۔ اسی طرح آپ نے مرزائیوں، عیسائیوں اور آریوں سے کامیاب مناظرے کیے۔ آریوں اور عیسائیوں سے مناظرہ کے لیے آپ اکثر رئیس المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ کے ساتھ شرکت فرماتے۔ مگر بیسیوں مرتبہ یہ جنگیں آپ نے تن تنہا یا مولانا احمد دین گکھڑوی اور مولانا نور حسین گرجاکھی کی اعانت سے بھی لڑیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی سرگرمیاں

آپ نے سیاست میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ کچھ عرصہ تک آپ جمعیۃ العلماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی رہے۔ مگر بعض سیاسی مسائل میں اپنے مسلک کی روشنی میں ان سے برملا اختلاف کا اظہار کرتے رہے۔ ۲۱۔۱۹۲۵ء کے دوران جب کہ ہندو مسلم اتحاد کی تحریک زوروں پر تھی اور کئی مولویوں اور لیڈروں نے ہندوؤں کی خوشنودی اور دلجوئی کی خاطر ذبیحہ گاؤ کی ممانعت کے فتوے دیئے تھے مگر مولانا نے مسلم عوام کو بتایا کہ ان کو ہندو مسلم اتحاد کی خاطر فروغ دین اور اصولوں کی قربانی نہیں دینی چاہیے۔ آپ نے ذبیحہ گاؤں کی ممانعت کو مداخلت فی الدین قرار دیا۔

حضرت مولانا سیالکوٹی نے اس زمانہ میں تحریک پاکستان کی حمایت کی جب کہ اکثر علماء کانگریس اور کانگریسی ذہن سے متاثر ہو چکے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے علالت کے باوجود کلکتہ تک سفر کیے۔ آپ نے ''پیغام ہدایت'' کے نام سے پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں ایک کتاب شائع کی' قیام پاکستان پر آپ بہت خوش تھے مگر جب اسلامی قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں تاخیر ہونی شروع ہوئی تو آپ نے اپنے خطبات و تقاریر میں بلاخوف وخطر ان کے خلاف آواز اٹھائی۔

تصانیف

حضرت مولانا سیالکوٹی کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد اسی (۸۰) سے متجاوز ہے ان میں درج ذیل کتب ایسی ہیں کہ ظلمت کدہ ہند کے ذخیرہ میں ان کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

(۱) شہادۃ القرآن (۲) واضح البیان (تفسیر سورۃ فاتحہ) (۳) تبصیر الرحمٰن فی تفسیر القرآن (۴) سیرۃ المصطفٰی (۵) تاریخ اہل حدیث (۶) فرقہ ناجیہ (۷) سراجاً منیراً (۸) حلاوۃ الایمان (۹) نماز مسنون (۱۰) انہتر خصائل ایمان (۱۱) العجالۃ الخضر یہ فی جمع الرسالۃ والبشیر یہ۔ ۱۲۔ الحج

آپ کچھ عرصہ ''الہادی'' کے نام سے ایک علمی رسالہ بھی شائع کرتے رہے جس میں موصوف کے قلم سے معراج واسرا' عصمت انبیاء' عصمت ونبوت' سیرت محمدیہ' اخلاق محمدی' اصلاح عرب' مآثر علمائے اسلام' اعجاز القرآن وغیرہ بلند پایہ علمی مضامین شائع ہوئے۔ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین کی حیثیت بھی مستقل کتابوں کی ہے۔

مولانا کی تصانیف ان کی زندگی میں کئی دفعہ طبع ہوئیں۔مگر ان کی وفات کے بعد اشاعت کتب کا سلسلہ رک گیا۔اب اہل سیالکوٹ نے دو کتابیں شہادۃ القرآن اور سراجاً منیراً دوبارہ شائع کی ہیں۔اب سنا ہے کہ جمعیت اہل حدیث سیالکوٹ مولانا کی شہرہ آفاق کتاب ''واضح البیان'' شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔

آخری ایام اور وفات

آخری عمر میں حضرت موصوف طویل عرصہ تک صاحب فراش رہے۔تاہم اس عرصہ میں بھی تبلیغ وتصنیف کا مشغلہ جاری رکھا۔خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے علاوہ نماز فجر کے بعد باقاعدہ درس قرآن بھی دیتے رہے۔آپ کے درس قرآن میں صد علمی نکات بیان ہوتے۔ جب نقاہت اور بیماری زیادہ ہوگئی تو درس وجمعہ کے لیے حضرت مولانا فضل الرحمٰن کلیم کو مقرر کیا۔ مولانا کلیم کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم ریاستی بھی یہ خدمت انجام دیتے رہے۔مرزائیت کے خلاف تحریک کے دوران آپ نے جوانوں کی طرح کام کیا۔اس زمانہ میں آپ کو نزول الماء کا عارضہ تھا۔ضعف بصر کے باوجود تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھا اور بعض قیمتی رسائل بصورت املاء تحریر کرائے۔

بالآخر ۱۲رجنوری ۱۹۵۶ء کو پیغام رحیل آ گیا اور علم وعمل' وعظ وارشاد' تبلیغ وتصنیف کا یہ آفتاب اور میدان مناظرہ' کا یہ شہسوار ہماری نظروں سے پوشیدہ ہوگیا۔(۱)

۱۔ ماخوذ من تعارف واضح البیان' مجلہ الاعتصام ۱۱راکتوبر ۱۹۶۸ء مضمون از مولانا ساجد میر صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ امرتسری

ولادت: ۱۸۸۵ء وفات: یکم جون ۱۹۶۱ء

حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ کی ولادت اٹک سے قریب ایک غیر معروف گاؤں مل پور شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا اللہ داد صاحب بھی بہت بڑے عالم دین تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے شفیق والد صاحب سے حاصل کی۔ کچھ بڑے ہوئے تو انہیں اپنے مشفق والدین' دلکش اور دلفریب دیہاتی مناظر کو چھوڑ کر قرآن مجید اور فارسی کی تعلیم کے لیے راولپنڈی کے قریب موضع سنگ جانی میں حضرت مولانا قاضی محمد نور صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ گویا بچپن میں ہی آپ کو یہ مجاہدہ کرایا گیا کہ کچھ حاصل کرنے والوں کو بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔

فارسی کی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کو صرف ونحو کی تکمیل کے لیے مولانا قاضی گوہر دین صاحب کھوڑوی کی خدمت اقدس میں بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ملھڑ شریف کے مشہور مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ بعدازاں آپ نے ضلع ہزارہ کے موضع ڈھینڈہ میں مولانا محمد معصوم صاحبؒ سے فلسفہ ومنطق کی کتابیں پڑھیں۔ مولانا محمد معصوم علوم عقلیہ' منطق اور فلسفہ وغیرہ میں ایک خاص مہارت رکھتے تھے۔ اس دور کے مشاہیر علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ پھر ڈھیڈہ سے ہی مولانا معصومؒ صاحب کی ہمراہی میں امرتسر تشریف لے آئے اور امرتسر میں ہی مستقل بود وباش اختیار کر لی۔

امرتسر میں آپ نے حضرت مولانا نور محمد صاحب۔ حضرت مولانا سید عبدالجبارؒ صاحب غزنوی۔ مفتی پیر غلام مصطفیٰ شاہ صاحب قاسمی سے کسب فیض کیا۔ اس کے کافی عرصہ کے بعد مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ارشاد گرامی کے پیش نظر تجوید کی مشق جناب استاذ القراء قاری کریم بخشؒ صاحب سے امرتسر میں کی اور دورہ حدیث کی تجدید کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کی خدمت اقدس میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ (۱)

اس طرح حضرت مفتی صاحب نے اپنے زمانہ کے بہترین اساتذہ سے کسب فیض فرمایا:

۱۔ احسن السوانح' ناشر جامعہ اشرفیہ لاہور ص ۱۱۔۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک ومشرب

حضرت مفتی صاحب مذہباً حنفی اور مشرباً چشتی صابری تھے۔ اور حضرات علمائے دیوبند کے ہم مشرب تھے۔ مگر مذہبی مخاصمت سے حتی الوسع اجتناب فرماتے تھے اور باہمی تکفیر بازی کے مشغلہ کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

اگرچہ اہل حدیث حضرات سے مسلکاً اختلاف تھا لیکن ان کو کبھی برا نہیں کہا' حضرت مولانا محمد داؤد صاحب غزنویؒ کی خدمت میں کثرت سے تشریف لاتے اور حضرت غزنوی بھی حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ بریلوی حضرات بھی مسائل دینیہ کی ضرورت کے موقعہ پر آپ کی خدمت میں آتے رہتے تھے۔ جب کبھی اسلام کے قطعی عقائد کے خلاف کسی گوشہ سے آواز بلند ہوتی تو آپ بے قرار ہو جاتے اور اس فتنے کا انسداد کرنے کے لیے مختلف مکاتب فکر کے علماء سے اشتراک فرماتے۔ مسلک کے سلسلہ میں آپ اس مقولہ کے قائل تھے کہ کسی دوسرے مسلک والے کو ''چھیڑو نہیں اور اپنا مسلک چھوڑو نہیں'' آپ حضرت تھانویؒ سے بیعت تھے۔ مولانا تھانوی نے آپ کا زہد وتقویٰ دیکھ کر خلافت سے نوازا۔

خدمات

تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ پسند فرمایا۔ چنانچہ مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں آپ مدرس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ مولانا کے اندازِ تدریس' تبحر علمی اور زہد وورع کے پیشِ نظر اسی مدرسہ میں آپ کو صدر مدرس مقرر کر لیا گیا۔ آپ نے چالیس برس تک اس مدرسہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

آپ کے اندازِ تدریس کے متعلق مولانا خیر محمد فرماتے ہیں۔ ''احقر مفتی صاحب کے معقول ومنقول کا اس وقت بہت زیادہ معتقد ہو گیا۔ جب انہوں نے ایک مرتبہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں منطق کی مشہور کتاب ''حمداللہ'' کا معروف مقام مسئلہ وجود رابطی اپنے خلف الرشید حافظ عبیداللہ صاحب کو میرے سامنے پڑھایا اور اس مقام کو تھوڑے وقت میں ایسا حل فرمایا اور عبارت کو اس طرح منطبق کیا کہ میں حیران رہ گیا۔ (۱)

۱۔ احسن السوانح ص ۲۷۔۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درسِ قرآن کریم

حضرت مفتی صاحب کا درسِ قرآن آپ کی تدریس و تعلیم و مواعظ سے نمایاں حیثیت رکھتا تھا' تدریس و تعلیم کے مخاطب تو چند طلبا ہی ہوتے اور بیان صرف کتابی مضامین تک محدود رہتا مگر درسِ قرآن میں علمائے کرام' طلبائے مدارس اسلامیہ' نیز اہل اسلام کا مجمع ہوتا تھا۔ آپ کا بیان از حد دلکش ہوتا تھا یہ درس پوری پابندی اور استقامت کے ساتھ چلتا رہا۔ کئی داخلی و خارجی موانع پیش آئے مگر حضرت مفتی صاحب نے کسی رکاوٹ یا مانع کی پرواہ نہیں کی اور عمر شریف کے آخری ایام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ امرتسر سے لے کر جامعہ اشرفیہ لاہور تک درسِ قرآن کی کل مدت ۲۵ سال بنتی ہے۔

دورانِ درس اختلافی مسائل کے بیان میں بھی کسی دوسرے مسلک کے شخص کو شکایت کا موقع نہ دیتے۔ ایک دفعہ فاتحہ خلف الامام کی بحث ایسے انداز میں فرمائی کہ مخالف بھی اقرار کیے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ کا درس بہت مفصل ہوتا تھا۔ کئی روز اعوذ باللہ پر بحث ہوئی۔ پورا ہفتہ بسم اللہ پر درس چلتا رہا۔ تین ماہ میں سورۃ فاتحہ ختم ہوئی۔

جامعہ اشرفیہ کا قیام

قیام پاکستان کے بعد اکثر لوگ مکانوں' دوکانوں کی الاٹمنٹ کے چکر میں پڑ گئے۔ مگر حضرت مفتی صاحب کو یہی فکر تھی کہ دین کی خدمت کے لیے کیا کیا جائے۔ چنانچہ نیلا گنبد کے علاقہ میں مول چند بلڈنگ کا ایک حصہ مدرسہ کے لیے حاصل کر کے ستمبر ۱۹۴۷ء میں جامعہ اشرفیہ کے نام سے تدریسی کام شروع کر دیا۔ اس مدرسہ کو عند اللہ اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ تھوڑے عرصہ میں اساتذہ اور طلبا کے لیے گنجائش نہ رہی۔ چنانچہ ایک مخصوص اجلاس میں فیصلہ کر لیا گیا کہ جامعہ کے لیے ایک وسیع و عریض عمارت تعمیر کی جائے جو نہ صرف شہر لاہور اور اس کے ملحقہ علاقوں کے لیے کافی ہو بلکہ پورے پاکستان کی تعلیمی ضروریات پوری کر سکے۔

اس مخصوص اجلاس کے تھوڑے عرصہ کے بعد فیروز پور روڈ پر نہر کے کنارے ایک سو کنال زمین خرید لی گئی۔ اس زمین کی قیمت اس دور میں ایک لاکھ پچیس ہزار روپے تھی جب کہ جامعہ کے فنڈ میں صرف تین ہزار روپے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کا بھروسہ اسباب پر نہ تھا بلکہ مسبب الاسباب پر تھا اسی بنا پر یہ عظیم الشان منصوبہ بغیر مادی وسائل کے قلیل عرصہ میں پایۂ تکمیل تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا۔ اس مدرسہ کی تعمیر میں سرکاری یا نیم سرکاری اداروں سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا گیا۔ ۱۴ر شعبان ۱۳۷۴ھ (۱۹۵۵ء) بروز جمعہ بعد نماز عصر اس مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اہل ذوق نے سنگ بنیاد پر تاریخیں کہی ہیں۔

بنائے مسجد تاسس علی التقویٰ　　جامعہ اشرفیہ بنائے اشرف ہے

۱۳　ھ　۷۴　　　۱۳　ھ　۷۴

حضرت مفتی صاحب کا مقام

حضرت مفتی صاحب کو اتباع سنت کا اس قدر دھیان رہتا تھا کہ کبھی غیر اختیاری طور پر بھی اس کے خلاف کرنے کا سہو نہ ہوتا تھا۔ آپ ہر آنے والے کو اتباع سنت کی تاکید فرماتے۔ آپ نے ہر طبقہ اور ہر سطح کے لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کر کے سچا متبع سنت بنا دیا۔ جو شخص بھی حضرتؒ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ ایک دفعہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی حاضر خدمت ہوئے تو اپنے سفر نامہ پاکستان میں تحریر کیا ''بعد عصر حاضری ہوئی اور دیر تک حضرت کے حکمت و معرفت کے کلمات اور اچھی اچھی باتیں سننے میں آتی رہیں۔ بزرگی صورت سے ظاہر ہے اور تواضع و حسن اخلاق تو شاید انہی کا حصہ ہے۔''(۱)

حیات اشرف میں مولانا منشی عبدالرحمٰن رقمطراز ہیں ''قطب زماں شیخ دوراں، رئیس الخلفا اشرفیہ حضرت مولانا محمد حسن صاحب امرتسریؒ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جو نظام تکوینی کے سلسلہ میں مامور من اللہ ہوتے ہیں۔''(۲)

الغرض حضرت مفتیؒ صاحب حب رسول سے سرشار، عبدیت کا نمونہ کامل، اخلاقِ حمیدہ سے مالا مال، خوف و خشیت میں ڈوبے ہوئے اور حکمت رومی کے حالاً و قالاً ترجمان تھے۔

۱۔ سفر نامہ پاکستان از عبدالماجد دریا آبادی ص ۵۲　۲۔ تذکرہ حسن ص ۱۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ عبدالجبار عمرپوریؒ

متوفی ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۶ء

حضرت مولانا حافظ عبدالجبار عمرپوری موضع عمرپور ضلع مظفرنگر (یو۔پی) کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم شریف منشی بدرالدین تھا۔ یہ السنہ شرقیہ کے ماہر اور فارسی کے فاضل تھے۔ صاحب تقویٰ اور مشہور علماء میں سے تھے۔

مولانا عمرپوری۔ نے فنون کی کتابیں مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے پڑھیں اور علم حدیث شیخ الکل سید نذیر حسین دہلویؒ سے پڑھا۔ مولانا عمرپوری بہت ذکی الحس تھے۔ آخری عمر میں مکفوف البصر ہو جانے کے باوجود اپنے اسباق بڑی عمدگی سے پڑھاتے تھے۔ وعظ و نصیحت بہت عالمانہ اور موثر ہوتی۔ نماز فجر کے بعد بلاناغہ ترجمہ قرآن مجید پڑھاتے۔ آپ کو شعر و سخن میں بھی ملکہ تھا مگر شاعرانہ تعلیوں سے مبرا۔ آپ حضرت شیخ الکل کے مدرسہ میں ہی مدرس تھے۔ بے شمار تلامذہ نے آپ سے کسبِ فیض کیا۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے شہرت دوام حاصل کی۔

آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ درج ذیل کتب آپ کا علمی ورثہ ہیں۔

(۱) صمصام التوحید فی رد التقلید (۲) ارشاد السائلین فی مسائل الثلاثین (۳) تذکیر الاخوان فی خطبۃ الجمعۃ فی کل لسان (۴) ارشاد الانام فی فرضیۃ الفاتحہ خلف الامام (۵) تبصرۃ الانام فی فرضیۃ الجمعۃ والفاتحہ خلف الامام۔

نیز آپ رسالہ ضیاء السنہ کلکتہ کے بھی ایڈیٹر رہے۔ ۵۷ برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اپنی یادگار آپ نے ایک ولد صالح عبدالستار چھوڑا جو اسی سن میں آغوش پدری میں جا سوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن نے ذیل کی رباعی میں مادۂ تاریخ وفات نکالا۔ (۱)

بحسن سعی اش مشکور بادا ندا از ہاتفے "مغفور بادا"

۱۳۳۴ھ

۱۔ تراجم علمائے اہل حدیث ہند جلد اول مصنفہ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ص ۱۶۶۔۱۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

فاضل جلیل مولانا محمد حنیف ندویؒ

فاضل درس نظامی۔ فاضل ندوۃ العلماء لکھنو۔ سابق ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور

ولادت: ۱۹۰۸ء گوجرانوالہ وفات: ۱۲ر جولائی ۱۹۸۷ء

تعلیم

حضرت مولانا محمد حنیف ندوی نے ابتدائی تعلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی سے حاصل کی۔ آپ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے اولین طلبا میں سے تھے۔ مولانا سلفیؒ نے ندوی صاحب کے علمی ذوق کے پیش نظر ان کے والد کو مشورہ دیا کہ وہ انہیں لکھنؤ کے مشہور و معروف مدرسہ ندوۃ العلماء میں داخل کرادیں چنانچہ حضرت سلفیؒ کی ترغیب و تحریک پر آپ ندوۃ العلماء میں داخل ہو گئے۔

ندوہ میں آپ نے مولانا حفیظ اللہ اعظمی سے معقولات، مولانا حیدر حسن ٹونکی سے حدیث مولانا شبلی فقیہ سے فقہ، مولانا عبدالرحمٰن نگرامی سے علوم القرآن، علامہ زینبی اور مولانا عبدالعلیم سے ادب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے سید سلیمان ندوی سے بھی بہت کچھ سیکھا۔ درس نظامی سے فراغت کے ساتھ ساتھ آپ نے ذاتی محنت و شغف سے انگریزی زبان سیکھی جس سے آپ کو قدیم و جدید فلسفوں اور فلسفیوں کو سمجھنے میں آسانی ہو گئی۔ (۱)

الاعتصام کے حجیت حدیث نمبر میں مولانا ندوی نے اپنے تین اساتذہ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں۔

(۱) میرے اساتذہ کا حلقہ بہت مختصر ہے۔ ابتدائی تعلیم گوجرانوالہ میں حضرت مولانا سلفیؒ سے حاصل کی۔ انہی کے فیض اور توجہات خاص سے علم کا شعور پیدا ہوا اور اس میں مزید ترقی کی راہیں نظر و فکر کے سامنے آئیں۔

(۲) شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ صاحب: یہ ندوہ کے پرنسپل تھے۔ مسلکاً اہلحدیث تھے۔ مولانا عبدالحئیؒ فرنگی محلی کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ معقولات میں یگانہ روزگار تھے۔ شمس

....

۱۔ الاعتصام حجیت حدیث نمبر فروری ۱۹۵۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازغہ جیسی کتابیں ایسے پڑھاتے تھے جیسے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں۔

(۳) مولانا حیدر حسن صاحب ٹونکی: ان کی رجال حدیث پر بڑی گہری نظر تھی۔ یہ حضرت حاجی امداد اللہؒ سے بیعت تھے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ایسی والہانہ محبت رکھتے تھے جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔

مولانا ندوی چار شخصیات سے بے حد متاثر تھے۔ (۱) مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے تبحر علمی سے (۲) مولانا ابوالکلام آزاد کی جامع اور پروقار شخصیت سے (۳) عاشق رسول جناب قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری کی متانت' تقویٰ اور صاف ستھری معاشرت سے (۴) اپنے رفیق خاص مولانا عبدالرحمٰن نگرامی جو کلکتہ میں دعوت و ارشاد و تدریس میں مصروف رہے اور بعدازاں ندوہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

مولانا ندوی کی علمی وتبلیغی خدمات

ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد ۱۹۳۰ء میں مولانا مسجد مبارک متصل اسلامیہ کالج لاہور کے خطیب مقرر ہوئے۔ خطابت کے ساتھ آپ روزانہ مغرب کے بعد درس قرآن بھی دیتے تھے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار میں تین دفعہ سارے قرآن پاک کا درس دیا۔ نیز آپ نے خطبات جمعہ میں دومرتبہ پورا قرآن مجید ختم کیا۔ آپ کے درس قرآن اور خطبہ جمعہ میں اسلامیہ کالج کے طلبا اور اساتذہ کثیر تعداد میں شریک ہوتے۔ ان دروس کے علاوہ آپ نے درج ذیل دینی رسائل کی ادارت اور معاونت فرمائی۔

(۱) ہفت روزہ ''مسلمان'' سوہدرہ (۲) ہفت روزہ ''الاخوان'' گوجرانوالہ (۳) ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۴) ہفت روزہ ''توحید'' لاہور (۵) سہ روزہ ''منہاج'' لاہور

ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستگی

ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۵۰ء میں قائم ہوا۔ اس کے بانی ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جب مولانا کی جلالت علمی کا پتہ لگا تو انہوں نے مولانا کو ادارہ میں شامل ہونے کی پیش کش کی۔ چنانچہ مولانا مئی ۱۹۵۱ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ سے منسلک ہو گئے۔ ادارہ کے ساتھ آپ کی وابستگی وفات تک برقرار رہی۔ جس زمانہ میں صدر ایوب خان نے اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی تو ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے آپ نظریاتی کونسل کے رکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامزد کیے گئے۔

مولانا ندوی کی تصانیف

مولانا کے علمی وادبی مضامین جو مختلف مجلّات میں شائع ہوتے رہے ان کا تو اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ذیل میں ان کی باقاعدہ تصانیف کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

(۱) مسئلہ اجتہاد (۲) افکار علامہ ابن خلدون (۳) افکار غزالی (۴) سرگزشتِ غزالی (۵) تعلیمات غزالی (۶) افکار غزالی (۷) عقلیات ابن تیمیہ (۸) مسلمانوں کے عقائد وافکار حصہ اول (۹) اساسیات اسلام (۱۰) ثقافت الفلاسفہ (۱۱) مسلمانوں کے عقائد وافکار حصہ دوم (۱۲) مطالعہ قرآن (۱۳) مطالعہ حدیث (۱۴) لسان القرآن جلد اول (۱۵) لسان القرآن جلد دوم۔ (۱)

مولانا کی تصانیف کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے فلسفہ ومنطق کے پیچیدہ اور گنجلک ترین مسائل ومضامین کو ادب کا دلآویز خلعت پہنا دیا ہے۔ ان کی تصانیف سے قاری وسعت معلومات سے اپنا دامن طلب بھر سکتا ہے اور زبان کی لطافت سے بھی بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ ان کے انتقال پر ہارون الرشید ارشد نے یہ مصرع تاریخ کہا ہے۔

مصنف مؤلف: مبصر۔ محیط
محدث۔ مفسر۔ محمد حنیف
۱۹۸۷ء

....

۱۔ الاعتصام ۲۳ دسمبر ۱۹۸۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ

فاضل درس نظامی، منشی فاضل، مولوی فاضل، فاضل کوئٹہ اکیڈیمی (محکمہ اوقاف)
(سابق امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کی تاریخ ولادت ۱۸/ مارچ ۱۹۲۰ء ہے آپ کا آبائی قصبہ چک نمبر ۱۶ جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ہے۔

تعلیم

مولانا موصوف نے ۱۹۳۳ء میں مقامی سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا پھر دینی تعلیم کے حصول کے لیے مصروف ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔

آپ نے بلوغ المرام، مشکوٰۃ، مؤطا امام مالک، ہدایہ، شرح وقایہ، مسلم الثبوت، شرح جامی، اشارات کافیہ اور صحیح بخاری فضیلت مآب حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ سے پڑھیں اور ترمذی، نسائی، ابوداؤد، مسلم شریف مختصر المعانی اور مطول شیخ الحدیث حضرت سلفیؒ سے پڑھیں۔

آپ نے تدریس اور خطاب جمعہ کا سلسلہ ۱۹۴۲ء سے شروع کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ جامع مسجد دال بازار گوجرانوالہ میں درس قرآن کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ یہ تمام سلسلے الحمدللہ ایک عرصہ جاری رہے۔ مولانا عموماً پنجابی میں وعظ فرماتے تھے۔ آپ کا بیان کرنے کا انداز عام فہم، پرمغز، مدلل، موثر اور دلنشین ہوتا تھا۔ دوران درس آپ واقعات کا پس منظر اور پیش منظر اس انداز سے پیش کرتے کہ ہر چیز ذہن نشین ہو جاتی تھی۔ مولانا کے خطاب کی اہم ترین خوبی یہ تھی کہ وہ موضوع کی مناسبت سے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑتے تھے۔ دورانِ سماعت جو اعتراضات یا اشکال پیدا ہوئے وہ خود بخود حل ہوتے چلے جاتے۔ آپ کے درس میں ہر شخص ہمہ تن گوش اور محو استعجاب ہوتا تھا۔ آپ کے خطباتِ جمعہ اور دروس سے طلباء اساتذہ اور عام لوگ یکساں مستفید ہوتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا کی ملی خدمات

تحریک پاکستان کے دوران مولانا محمد عبداللہ صاحب کانگریس کے سخت مخالف اور مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے۔ مسلم لیگ کی حمایت اور کانگریس کے خلاف آپ کے معرکۃ آرا خطبات قیام پاکستان کی تحریک میں گراں قدر حیثیت رکھتے تھے۔ آج وہ خطبات ٹیپ شدہ ہوتے تو نئی نسل کے لیے ایک بہترین سرمایہ ہوتے۔ یہ خطبات ان لوگوں کے لیے بھی غایت درجہ مفید ہوتے جن کے قلوب واذہان آج بھی پاکستان کے وجود کے متعلق صاف نہیں ہیں۔ مگر اس زمانہ میں خطبات اور تقریروں کو منضبط کرنے کا کوئی سائنسی فارمولا شاید ایجاد نہیں ہوا تھا۔

مولانا اپنے خطبہ جمعہ کے دوران بھی پاکستان کی حمایت اور کانگریس کے نظریہ پر شدید ضربیں لگاتے تھے۔ حالات حاضرہ پر مولانا دوران خطبہ تبصرہ کرتے تھے۔ مذہب اور سیاست کے متعلق مولانا کا نظریہ یہ تھا کہ مذہب اور سیاست ایک ہی جسم کے دو اعضا ہیں یا ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ مذہب وسیاست کو الگ کرنے والے ایک ہی جسم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والے ہیں۔ ان کے خیال میں انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل قرآن وسنت نے پیش نہ کیا ہو۔

افتاء

افتاء کا منصب بڑی ذمہ داری کا منصب ہے۔ صاحب افتا وہی ہوسکتا ہے جسے مسائل شرعیہ پر کامل عبور ہو۔ فتویٰ نویسی کے وقت دلائل مستحضر ہوں۔ مولانا کی فتویٰ نویسی میں قرآن و سنت کے دلائل کا اندراج بھی ہوتا تھا۔ فتاویٰ کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں۔

نامور تلامذہ

مولانا موصوف کے تلامذہ کا شمار تو بہت مشکل ہے تاہم چند نامور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) مولانا بشیر الرحمٰن (۲) مولانا عبدالرحمٰن واصل خطیب دال بازار گوجرانوالہ (۳) مولانا شمشاد احمد سلفی (۴) مولانا حافظ عبدالغفور آف جہلم (۵) پروفیسر قاضی مقبول احمد (۶) مولانا حافظ عبدالمنان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد خالد گرجاکھی

(فاضل درس نظامی' مدیر ادارہ احیاء السنہ' گرجاکھ۔ضلع گوجرانوالہ)

حضرت مولانا محمد خالد موضع گرجاکھ ضلع گوجرانوالہ کے ایک نامور اہل حدیث مناظر حضرت مولانا نور حسین گرجاکھی کے فرزند ارجمند ہیں۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور بعدازاں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخل ہوگئے۔آپ نے جملہ علوم وفنون کی تکمیل شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور شیخ الکل حضرت حافظ محمد گوندلوی کی زیر نگرانی کی۔ آپ ۱۹۴۱ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

۱۹۵۱ء مں آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا۔آپ اسی وقت سے درس وتدریس اور تبلیغ و اشاعت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔مولانا محمد خالد بڑی فعال شخصیت ہیں۔ جمعیت اہل حدیث کے مرکزی راہنما ہیں۔آپ کا تحریک مجاہدین افغانستان سے بھی خاص تعلق ہے۔

تصانیف وتالیفات

وعظ وتبلیغ کے ساتھ ساتھ آپ صاحبِ قلم بھی ہیں۔آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔تاہم چند اہم تصانیف کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(۱) سیرۃ الاخوین (حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی سوانح حیات) (۲) کتاب التوحید (۳) اتباع سنت (۴) تعلیمی کیلنڈر (۵) سیرت المجاہدین (حضرت مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی اور ان کے مجاہد ساتھیوں کی سرگزشت) دو جلدوں میں (۶) صلوٰۃ النبی۔نماز کے مسائل پر ایک جامع کتاب۔(۷) المنتقیٰ ـــ تلخیص منہاج السنۃ النبویہ امام ابن تیمیہ کا اردو ترجمہ۔ (۱)

۱۔ تذکرہ علمائے اہل حدیث ج دوم ص ۶۷۔۲۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری

(فاضل درس نظامی۔ فاضل عربی۔ استاذ جامعہ محمدیہ۔ گوجرانوالہ)

ولادت: ۱۹۴۴ء بمطابق ۱۳۶۳ھ۔ موضع نورپور چھل' حافظ آباد روڈ' گوجرانوالہ)

تعلیم

مولانا عبدالمنان نورپوری پرائمری پاس کرنے کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخل ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام خوشی محمد رکھا تھا۔ ان کا تقویٰ' ذہانت ومتانت دیکھ کر حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے ان کا نام اپنے استاد گرامی حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے نام پر رکھ دیا۔ آپ حافظ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تیرا نام اپنے شیخ کے نام پر رکھ دیا ہے۔ حافظ عبدالمنان صاحب نے مندرجہ ذیل شیوخ سے کسب فیض کیا ہے۔

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ۔ (۲) حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ (۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحمید ہزاروی (۴) حضرت مولانا عزیزالرحمٰن (۵) علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر (۶) خواجہ عبدالمنان راز کشمیری۔

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ جامعہ محمدیہ میں منصب تدریس پر فائز ہو گئے اور تاحال اسی مدرسہ میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ شیخ العرب والعجم حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کے بعد تدریس بخاری پر آپ مامور ہیں اور علم وعرفان کے موتی بکھیر رہے ہیں۔ زہد وتقویٰ میں آپ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے نقش قدم پر ہیں۔ جہاد افغانستان میں شرکت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

تصانیف وتالیفات

حافظ صاحب کو اللہ نے بڑی خوبیوں سے نوازا ہے۔ آپ صاحب علم بھی ہیں اور درج ذیل تصانیف وتالیفات ان کا شاہکار ہیں۔

(نخبۃ الاصول (۲) اجادۃ القریٰ لاثبات الجمعۃ فی القریٰ (۳) تحقیق التراویح (۴) ارشاد القاری الی نقد فیض الباری۔ (۱)

۱۔ تذکرہ علمائے اہل حدیث ج دوم ص ۴۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ احمد اللہؒ صاحب

مولانا حافظ احمد اللہ ولد عبد القادر ۱۹ فروری ۱۹۱۹ء کو موضع بڈھی مال ضلع فیروز پور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مدرسہ رحمانیہ بڈھی مال کے بانی تھے۔ آپ کے خاندان میں مولانا حافظ محمد عبد اللہ، مولانا عبد الرحمٰن، مولانا عبد الغنی، اور مصنف رحمۃ للعالمین حضرت قاضی سلیمان سلمان منصور پوری جیسے بزرگوں کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان بزرگوں کی دینی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔

تعلیم

حافظ صاحب موصوف نے حضرت سلفیؒ کے قائم کردہ مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ سے دینی تعلیم حاصل کی اور اسی مدرسہ سے سند فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا سلفیؒ کے علاوہ انہوں نے امام العصر حضرت مولانا میر سیالکوٹی، حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی۔ حضرت مولانا عطاء اللہ لکھوی اور حضرت مولانا حافظ محمد عبد اللہ بڈھی مالوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

درس وتدریس

سند فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے آپ جھوک دادو میں مدرس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں تقسیم ملک سے پہلے اپنے آبائی گاؤں بڈھی مال کے مدرسہ رحمانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ دار الحدیث اوکاڑہ۔ جامعۃ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی، دار القرآن فیصل آباد (جناح کالونی) آپ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث بھی رہے۔ تدریس کے ساتھ تقریر وافتاء میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

ملی تحریکات میں حصہ

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں سرگرمی میں حصہ لیا اور چار ماہ کے لیے پس دیوار زنداں رہے۔ چک ۳۶ گ۔ب کے قادیانیوں نے آپ اور آپ کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور مولانا اس حملہ میں شدید زخمی ہوئے۔

۱۔ تذکرہ علمائے اہل حدیث ج دوم ص ۹۱-۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا ثناء اللہ

(فاضل درسِ نظامی۔ شیخ الحدیث جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ فیصل آباد)

مولانا ثناء اللہ صاحب کے والد محترم جناب علی محمد صاحب نے مسلک اہل حدیث قبول کیا اور اپنے ہونہار بیٹے کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے وقف کیا۔ مولانا ثناء اللہ نے حسب ذیل دینی مدارس سے کسب فیض کیا۔

(۱) ابتدائی تعلیم مدرسہ عربیہ خانپور تحصیل و ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب)

(۲) مدرسہ کریمیہ حنفیہ اور دارالحدیث رحمانیہ دہلی

(۳) تقسیم ملک کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی زیر نگرانی تمام علوم پر مہارت حاصل کی اور فارغ التحصیل ہوئے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ نے آپ کو اعزازی سند عطا کی۔

تدریسی خدمات

حصول علم کے بعد آپ نے اپنے آپ کو تدریس کے لیے وقف کر دیا اور درج ذیل دینی مدارس میں علم و فضل کے موتی بکھیرتے رہے۔

(۱) مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ (۲) مدرسہ دارالحدیث محمدیہ ملتان (۳) مدرسہ دارالحدیث بورے والہ (۴) مدرسہ دارالحدیث محمدیہ حافظ آباد (۵) جامعہ سلفیہ فیصل آباد

ملک کے بڑے فاضل علماء آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں جن میں حضرت مولانا محمد صادق خلیل، مولانا عبدالقادر ندوی، شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق، نیز مولانا محمد اسحاق بھٹی مؤلف تذکرہ فقہاء ہند و مدیر سہ ماہی ''المعارف'' ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور بھی آپ کے شاگردان رشید میں شامل ہیں۔ (۱)

۱۔ تذکرہ علماء اہل حدیث ج دوم ص ۳۵۔ ۲۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ادریس بڈھیمالویؒ

حضرت مولانا محمد ادریسؒ نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے آبائی مدرسہ رحمانیہ موضع بڈھیمال ضلع فیروز پور (انڈیا) سے کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے مدرسہ جامعہ محمدیہ میں منتقل ہو گئے اور پھر حضرت مولانا سلفیؒ کی نگرانی میں تکمیل علم کی اور سند فراغت حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے علاوہ آپ نے دیگر شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔ ان میں قابل ذکر حضرت استاذ الاساتذہ حافظ محمد گوندلویؒ اور حافظ محمد عبداللہ صاحب بڈھیمالویؒ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ آپ ساری عمر تعلیم و تعلم میں مصروف رہے۔ علمی وجاہت کے ساتھ ساتھ آپ نے زہد و ورع میں بھی بڑا اونچا مقام حاصل کیا تھا۔ ہمدردی، ایثار، قربانی اور محبت فی اللہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے ۲۰ رفروری ۱۹۷۴ء کو وفات پائی اور چک ۲۰۶ گ۔ب میں سپرد خاک کیے گئے۔ (۱)

مولانا ابوالکلیم محمد اشرف سلیم

مولانا محمد اشرف سلیم ریاست پٹیالہ کے راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ہجرت کے بعد آپ کے خاندان نے قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالا میں سکونت اختیار کی۔ مولانا اشرف صاحب نے مقامی ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے علاوہ لاہور، خانپور، وزیر آباد، فیصل آباد اور راولپنڈی کے کئی مدارس سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حضرت مولانا سلفیؒ کے علاوہ مولانا سید مودودی۔ حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ۔ حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ۔ حضرت مولانا محمد رسول خان صاحبؒ سے بھی اکتساب علم کیا۔

مولانا محمد اشرف سلیم کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ تادم تحریر ان کی ۱۴ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ (۲) مئی ۲۰۰۲ء کو وفات پا گئے۔

حضرت مولانا سلفیؒ کے تمام شاگردوں کا احاطہ تو نہیں کیا جا سکتا۔ صاحب تصنیف تلامذہ

۱۔ تنظیم اہل حدیث لاہور۔ ۱۶ مارچ ۱۹۸۴ء

۲۔ تذکرہ علمائے اہل حدیث ج دوم ص ۱۲۴۔۱۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مختصر حالات تو گزشتہ صفحات میں پیش کیے جا چکے ہیں۔ اب ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ حضرت سلفیؒ کے ان شاگردوں کے حالات پیش کیے جا رہے ہیں جو کسی تنظیمی سرگرمی یا خطابت کی مسند پر جلوہ آرا ہیں۔

مولانا حافظ قاری محمد اسماعیل اسد

(فاضل درس نظامی۔ فاضل عربی۔ حکیم حاذق)

حضرت مولانا قاری اسد صاحب عرصہ دراز تک جامع مسجد اہل حدیث پل ایک سیالکوٹ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔

مولانا ابو رضا ثناء اللہ ربانی

مولانا ربانی بھی حضرت سلفی کے تلامذہ میں سے ہیں اور مسجد مدنی (اہلحدیث) فیروز والہ روڈ گوجرانوالہ میں خطیب کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد حنیف یزدانی

مولانا یزدانی بڑی فاضل شخصیت تھے' آپ مکتبہ نذیریہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے مہتمم اور بڑی علمی کتابوں کی اشاعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ آپ جامع مسجد ''قبا'' لاہور کے خطیب بھی رہے۔

مولانا حافظ سیف الرحمٰن الفلاح

آپ فاضل درس نظامی اور فاضل عربی تھے۔ بڑے متین اور خوش گفتار خطیب اور مرکزۃ الدعوۃ الاسلامیہ۔ اوکاڑہ کے مدیر بھی تھے۔

مولانا ابو السلام محمد صدیقؒ

حضرت مولانا محمد صدیق بھی حضرت سلفیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ جامع مسجد سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے ہیں۔ نیز آپ جامعہ علمیہ سرگودھا کے رئیس اور شیخ الحدیث بھی رہے۔ اس کے علاوہ آپ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس پاکستان کے رکن بھی تھے۔ افتاء ان کا خاص موضوع اور علم وراثت میں ان کو خصوصی مہارت تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عزیز الرحمٰن لکھویؒ

مولانا عزیز الرحمٰن لکھوی صاحب قلم عالم اور مشہور مدرس تھے۔ آپ ایک مشہور علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ جامع ابی ھریرہ رینالہ خورد کے مہتمم اور وفاق المدارس سلفیہ پاکستان کے ناظم امتحانات بھی رہے۔

مولانا عبدالعزیز نورستانی

نورستان کے یہ مجاہد کبیر بھی مولانا سلفیؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ درس نظامی کے فاضل ہونے کے علاوہ آپ نے کراچی یونیورسٹی سے السنہ شرقیہ میں فاضل کے امتحانات پاس کیے ہوئے ہیں۔ کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔ آج کل الجامعۃ الاثریہ اثر آباد پشاور (صوبہ سرحد) کے شیخ الجامعہ وشیخ الحدیث ہیں۔

مولانا محمد بشیر نعمانی

مولانا نعمانی علوم اسلامیہ کے فاضل تھے۔ دینی کتابوں کے ناشر اور کتاب وسنت کی نشرواشاعت میں سرگرم رہے۔ کتب خانہ نعمانیہ لاہور کے مہتمم تھے۔

مولانا محمد صادق صدیق

آپ بھی حضرت سلفی کے مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے اور جامع مسجد ''الکوثر'' گوجرانوالہ کے خطیب اور مولانا سلفیؒ کے انداز میں متانت سے وعظ فرماتے تھے۔

حضرت مولانا سلفیؒ کے یہ تمام تلامذہ دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ حضرت کے شاگردوں کی یہ خاص خوبی ہے کہ وہ پیشہ ور واعظوں کی طرح متنازعہ مسائل پر ہی اظہار خیال نہیں کرتے تھے بلکہ مثبت طریقہ سے دین حنیف کی ترویج واشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے علم، حلم اور تقویٰ کی چھاپ نظر آتی ہے۔ حضرت مولانا نے خود تمام زندگی فرقہ ورانہ مسائل میں الجھنے سے اجتناب فرمایا تھا اور الحمدللہ آپ کے تلامذہ بھی اپنے شیخ کے نقش قدم پر چلتے رہے ہیں۔

اگر آج کے دیگر شیوخ اور اہل علم اسی طرز عمل کو اختیار فرمائیں تو ملک میں فرقہ ورانہ جنگ وجدل اور لایعنی بحث وتکرار کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ چند

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا۔ تقریر و خطابت' درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں ان کا مقام بڑا بلند تھا۔ علاوہ ازیں سیاسیات میں بھی انہوں نے بے حد خدمات انجام دیں اور برصغیر کی آزادی کے لیے بڑی جدوجہد کی اور قید و بند کی اذیتیں برداشت کیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی حکومت نے ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھی اور انہیں کئی دفعہ اسارت و نظر بندی کے مراحل سے گزارا گیا۔

زیر مطالعہ کتاب میں ان کی تگ و تاز کے مختلف دائروں کی وضاحت کی گئی ہے اور ان کے علمی میدانوں سے قارئین کرام کو متعارف کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ نہایت قابل قدر کوشش ہے جو لائق مصنفہ محترمہ سعدیہ ارشد کی تگ و تاز کے نتیجے میں خوانندگانِ محترم کے علم میں آئی ہے۔

ہر شخص کا اپنا ایک اسلوب نگارش اور طریق اظہار ہے۔ جس کے ذریعے سے وہ اپنی بات لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اس کتاب میں بھی ایک انداز تحریر اختیار کیا گیا ہے' جس سے قارئین کرام مستفید ہوں گے۔

میں ان سطور میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لائق احترام مصنفہ نے کتاب کے آخری صفحات میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے چند تلامذہ کے اسمائے گرامی تحریر فرمائے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی فہرست ہے' پوری فہرست کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ میں بھی چند تلامذہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) مفتی جعفر حسین: مشہور شیعہ مجتہد تھے۔ ۱۹۱۳ء میں گوجرانوالہ کے ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گوجرانوالہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی سے حاصل کی۔ مولانا محمد حنیف ندوی کے ہم درس تھے۔ شیعہ کے ممتاز رہنما تھے۔ نہج البلاغہ کا ترجمہ کیا اور حواشی لکھے۔ صحیفہ کاملہ کا ترجمہ و تحشیہ سپرد قلم کیا اور دو جلدوں میں سیرت امیر المومنین لکھی۔ عربی' فارسی اور اردو کے شاعر تھے۔ ۲۹/ اگست ۱۹۸۳ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے میو ہسپتال (لاہور میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پائی)

(۲) مولانا شبیر احمد: گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت مولانا سلفی سے درسی کتابیں پڑھیں۔ مسلکاً بریلوی تھے اور اس مسلک کے مشہور علما و مقررین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ گوجرانوالہ میں بڑے قبرستان کی سڑک پر اسلامیہ ہائی سکول کے سامنے مسجد تعمیر کرائی۔ جس میں خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ حضرت مولانا سلفی کے جنازے میں شریک تھے۔ ان کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہوسکا۔

(۳) مولانا محمد توتے چکیا: ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں توتا چک کے رہنے والے تھے۔ مولانا سلفی مرحوم کے ابتدائی دور کے شاگردوں میں سے تھے۔ بہت اچھے مدرس تھے۔ دارالعلوم اوڈاں والا (ضلع لائل پور) میں بھی پڑھاتے رہے اور حضرت مولانا سلفی کے مدرسہ محمدیہ میں بھی کچھ عرصہ خدمت تدریس پر مامور رہے۔

(۴) مولانا معین الدین لکھوی: یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو لکھو کے (ضلع فیروز پور مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۹ء کے پس و پیش گوجرانوالہ میں حضرت مولانا سلفی سے استفادہ کیا۔ پنجاب کے بہت بڑے علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اس لیے حضرت مولانا سلفی ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ دو دفعہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن (ایم این اے) منتخب ہوئے۔ جنرل ضیاء الحق سے قریبی تعلق تھا۔ اس نے اپنی مجلس شوریٰ کا بھی انھیں رکن نامزد کیا تھا۔ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی، حضرت مولانا سلفی اور حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس عاملہ کے رکن اور اس کی بعض سب کمیٹیوں کے رکن رہے۔ حضرت حافظ صاحب کی وفات کے بعد بہت سال مرکزی جمعیت کا منصب امارت ان کے سپرد رہا۔ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کے ناظم ہیں۔ یہ بہت بڑا تعلیمی ادارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انھیں اپنے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کے مواقع عطا فرمائے۔

(۵) مولانا محی الدین لکھوی: ۱۹۱۸ء کو لکھو کے (ضلع فیروز پور) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں کچھ عرصہ حضرت مولانا سلفی کے حلقہ شاگردی میں رہے۔ مولانا معین الدین لکھوی کے بڑے بھائی تھے۔ متقی اور پرہیزگار بزرگ، تہجد گزار، مہمان نواز اور بلند اخلاق، بہت لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ بلاشبہ پیکر حسنات تھے۔ ۲۸ فروری ۱۹۹۸ء کو موضع الہ آباد (تحصیل دیپال پور، ضلع اوکاڑہ) میں وفات پائی۔ جنازے میں دور و نزدیک کے بے شمار لوگوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرکت کی۔

(۶) حافظ محمد زکریا: ۱۹۴۰ء میں حافظ محمد زکریا گوجرانوالہ میں حضرت مولانا سلفی مرحوم و مغفور کے دائرہ شاگردی میں میرے ہم جماعت تھے۔ گوجرانوالہ میں انھوں نے حصول تعلیم کے زمانے میں کتابت بھی سیکھی۔ حضرت مولانا کے یہ شاگرد تقویٰ شعار عالم دین تھے۔ ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے ایک گاؤں چک ۴۲۷ گ ب جھوک دادو کے رہنے والے تھے اور اس نواح کے مشہور بزرگ حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے شاگرد میاں محمد باقر کے فرزند گرامی تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ ترجمہ و تالیف میں مشغول رہنا چاہتے تھے اور کتب حدیث پر اہل حدیث کے نقطہ نظر سے حواشی لکھوانا ان کا اہم منصوبہ تھا' چنانچہ انھوں نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیم رحمہم اللہ کے چند رسالوں کا ترجمہ کر کے شائع کیے۔ مثلاً

☆ الوابل الصیب کا اردو ترجمہ۔

☆ افادات ابن تیمیہؒ

☆ ذکر الٰہی

☆ علم صرف کی درسی کتاب ''زرادی'' کی شرح جس کا نام انھوں نے ''ہادی شرح زرادی'' رکھا۔

☆ امام رازی کی ''عصمۃ الانبیاء'' کا اردو ترجمہ۔

☆ حضرت حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الصرف'' کی شرح۔

☆ المرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح' حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم کے مشورے سے حضرت مولانا عبیداللہ مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ سے لکھوانا شروع کی۔

حافظ محمد زکریا نے عین عالمِ جوانی میں اگست ۱۹۴۹ء میں وفات پائی۔ اور اپنے تمام منصوبے اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

(۷) مولانا محمد افضل: ضلع فیروز پور کی ریاست ممدوٹ کے ایک گاؤں چک مولوی والا میں ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۰ء میں گوجرانوالہ میں حضرت مولانا سے استفادہ کیا۔ پھر مولوی فاضل کا امتحان دے کر ایک ہائی سکول میں معلم مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ایف' اے اور بی اے کے امتحان دیے۔ قیام پاکستان کے بعد بورے والا (ضلع وہاڑی) میں فروکش ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنا سکول قائم کیا۔ دینی اور معاشرتی اعتبار سے بہت اچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنے علاقے میں بے حد جماعتی خدمات سرانجام دیں اور دے رہے ہیں۔

(۸) حافظ عبداللہ: ضلع گوجرانوالہ کے ایک قصبے لدھے والا وڑائچ کے رہنے والے تھے، حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد اور شاگرد تھے۔ حضرت مولانا سے کئی سال مصروف استفادہ رہے۔ تاریخِ وفات کا علم نہیں ہوسکتا۔

(۹) مولانا نیاز اللہ خاں: اصل تعلق مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور سے تھا۔ چار پانچ سال مولانا کی خدمت میں رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ضلع فیصل آباد آگئے تھے۔ جماعت اسلامی سے تعلق ہے۔ کبھی کبھی ان سے ملاقات ہوتی ہے۔

(۱۰) اسماعیل ضیا: گوجرانوالہ کے ایک کالج سے بی اے کیا۔ مولانا سے عربی پڑھی۔ سیاسی تعلق پہلے نیشنل عوامی پارٹی سے تھا، پھر پیپلز پارٹی سے منسلک ہوئے اور دو دفعہ گوجرانوالہ سے پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۹۷ء میں وفات پائی۔

۱۱۔ محمد فاضل: ضلع گوجرانوالہ کے کسی گاؤں سے تعلق تھا۔ وفات پا گئے تھے۔ حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد اور شاگرد تھے۔ مولانا سے بھی استفادہ کیا۔

(۱۲) سید سرور شاہ: کشمیر کے کسی مقام سے تعلق سکونت تھا۔

(۱۳) فضل شاہ: یہ بھی کشمیر کے رہنے والے تھے۔

(۱۴) خواجہ محمد قاسم: نیک خاندان کے نیک رکن تھے۔ مسلک اہل حدیث کے سلسلے میں نہایت غیور تھے۔ بعض مسائل کی وضاحت و تائید میں کئی اہم کتابیں تصنیف کیں۔ اپنا کاروبار کرتے تھے اور گوجرانوالہ کی ایک مسجد اہل حدیث میں بلا معاوضہ فرائض خطابت بھی انجام دیتے تھے۔ ۱۹/دسمبر ۱۹۹۷ء کو نماز جمعہ پڑھا رہے تھے کہ تشہد میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔

(۱۵) مولانا شرف الحق: احمد پور شرقیہ کے رہنے والے تھے۔ بہت اچھے مقالہ نگار اور مقرر تھے۔ ہفت روزہ الاعتصام میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ احمد پور شرقیہ کے ہائی سکول میں معلم تھے۔ ۱۸۔ مارچ ۱۹۹۷ء منگل کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کیا۔

(۱۶) قاضی ظفر الاسلام: گوجرانوالہ کی مشہور دینی اور سیاسی شخصیت قاضی عبدالرحیم کے فرزند گرامی تھے۔ مولانا سے عربی کی بعض کتابیں پڑھیں۔ کوئٹہ میں محکمہ جنگلات میں آفیسر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کوئٹہ ہی میں اقامت گزیں ہیں۔

(۱۷) مولوی ترکی: ان کا نام صلاح الدین تھا۔ انقلاب روس کے بعد بے شمار لوگ روسی ترکستان کی سکونت ترک کر کے مختلف علاقوں اور ملکوں میں چلے گئے تھے' ان میں یہ صلاح الدین بھی تھے جو ادھر ادھر گھومتے ہوئے چھوٹی عمر میں گوجرانوالہ آ گئے تھے اور مولانا کے دارالعلوم میں تعلیم حاصل کرنے لگے تھے۔ مولانا ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ''مولوی ترکی'' کے نام سے معروف تھے۔

(۱۸) رحمت اللہ: میرے زمانۂ طالب علمی (۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۱ء) میں ایک صاحب رحمت اللہ مولانا کے حلقۂ تلمذ میں شامل تھے۔ وہ محکمہ پولیس میں ملازم تھے' یہ معلوم نہیں کہ وہ کانسٹیبل تھے یا ہیڈ کانسٹیبل تھے یا اس سے اوپر کے کسی شعبے سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض دفعہ وہ باوردی ہوتے تھے۔ خوب صورت جوان اور اچھی خاصی داڑھی تھی۔

(۱۹) بشیر احمد: ان کا تعلق ضلع لاہور (موجودہ ضلع قصور) کی تحصیل چونیاں کے کسی گاؤں سے تھا' وہ مولانا محمد اشرف سندھو مرحوم کے رشتے دار تھے۔ حصول تعلیم کے بعد لاہور کے ہوائی اڈے کے کسی شعبے میں ملازم ہو گئے تھے۔

(۲۰) مولانا عبیداللہ انور: یہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی تھے' جنھیں ۱۹۴۰ء میں مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم حضرت مولانا سلفی کی خدمت میں لے گئے تھے' اگرچہ تھوڑا عرصہ ہی وہاں رہے' تاہم حضرت کے شاگردوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

(۲۱) اور اب یہ فقیر محمد اسحاق بھٹی ہے اصل وطن کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ مشرقی پنجاب) ہے۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان نے ریاستیں ختم کر دی تھیں۔۔۔ ریاست فرید کوٹ بھی ختم ہو گئی تھی اور اسے ضلع فرید کوٹ بنا دیا گیا تھا۔ ۱۵/ مارچ ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوا۔ قرآن مجید اپنے دادا میاں محمد مرحوم سے پڑھا۔ اردو کی چند کتابیں بھی انہی سے پڑھیں۔ سرکاری سکول میں بھی کچھ عرصہ پڑھتا رہا۔ ۱۹۳۳ء میں ہمارے ہاں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف تشریف لے گئے تھے۔ ان سے قرآن مجید کے ترجمے سمیت تمام درسی کتابیں جو اس وقت پڑھائی جاتی تھیں' پڑھیں۔ ۱۹۴۰ء میں گوجرانوالہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی اور حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہما اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا سلفی سے تفسیر' فقہ اور ادب وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔ برصغیر کی تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا اور فرید کوٹ جیل میں قید رہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم ملک کے بعد ضلع لائل پور (حال فیصل آباد) کی تحصیل جڑانوالہ کے ایک گاؤں چک نمبر۵۳گ ب منصور پور کو اپنا مسکن بنایا۔۲۴ جولائی ۱۹۴۸ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث قائم ہوئی تو اس کا ناظم دفتر بنا دیا گیا۔ ۱۹۔ اگست ۱۹۴۹ء کو گوجرانوالہ سے ہفت روزہ ''الاعتصام'' جاری ہوا تو اس کی ادارت مولانا محمد حنیف ندوی کے سپرد ہوئی۔ اور مجھے معاون مدیر کا منصب عطا ہوا۔ ۱۵ ر مئی ۱۹۵۱ء کو مولانا ندوی ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستہ ہوگئے۔ تو میں ''الاعتصام'' میں ادارتی خدمات انجام دینے لگا۔ پندرہ سال (۳۰ مئی ۱۹۶۵ء تک) اس خدمت پر مامور رہا۔ اس اثنا میں یکم جنوری ۱۹۵۸ء کو اپنا اخبار سہ روزہ ''منہاج'' جاری کیا جو تیرہ چودہ مہینے کے بعد اپریل ۱۹۵۹ء میں بند ہوگیا۔ اور میں نے پھر الاعتصام کی زمام ادارت سنبھال لی۔ جولائی ۱۹۶۵ء میں ہفت روزہ ''توحید'' کا اجراعمل میں آیا تو اس کا ایڈیٹر مقرر ہوا' لیکن ڈھائی مہینے کے بعد۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۶۵ء کو اس سے الگ ہوگیا اور ۲۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ء کو ریسرچ فیلو کی حیثیت سے ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستہ کر لیا گیا۔

تیس سال (مارچ ۱۹۹۶ء تک) ادارہ ثقافت اسلامیہ میں تصنیفی خدمات انجام دیں اور بائیس سال ادارے کے ماہنامہ ''المعارف'' کا ایڈیٹر رہا۔ یہ خالص علمی اور تحقیقی مجلّہ تھا' جس میں بے شمار مضامین ومقالات لکھے۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ کے مجلّہ ''ثقافت'' اور ماہنامہ ''المعارف'' کے مضامین کے علاوہ ادارے میں حسب ذیل تصنیفی خدمات انجام دیں۔

(۱) الفہرست: اردو ترجمہ اور حواشی تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) برصغیر میں علم فقہ: چار سو سے زائد صفحات۔

(۳) فقہائے ہند: پہلی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک دس جلدوں پر محیط ہے اور کم وبیش چار ہزار صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اگر ہر کو الگ کتاب سمجھا جائے تو یہ دس کتابیں بنتی ہیں۔

(۴) برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش: اس میں تاریخی حوالوں سے بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلام اس خطہ ارض میں آ گیا تھا۔

(۵) ارمغان حنیف: اس کتاب میں مولانا محمد حنیف ندوی کے حالات معرض بیان میں لائے گئے ہیں اور ان کی علمی سرگرمیوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتابیں تقریباً دس ہزار صفحات پر محتوی ہیں اور ''ثقافت'' اور ''المعارف'' دو ماہناموں کے مضامین اس سے الگ ہیں۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ سے الگ ہونے کے بعد میں نے حسب ذیل کتابیں لکھیں۔

(۱) نقوش عظمت رفتہ: انیس علماء وزعما کے واقعات (ساڑھے چھ سو صفحات)

(۲) بزم ارجمنداں: اس میں اکیس اہل علم کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ (چھ سو صفحات)

(۳) کاروان سلف: بائیس اصحاب علم کے کوائف حیات پر مشتمل (پانچ سو سے زائد صفحات)

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: محمد حسین ہیکل کی کتاب کا ترجمہ (چھ سو سے زائد صفحات)

(۵) قصوری خاندان: مولانا عبدالقادر قصوری' مولانا محی الدین احمد قصوری اور مولانا محمد علی قصوری وغیرہ بزرگانِ عالی قدر کے حالات۔

(۶) اسلام کی بیٹیاں: مختلف ادوار اور مختلف ممالک کی خواتین کا تذکرہ۔

(۷) قافلہ حدیث: زیر طبع (پانچ سو سے زائد صفحات)

(۸) لسان القرآن: قرآن کا توضیحی لغت (تیسری جلد) پہلی اور دوسری (دو جلدیں) مولانا محمد حنیف ندوی نے لکھیں۔

(۹) چہرہ نبوت قرآن کے آئینے میں: کچھ حصہ مولانا محمد حنیف ندوی نے لکھا اور کچھ حصہ میں نے مکمل کیا۔

(۱۰) میاں فضل حق کی خدمات: اس میں برصغیر کی جماعت اہل حدیث کی تاریخ سے متعلق بہت سا مواد آ گیا ہے۔

(۱۱) برصغیر کی تحریک آزادی کے سو سال: میاں عبدالعزیز بار ایٹ لاء کے حالات (ساڑھے پانچ سو صفحات)

(۱۲) برصغیر میں اہل حدیث: جلد اول مکمل' دوسری جلد زیر ترتیب۔

(۱۳) محفل دانش منداں: زیر ترتیب

اگر میری تمام مطبوعہ تحریریں جمع کی جائیں تو زیر مطالعہ کتاب کے سائز کے پینتیس ہزار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات پر مشتمل ہوں گے۔

یہ فقیر پہلا شخص ہے، جس نے حضرت مولانا سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان سے متعلق ریڈیو پاکستان (لاہور) میں تقریر کی اور روز نامہ ''امروز'' میں جو اس زمانے کا مشہور اخبار تھا، ان پر مضمون لکھا۔ اس فقیر کو یہ اولیت بھی حاصل ہے کہ اپنی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں ان کے بارے میں طویل مضمون لکھا اور ان کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی۔

یہاں یہ عرض کردوں کہ زیرِ مطالعہ کتاب میں حضرت مولانا کے شاگردوں کی فہرست میں مولوی محمد ادریس بڈھیمالوی کا نام بھی لکھا گیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ موضع بڈھیمال ضلع فیروز پور میں بہت سے علمائے کرام سکونت پذیر تھے۔ لیکن اس نام کا کوئی عالم دین وہاں نہیں تھا، مصنفہ محترمہ کی یہ اطلاع مبنی برصحت نہیں ہے۔

کتاب میں حضرت کے بیس بائیس شاگردوں کا قدرے تفصیل سے یا اختصار سے ذکر کیا گیا ہے، ان کے بیس شاگردوں کا تذکرہ اس فقیر نے کیا ہے، لیکن یہ دونوں فہرستیں نامکمل ہیں ان کے اور بھی بہت سے شاگرد ہیں، جنھوں نے اپنے اپنے انداز سے خدمات انجام دیں یا دے رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

نمبر شمار	مصنف	کتاب	مطبع
۱۔	تنزیل من رب العالمین	قرآن حکیم	تاج کمپنی۔ لاہور
۲۔	امام محمد بن اسماعیل بخاری	صحیح بخاری	مطبع اصح المطابع کراچی
۳۔	امام ابوالحسین مسلم القشیری	صحیح مسلم	مطبع اصح المطابع کراچی
۴۔	مولانا ابوالعلی محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری	تحفۃ الاحوذی	مطبوعہ بیروت
۵۔	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب	مشکوٰۃ المصابیح	مطبع اصح المطابع
۶۔	الشیخ علی بن سلطان	مرقاۃ	مکتبہ امدادیہ۔ ملتان
۷۔	امام فخرالدین رازی	تفسیر کبیر	مطبعہ عامرہ۔ استنبول
۸۔	ابوالفدا اسماعیل بن کثیر دمشقی	تفسیر ابن کثیر	ناشر سہیل اکیڈمی لاہور
۹۔	حضرت شاہ ولی اللہ	الفوز الکبیر	ناشر قرآن محل
۱۰۔	حضرت شاہ ولی اللہ	حجۃ اللہ البالغۃ	اصح المطابع
۱۱۔	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	تاریخ اہلحدیث	اسلامیک پبلشنگ کمپنی لاہور
۱۲۔	پاکستانی وغیر پاکستانی سکالرز	اردو دائرہ معارف الاسلامیہ	پنجاب یونیورسٹی لاہور
۱۳۔	محمد رضا خان	تاریخ مسلمانان عالم	علمی کتب خانہ لاہور
۱۴۔	مولانا ابوالوحید عبدالمجید	سیرت ثنائی	دفتر اہلحدیث سوہدرہ
۱۵۔	محمد داؤد راز	فتاویٰ ثنائیہ	ادارہ ترجمان السنۃ لاہور
۱۶۔	مولانا ابویحییٰ امام خان	نقوش ابوالوفاء	اسلامی اکیڈمی۔ لاہور
۱۷۔	مولانا سید عبدالحی	نزہۃ الخواطر	نور محمد۔ کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ مولانا حافظ عبداللہ روپڑی	اہلحدیث کے امتیازی مسائل	دارالحدیث۔ راجووال
۱۹۔ ڈاکٹر صبحی صالح	علوم الحدیث	ملک برادرز، فیصل آباد
۲۰۔ امام ابن تیمیہؒ	منہاج السنۃ	مکتبہ سلفیہ۔ لاہور
۲۱۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ	واضح البیان	ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور
۲۲۔ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون	مقدمہ ابن خلدون	موسسۃ العلمی۔ بیروت
۲۳۔ دکتور محمد حسین الذہبی	التفسیر والمفسرون	دارالکتب سلفیہ۔ قاہرہ
۲۴۔ حافظ ابن قیم	زادالمعاد	مطبعہ البابی الحلبی۔ مصر
۲۵۔ الحافظ ابن کثیرؒ	البدایہ والنہایہ	مکتبہ المعارف بیروت
۲۶۔ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	تاریخ الطبری	دارالقلم۔ بیروت
۲۷۔ قاضی ابویوسف	کتاب الخراج	المطبعۃ السلفیہ۔ القاہرہ
۲۸۔ علامہ اقبال	بال جبریل	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
۲۹۔ علامہ اقبال	بانگ درا	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
۳۰۔ ابویحییٰ امام خان نوشہروی	ہندوستان میں اہل حدیث کی خدمات	مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی
۳۱۔ حافظ ابن القیم	فضائل علم والعلماء	مکتبہ سلفیہ۔ لاہور
۳۲۔ عابد حسن فاروقی	اہل حدیث کی تدریسی خدمات	مکتبہ سلفیہ۔ لاہور
۳۳۔ ابویحییٰ امام خان نوشہروی	تراجم علمائے ہند	مطبوعہ دہلی
۳۴۔ محمد اسحاق بھٹی	فقہائے ہند	ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور
۳۵۔ سید سلیمان ندوی	یادرفتگاں	کراچی
۳۶۔ محمد سرور	افادات وملفوظات	اعظم گڑھ
۳۷۔ محمد اسلم جیراجپوری	نوادرات	کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسائل واخبارات

۱۔ معارف	اعظم گڑھ	۱۹۴۲ء
۲۔ المعارف	لاہور	متعدد شمارے
۳۔ الاعتصام	لاہور	متعدد شمارے
۴۔ نقوش	لاہور	۱۹۴۸ء
۵۔ روزنامہ مشرق	لاہور	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء
۶۔ روزنامہ کوہستان	لاہور	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء
۷۔ روزنامہ نوائے وقت	لاہور	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء
۸۔ روزنامہ امروز	لاہور	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء
۹۔ ہفت روزہ قومی دلیر	گوجرانوالہ	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء
۱۰۔ مجلہ مہک	گوجرانوالہ	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء
۱۱۔ ترجمان اسلام	دہلی	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء
۱۲۔ نورالایمان	دہلی	۲۱۔۲۲ فروری ۱۹۶۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تصانیف: مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مشکوٰۃ شریف (فصلِ اول)

خطبات سلفیہ

رسول اکرمؐ کی نماز

حجیت حدیث، آنحضرتؐ کی سیرت کی روشنی میں

مسئلہ حیات النبیؐ

تحریک آزادی فکر

حدیث کی تشریعی اہمیت

سبعہ معلقہ (ترجمہ وتشریح)

نصیحت

فتاویٰ سلفیہ

سنت قرآن کے آئینہ میں

مسلک اہل حدیث اور تحریکات جدیدہ

جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث

اسلامی حکومت اور اس کی ذمہ داریاں